بعون صانع مکین ومکان وفضل خلاق زمین وآسمان

کتاب ہدایت انتساب مشتمل مسائل بینظیر افادت بخش ارباب دین نظام اسلام مسمیٰ

نظام الاسلام

مصنفہ عالم نبیل مولوی محمد صاحب بفرمائش منشی شیخ محمد حسن صاحب تاجر کتب

بمطبع نامی منشی نولکشور بمطبع میں مطبوع چھاپا ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

کیا جواب دیتے ہو تم اے علماے دیندار ان سوالون کا اللہ تعالی تم پر رحم کرے
پہلا سوال حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتہہ اوٹھاتے ہین انکی
کیا دلیل ہے؟ جواب حدیث ہے پہلی جلد مشکوۃ شریف کے ۴۸ صفحہ مین

عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِہِمَا اُذُنَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِہِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْہِ مُتَّفَقٌ
عَلَیْہِ ۔ روایت ہے مالک بن حویرث رض سے کہا تہے رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونون ہاتہونکو یہان تک
کہ برابر کرتے اونکو اپنے دونون کانون کے ۔ اور ایک روایت مین ہے
یہان تک کہ مقابل کرتے دونون ہاتہون سے اپنے دونون کانونکی

انہونکو بخاری اور مسلم نے روایت کی وفی المشکوۃ وفتح القدیر وجامع
الاصول وتیسیر الوصول عن وائل بن حجر انہ ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حین قام الی الصلوۃ رفع یدیہ حتی کانتا بحیال منکبیہ وحاذی ابہامیہ اذنیہ
ثم کبر وفی روایۃ یرفع ابہامیہ الی شحمتی اذنیہ اوسی مشکوۃ کے ۷۵ صفحہ
مین اور فتح القدیر اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول مین ہے وائل بن
حجر سے مقرر دیکھا انہون نے نبی کو جب کہڑے ہوے حضرت نماز کو
اوٹھاے آپنے اپنے ہاتھ یہان تک کہ ہوے وے برابر اونکے مونڈہونکے
اور برابر کیے اپنے انگوٹھونکو اپنے کانون سے پہر تکبیر کہی ؛ اور ایک روایت مین
ہے کہ اوٹھاتے تہے اپنے انگوٹھے اپنے کانونکی لوتک اور اوسی مضمون کی
حدیث ہدایہ اور کافی اور تبیین الحقائق اور لمعاۃ التنقیح اور بحر الرائق مین ہے
لکن مضمون مین کچہ اختلاف ہے طوالت کے خوف سے ہر ایک کتاب
کی عبارت بالتفصیل نہین لکہی گئی ؛ دوسرا سوال حنفی جو ناف کے نیچے ہاتھ
دہرتے ہین اسپر کیا دلیل ہے ؛ جواب تیسیر الوصول کے ۲۱۶ صفحہ مین
حدیث ہے ؛ عن ابی جحیفہ رض ان علیا رض قال السنۃ وضع الکف
فی الصلوۃ ویضعہا تحت السرۃ اخرجہ رزین ؛ روایت ہے ابی جحیفہ رض
سے مقرر علی رض نے فرمایا سنت ہے ہاتھ رکہنا نماز مین اور رکہنا اونکا
نیچے ناف کے ؛ اور احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی اور بیہقی کی روایت مین ہے

حضرت علی رض سے کہ فرمایا السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ یعنے سنت
رکھنا ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر نیچے ناف کے ÷ اور ہدایہ اور
بحر الرائق اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ اور کافی مین بھی اسی
مضمون کی حدیث ہے صرف لفظ مین اختلاف ہے اور معنی پر
اتفاق ÷ اور بحر الرائق مین ہے عن النبی صلی علیہ وسلم انہ قال
ثلث من سنن المرسلین وذکر من جملتھا وضع الیمنی علی الشمال تحت
السرۃ ÷ یعنے تین چیزین تین پیغمبرونکی سنت سے اور بیان کیا ان
مین سے رکھنا دہنے ہاتھ کا بائین ہاتھ پر نیچے ناف کے ÷ تیسرا سوال
حنفی جو پکار کے نماز مین بسم اللہ نہین پڑھتے بلکہ آہستہ اسکی کیا دلیل
ہے ÷ جواب مشکوۃ شریف کے ۷۰ صفحہ مین حدیث ہے
عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر رض کانوا یفتتحوا
الصلوۃ بالحمد للہ رب العالمین اخرجہ انس رضی اللہ عنہ
کہا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رض شروع
کرتے تھے نماز الحمد للہ رب العالمین سے نکالا اسکو مسلم نے ÷ اور
تیسیر الوصول کے ۲۱۰ صفحہ مین انس رض سے روایت ہے عن انس رض
قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر وعمر
وعثمان فلم اسمع احدا منھم یقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجہ الا

روایت ہے انس رض سے کہا نماز پڑہی مین نے نبی صلعم اور ابوبکر اور
عمر اور عثمان رض کے ساتہہ نہین سنا مین نے اون مین سے کسی کو کہ
پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اُسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی
اور ابوداؤد اور مالک اور نسائی نے * اور کافی مین ہے قولہ علیہ
السلام ثَلٰثٌ یُخْفِیْہِنَّ اَلْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِیَۃُ وَآمِین * فرمایا علیہ
السلام نے تین چیزین ہین کہ آہستہ کہیگا انہین امام تعوذ اور تسمیہ
اور آمین وروی ابن مسعود رض مَاجَہَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بِالتَّسْمِیَۃِ فِیْ صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ * اور روایت کیا ابن مسعود رض نے نہین
پکار کر کہا رسول اللہ صلعم نے بسم اللہ کو فرض کی نماز مین * اور شرح مختصر الوقایہ
مین ملا علی قاری سے ہے وفی لفظ مسلم فَکَانَ یَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَآءَۃَ بِالْحَمْدُ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ * وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَلَمْ اَسْمَعْ
اَحَدًا مِنْہُمْ یَجْہَرُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ * ورواہ النسائی والدارقطنی
واحمد وابن حبان فَکَانُوْا لَا یَجْہَرُوْنَ بسم اللہ الرحمن الرحیم * وَفِیْ آثَارِ
الطَّحَاوِیْ وَمُعْجَمِ الطَّبْرَانِیْ وَحِلْیَۃِ اِبْنِ نُعَیْمٍ وَمُخْتَصَرِ اِبْنِ خُزَیْمَۃَ فَکَانُوْا یُسِرُّوْنَ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور مسلم کی عبارت مین یہ شروع کرتے تہے اصحاب
نبی سے نماز کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کے ساتہہ کہتے تہے بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ * اور ایک روایت مین ہے نہین سنا مین نے

اونین سے کسی کو کہ پکار کر پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اسکو نسائی اور دارقطنی اور احمد اور ابن حبان نے سوتہے وے کہ پکار کر نہین پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ مین ہے کہ آہستہ کہتے تہے اصحاب نبی بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ اور لمعات التنقیح اور فتح القدیر مین ہے قَدْ رَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رض لَمْ یَجْہَرِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَسْمَلَۃِ حَتّٰی مَاتَ ٭ روایت کی طحاوی نے ابن عباس رض سے پکار کر نہین کہا ہے صلعم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو یہان تک کہ وفات پائی ٭ چوتہا سوال حنفی جو نماز مین امام کے پیچہے سورۂ فاتحہ نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے ٭ جواب تیسیر الوصول کے ۲۰۷ صفحہ مین حدیث ہے عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً لَمْ یَقْرَءْ فِیْہَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ اَخْرَجَہٗ مَالِکٌ وَالتِّرْمِذِیُّ ٭ جابر رض سے ہے جسنے نماز پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑہی اوسمین سورۂ فاتحہ تو نہ پڑہی اوسنے نماز مگر امام کے پیچہے یعنے امام کے پیچہے یہ حکم نہین ہے ٭ اور پہلی جلد مشکوٰۃ شریف کے ۲۷۰ صفحہ مین ہے عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَہ ٭ روایت ہے ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے مقرر ٹہرایا گیا ہے امام اس لیے کہ پیروی

کی جاوے اوسکی سو جب تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور جب وہ قران پڑہے تو تم چپ
ہو رہو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ؛ اور جامع الاصول
اور امام مالک کی موطا اور امام محمد کی موطا مین بہی اس مضمون کی حدیثین ہین؛
اور مسند امام ابو حنیفہ مین اور لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح اور شرح مختصر
الوقایہ اور فتح القدیر مین ہے عَنْ جَابِرٍ رض اَنَّ رَجُلاً قَرَءَ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَاَوْمَیٰ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَنَہَاہُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَتَنْہَانِیْ
اَنْ اَقْرَءَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَذَکَّرَا ذٰلِکَ حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ
اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ ؛ جابر رض سے روایت ہے کہ قراۃ کیا یعنے
کوئی سورہ پڑہا ایک شخص نے پیچہے نبی صلعم کے ظہر کی نماز یا عصر کی نماز مین
اور اشارہ کیا اوسکی طرف ایک آدمی نے سو منع کیا اوسکو
پہر جب پڑہ چکا کہا اوسنے کیا منع کیا تونے مجکو
رسول اللہ صلعم کے پیچہے قرآن پڑہنے سے سو بحث ہوئی امین اور وہ سماعت
مین پہنچی حضرت کی سو فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس کسی کا کہ امام ہو تو
قراۃ اوسکے امام کی اوسکے لیے قراۃ ہے یعنے قراۃ امام کی مقتدیکے
واسطے کافی ہے ؛ اور شیخ عبد الحق رح نے مشکوۃ کے ترجمہ مین لکہا ہے
کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کے سوا سب نے اسکو روایت کیا ہے

اور شرح مختصر الوقایہ مین اور جامع الاصول اور فتح القدیر مین ہے ۞ عن ابن
عمر رض انہ کان اذا سُئل ہل یقرءُ احدٌ مع الامام قال اذا صلّی احدکم مع الامام
فحسبہ قراءۃ الامام واذا صلّی وحدہ فلیقرءُ ابن عمر رض سے روایت ہے
جب سوال کیا اونسے کیا قرآن پڑہے کوئی امام کے ساتہہ فرمایا جب پڑہے
کوئی تم مین سے نماز امام کے ساتہہ تو کفایت کرتا ہے اوسکو امام کا قرآن
پڑہنا اور جب کیلا نماز پڑہے تو چاہیے کہ قرآن پڑہے ۞ اور فتح القدیر اور لمعاۃ
التنقیح مین ہے روی محمد فی موطاۃ سُئل عبد اللہ بن مسعود رض عن القراءۃ
خلف الامام قال انصت ویکفیک الامام روایت کیا امام محمد نے اپنے موطا
مین سوال کیا عبد اللہ ابن مسعود کو قرآن پڑہنے کے مقدمے مین امام کے
پیچھے فرمایا چپ ہورہ اور بس ہے تجکو امام کا قرآن پڑہنا ۞ اور کفایہ اور
کافی اور عنایہ اور نہایہ مین ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قرء خلف
الامام بملأ فیہ جمرۃ وفی الکفایۃ والکافی قال علی رض من قرء خلف امام
فقد اخطأ الفطرۃ فرمایا نبی صلعم نے جو قرآن پڑہے پیچھے امام کے بہرتا ہے
وہ اپنے منہہ مین چنگاری آگ کی ۞ اور کفایہ اور کافی مین ہے فرمایا علی
رض نے جسنے قران پڑہا پیچھے امام کے مقرر اسنے چھوڑ دی قدیم چال
وعن سعید بن ابی وقاص وزید بن ثابت من قرء خلف الامام فلا صلوۃ
لہ سعید ابن ابو وقاص اور زید بن ثابت رض سے روایت ہے کہ جسنے قرآن

پڑہا پیچہے امام کے اسکی نماز درست نہین ہ اور کفایہ اور کافی اور نہایہ
اور شرح مختصر الوقایہ اور عنایہ مین ہے وَمَنعُ المُقتَدِی عَنِ القِرَاءَۃِ مَاثُورٌ
مِن ثَمَانِینَ نَفَراً مِن کِبَارِ الصَّحَابَۃِ ممنوع ہونا مقتدیکا قرآن پڑہنے سے
روایت ہے اسکی اسی آدمیون بڑے اصحابو نمین سے ٭ اور فتح القدیر
اور لمعات التنقیح اور شرح مختصر الوقایہ مین ہے عن عبد اللہ بن عمر و زید
عن ثابت و جابر بن عبد اللہ قالوا لا تقرء خلف الامام فی شئی من الصلوۃ
٭ وعن جابر قال لا تقرء خلف الامام ان جہر ولا ان خافت ٭ وعن ابن
مسعود رض نحوہ ٭ عبد اللہ ابن عمر اور زید ابن ثابت اور جابر بن عبد اللہ
رض نے فرمایا ہے کہ قرآن مت پڑہ پیچہے امام کے کسی نماز مین ٭
اور جابر رض نے کہا ہے نہ پڑہ تو قرآن پیچہے امام کے پکار کر پڑہے امام
یا چپکے ٭ اور عبد اللہ ابن مسعود رض سے بہی اسیطرح کی روایت ہے
٭ پانچوان سوال حنفی جو نماز مین آمین پکار کے نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے
٭ جواب دار قطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین جو حدیث
کی معتبر اور مشہور کتابین ہین لکہا ہے عن وائل رض انہ صلی اللہ علیہ و
والہ وسلم لما بلغ غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیہِم وَلَا الضَّالِّینَ قَالَ آمِین وَاَخفیٰ بِہَا
رواہ احمد وابو داؤد روایت ہے وائل رض سے مقرر نبی صلعم جب
پہنچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا آمین اور پوشیدہ کی اپنی

آواز اور مختصر الوقایہ مین مصنف سے عبد الرزاق محدث کی اور بحر الرائق
مین ابن ابی شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکھا ہے قَالَ اَربَعٌ
یُخفِیہِنَّ الاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَبِسمِ اللّٰہِ وَاَللّٰہُمَّ رَبَّنَا لَکَ الحَمدُ وَاٰمِین کہا چار چیزین
ہین کہ پوشیدہ کہے انہین امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم ربنا
لک الحمد اور آمین ؛ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے مشکوۃ شریف
کی شرح عربی اور شرح سفر السعادت مین لکھا ہے ؛ عن عمر ابن الخطاب
رض اَنَّہٗ قَالَ یُخفِی الاِمَامُ اَربَعَۃَ اَشیَاءَ التَّعَوُّذُ وَالبَسمَلَۃُ وَاٰمِین وَسُبحَانَکَ
اللّٰہُمَّ ؛ وعن ابن مسعود رض مثلہ روایت ہے عمر ابن خطاب رض سے مقرر
فرمایا انہونے کہ پوشیدہ پڑہیگا امام چار چیزین اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور
آمین اور سبحانک اللہم ؛ اور عبد اللہ ابن مسعود رض سے بہی اسی طرح
کی روایت ہے ؛ فی الہدایۃ لقول ابن مسعود رض اَربَعٌ یُخفِیہِنَّ الاِمَامُ وَذَکَرَ
مِنہَا التَّعَوُّذَ وَالتَّسمِیَۃَ وَالتَّامِین ؛ ہدایہ مین لکھا ہے عبد اللہ ابن مسعود رض
کی روایت سے چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے انکو امام اور بیان کیا انمین
سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور آمین ؛ اور تخریج احادیث الہدایہ اور فتح
القدیر مین ہے کہ احمد اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی اور طبرانی اور
دارقطنی اور حاکم نے روایت کی وائل رض سے اور اونے اپنے باپ سے
؛ انہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا بَلَغَ غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیہِم وَلَا الضَّالِّینَ قَالَ اٰمِین

واخفی پہتا صوتہ مقرر حضرت پیغمبر خدا جب پہنچتے غیر المغضوب علیہم و
الضالین تک فرماتے آمین اور پوشیدہ کرتے اوسکے ساتھہ اپنی آوازکو
؛ چھٹا سوال حنفی جو سواے شروع کی تکبیر کے وقت پھر ہاتھہ نہین اٹھاتے
اسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب تیسیر الوصول کے ٢٠١٥ صفحہ اور جامع الاصول

مین ہے عن براء رض قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود اخرجہ ابو داؤد روایت ہے
براء رض سے کہا دیکہا مین نے رسول اللہ صلعم کو جب شروع کرتے نماز بلند کرتے
ہاتہونکو اپنے کانونکے نزدیک تک پہر نہ دہراتے نکالا اوسکو ابو داؤد نے ؛

اور تیسیر الوصول کے اسی ٢١٥ صفحہ مین ہے عن علقمۃ رض قال قال
لنا ابن مسعود رض یوما الا اصلی لکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی
ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح اخرجہ اصحاب السنن روایت
ہے علقمہ رض سے کہا فرمایا مجکو عبداللہ ابن مسعود رض نے ایکدن کیا نا
ہو نین تمکو نماز رسول اللہ صلعم کی پھر نماز پڑہی اور نہ اوٹہاے اپنے ہاتھہ
مگر ایکدفعہ شروع کی تکبیر کے ساتھہ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے

وفی عین الحقائق قال ابن مسعود رض صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوٰۃ کہا ابن مسعود رض
نے نماز پڑہی مین نے نبی صلعم کے ساتھہ اور ابو بکر او عمر رض کے سو ا ہا

انہون نے اپنے ہاتھ مگر نماز کے شروع مین ❊ وفی الکفایۃ والکافی والغایۃ
والنہایۃ قال ابن عباس رض اَنَّ الْعَشَرَۃَ الْمُبَشَّرَۃَ بِالْجَنَّۃِ رضی اللہ عنہم مَا کَانُوْا
یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ اِلَّا فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ اور کہا ابن عباس رض نے مقرر عشرۂ
مبشرہ یعنے دس اصحاب بہشتی رض نہ اوٹہاتے تہے وے اپنے ہاتہ مگر
نماز کے شروع مین ❊ وفی شرح مختصر الوقایۃ عن البراء بن عازب رض قال
کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَکُوْنَ
اِبْہَامَاہُ قَرِیْبًا مِنْ شَحْمَتَیْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ ❊ روایت ہے براء بن عازب رض
سے کہا تہے نبی صلعم جب تکبیر کہتے شروع نماز میں اٹہاتے اپنے ہاتہ
یہان تک کہ پہنچتے دونون انگوٹہے انکے دونون کانون کی لو تک پہر نہ
دوہراتے ❊ اور جامع الاصول اور بحر الرائق اور تبیین الحقائق مین ہے قال
جابر رض رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ
ثُمَّ لَا یَرْفَعُھُمَا حَتّٰی انْصَرَفَ اخرجہ ابو داؤد ❊ اور کہا جابر رض نے دیکہا مین نے
رسول اللہ صلعم کو کہ بلند کیے حضرت نے اپنے ہاتہو کو شروع نماز کے وقت
پہر نہ اوٹہائے انکو جبتک کہ پڑہ چکے نماز کالا اوسکو ابو داؤد نے ❊ و روی
الطحاوی والطبرانی باسنادہ الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی صلعم
قَالَ لَا تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِیْ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَفِیْ تَکْبِیْرِ الْقُنُوْتِ
فِی الْوِتْرِ وَفِی الْعِیْدَیْنِ الْحَدِیْثَ ❊ روایت کیا ہے طحاوی نے اور طبرانی

سے جو دونون کتابین معتبر حدیث کی ہین اپنی سند سے کہ ابن عمر اور ابن عباس
کیطرف ملتی ہین مقرر نبی صلعم نے فرمایا کہ نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات
جگہوین نماز کے شروع مین اور قنوت کی تکبیر جو وتر مین ہے اور عیدین کی
نماز مین آخر حدیث تک ٭ اور مسند امام ابو حنیفہ مین ابراہیم نخعی سے بھی
بعینہ یہ حدیث مروی ہے ٭ اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر اور مشہور
کتابین ہین اونمین لکھا ہے من قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعنا و
ترک فترکنا ٭ فرمایا ابن مسعود رض نے اوٹھائے نبی نے ہاتھ تو اوٹھائے ہمنے
اوسے اور چھوڑ دیا حضرت نے تو چھوڑ دیا ہم نے اوسے ٭ اور نہایہ اور عنایہ
مین جو ہدایہ کی شرح ہے لکھا ہے ان عبد اللہ ابن الزبیر رض رأے رجلا یصلی
فی المسجد الحرام ویرفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الراس منہ فلما فرغ من الصلوٰۃ
قال لہ لا تفعل فان ہذا شئ فعلہ رسول اللہ صلعم ثم ترکہ عبد اللہ ابن زبیر رض نے
دیکھا ایک شخص کو نماز پڑہتے مسجد الحرام مین اور وہ اوٹھاتا تھا اپنے ہاتھ رکوع
کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت پھر جب پڑہ چکا نماز کہا اسکو
مقرر یہ ایک چیز ہے کہ کیا تھا اوسکو رسول اللہ نے پھر چھوڑ دیا اوسکو ٭ اور تبیین
الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ مین ہے وان جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما لی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا
فی الصلوٰۃ ٭ شمس اسے صعب ٭ جابر ابن سمرہ رض نے کہا آئے ہمارے سامنے

رسول اللہ صلعم پہر فرمایا کیا سبب ہے کہ دیکہتا ہون مین تم کو اوٹہانیوالے
ہاتہونکو اپنے گویا دم گہوڑونکی کہ سخت ہی قرار پکڑو نماز مین یعنے حرکت نکرو نماز
مین ؛ اور نہایہ مین ہے وحین رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقواما یرفعون ایدیہم
فی الصلوۃ عند الرکوع وعند رفع الراس من الرکوع فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم
کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ وفی روایۃ قرّوا فی الصلوۃ جب دیکہا
نبی صلعم نے لوگونکو کہ اوٹہاتے تہے اپنے ہاتہونکو نماز مین رکوع کے وقت اور
رکوع سے سر اوٹہانے کے وقت تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ دیکہتا ہون
مین تمکو اوٹہانیوالے ہاتہون کو اپنے گویا کہ دم گہوڑونکی ہے سخت سے قرار
پکڑو نماز مین اور دوسری روایت مین ہے کہ سے رہو نماز مین یعنے ہاتہونکو حرکت نہ دینے
؛ ساتوان سوال حنفی جو صبح کی نماز مین دعاے قنوت نہین پڑہتے اسکی
کیا دلیل ہے ؛ جواب حدیث سے ہے ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوۃ شریف کے
۲۰۳ صفحہ مین ؛ عن انس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قنت شہرا
ثم ترکہ رواہ ابوداود والنسائی روایت ہے انس رض سے تحقیق نبی صلعم
نے قنوت پڑہی مہینے بہر پہر چہوڑ دیا اسکو نکالا اسکو ابوداود اور نسائی نے
؛ اور اوسی کے ۲۰۴ صفحہ مین ہے عن ابی مالک الاشجعی رض قال قلت
لابی یا ابت انک قد صلیت خلف رسول اللہ صلعم وابی بکر وعمر وعثمان
وعلی ہہنا بالکوفۃ نحوا من خمس سنین اکانوا یقنتون قال ای بنی محدث

اخرجہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ ٭ روایت ہے ابی مالک اشجعی رض
سے کہا پوچھا مین نے اپنے باپ سے البتہ نماز پڑہی تم نے پیچھے رسول
اللہ صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رض سے یہان کوفے مین قریب
پانچ برس کے کیا قنوت پڑہتے تہے وے کہا او سنے اے میرے لڑکے
یہ بدعت ہے نکالا اوسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ٭ اور تیسیر الوصول
کے ۲۲۲ صفحہ مین ہے ٭ قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہراً
بعد الرکوع فی صلوۃ الصبح وفی روایۃ ابو داود والنسائی قنت شہراً ثم
ترکہ قنوت پڑہی رسول اللہ صلعم نے مہینے بہر بعد رکوع کے صبح کی نماز مین
اور روایت مین ابو داود اور نسائی کی ہے کہ قنوت پڑہی حضرت نے
ایک مہینے بہر پہر چہوڑ دیا اسکو ٭ آٹھوان سوال حنفی جو نماز مین دہنا پانون
اٹھاکر بایان پانون بچھاکر بیٹھتے ہین اسکی کیا دلیل ہے جواب حدیث ہے
مشکوۃ شریف کے ۷۵ صفحہ مین عن عائشہ رض قالت کان رسول اللہ
صلعم یفرش رجلہ الیسری وینصب رجلہ الیمنی رواہ مسلم ٭ روایت ہے
عائشہ رض سے کہا بچہاتے تہے رسول اللہ صلعم بایان پانون اپنا اور
کہڑا کرتے تہے دہنا پانون اپنا نکالا اسکو مسلم نے ٭ اور تیسیر الوصول کی
۲۲۳ صفحہ مین ہے ٭ عن علی بن عبد الرحمن قال صلیت الی جنب ابن عمر
رض فقلبت الحصی فقال لی لا تقلب الحصی وافعل کما رایت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یفعل قلت وکیف رأیت رسول اللہ صلعم یفعل قال
ہکذا وانصب الیمنی واضجع الیسری الحدیث ؛ روایت ہے علی ابن عبدالرحمن
رضی سے کہا نماز پڑہی مین نے ابن عمر کے پہلو کیطرف سو سرکائین مین نے
کنکریان کہا مجکو ابن عمر نے نہ سرکا کنکریان اور کر تو جیسا دیکھا مین نے رسول
اللہ صلعم کو کرتے پوچھا مین نے کس طرح دیکھا تم نے رسول اللہ صلعم کو کرتے
کہا اسطرح اور کھڑا کیا دہنے پانون کو اور بچھایا بائین کو آخر حدیث تک ؛
اور اوسی صفحہ مین ہے عن وائل بن حجر رض قال افترش رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم رجلہ الیسری ووضع یدہ علی فخذہ الیسری ونصب الیمنی روایت
ہے وائل ابن حجر رض سے کہا بچھایا رسول اللہ صلعم نے اپنا بایان پانون
اور اوٹھایا اپنا ہاتھ اپنی بائین ران پر اور کھڑا کیا دہنا پانون ؛ اور اوسی
کتاب کے ۱۲ صفحہ مین ہے ؛ عن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رض قال انما
سنۃ الصلوۃ ان تنصب رجلک الیمنی وتثنی الیسری اخرجہ البخاری
ومالک والنسائی ؛ روایت ہے عبداللہ عمر رض کے پوتے سے کہا ابن
عمر نے سنت نماز مین یہی ہے کہ کھڑا رکھے تو اپنا دہنا پانون اور بچھا دے
بایان نکالا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی نے وفی روایۃ النسائی ان
من سنۃ الصلوۃ ان تنصب القدم الیمنی واستقبالہ باصابعہا القبلۃ والجلوس علی الیسری ؛
اور ایک روایت مین نسائی کی سنت ہے کھڑا کرنا دہنے قدم کو اور

برابر رکھنی اوسکی انگلیونکو قبلے کیطرف اور بیٹھنا بائین قدم پر ؛ نوان سوال حنفی
نمازمین جو سجدہ کرنے کے وقت پہلے گھٹنون کو زمین پر ٹیکتے ہین بعد اوسکے ہاتھونکو
اور سجدہ سے اوٹھنے کے وقت پہلے ہاتھونکو زمین سے اوٹھاتے ہین بعد اوسکے
گھٹنونکو اسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب حدیث ہے تیسیر الوصول کے ۲۲۱ صفحہ مین
عن وائل بن حجر رض قال کان النبی صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا
نھض رفع یدیہ قبل رکبتیہ اخرجہ اصحاب السنن و فی اخری لابی داؤد واذا نھض
نھض علی رکبتیہ واعتمد علی فخذیہ ؛ روایت ہے وائل رض سے کہا تھے نبی
صلعم جب سجدہ کرتے رکھتے اپنے گھٹنونکو پہلے اپنے ہاتھون سے اور جب
اٹھتے ہوتے اٹھاتے اپنے ہاتھ پہلے اپنے گھٹنون سے نکالا اوسکو اصحاب سنن
یعنی ترمذی نسائی ابوداؤد نے ؛ اور دوسری روایت مین ابوداؤد کی اور
جب اوٹھتے حضرت اٹھتے اپنے گھٹنون پر اور زور دیتے ؛ تھونکا اپنے زانو پر
؛ اور اسی صفحہ مین ہے عن ابن عمر رض نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ان یعتمد الرجل علی یدیہ اذا نھض من الصلوۃ منع فرمایا رسول اللہ نے کہ تکیہ
کرے آدمی اپنے ہاتھون پر کھڑے ہونے کے وقت نماز مین ؛ اور مشکوۃ کی شرح فارسی
مین شیخ عبدالحق دہلوی نے جو کہتا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے ؛ ابن خزیمہ کی صحیح
مین ہے کہ جب حضرت سجدے مین جاتے تھے گھٹنون سے شروع کرتے ؛ اور
ابن ابی وقاص اور ابوسعید خدری کی حدیث مین آیا ہے کہ ہم رکھتے تھے

ہاتھونکو پہلے گھٹنونکے پہر حکم ہوا کہ رکھین اپنے گھٹنونکو پہلے ہاتھونکے دسوان

سوال حنفی نماز مین جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدی کے بعد بغیر بیٹھنے

اور بدون ٹیک لگاے ہاتھون سے زمین پر اوٹھتے ہین اوسکی کیا دلیل ہے

؛ جواب حدیث ہے تیسیر الوصول اور لمعاة التنقیح مین عن ابی ہریرة رض قال

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھض فی الصلوٰة علی صدور قدمیہ یعنی

اوٹھتے تھے نماز مین پیرونکے سرون پر یعنے انگلیون کی جڑ پر یعنے بغیر بیٹھے اور بدون

ٹیک لگائے ہاتھونسے زمین پر ؛ اور کافی مین ہے ان النبی علیہ السلام

کان اذا رفع راسہ من السجود فی الرکعة الاولی والثالثة ینھض علی صدور قدمیہ

جب سر اوٹھاتے حضرت اپنا سجدے سے پہلی اور تیسری رکعت مین اوٹھتے

پیرونکی انگلیونکی جڑ پر ؛ اور فتح القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعاة التنقیح

مین ہے اخرج ابن ابی شیبة عن ابن مسعود رض انہ کان ینھض فی الصلوٰة

علی صدور قدمیہ ولم یجلس واخرج نحوہ عن علی رض وکذا عن ابن عمر وابن زبیر

وعن عمر رض ؛ واخرج عن الشعبی کان عمر وعلی واصحاب رسول اللہ صلعم ینھضون

فی الصلوة علی صدور اقدامھم ؛ واخرج النعمان بن ابی عیاش ادرکت غیر

واحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان اذا رفع راسہ من

السجدة الثانیة فی الرکعة الاولی والثالثة ینھض کما ھو ولم یجلس کالا ابن ابی

شیبہ نے ابن مسعود رض سے مقرر وے اوٹھتے تھے نماز مین اپنے پیرونکی

انگلیون کی جڑپر اور نہ بیٹھتے تہے اور نکالا ایسا ہی علی رض سے اور ایسا ہی ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سے ؛ اور نکالا نعمان بن عیاش نے پایا مین نے بہت سے اصحابونکو رسولؐ خدا کے سو جب اوٹہاتے اپنا سر دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین اوٹہتے جس حال مین تہے اور نہ بیٹھتے

گیارہوان سوال حنفی جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑہتے ہین اوسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب ما ثبت بالسنۃ مین لکہا ہے بیہقی نے روایت کی سند صحیح سے اَنَّہُم یَقُومُونَ عَلٰی عَہْدِ عُمَرَ رض بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَفِیْ عَہْدِ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ رض مِثْلُہٗ یعنے صحابہ رسولؐ کے قیام کرتے تہے یعنے پڑہتے تہے حضرت عمر رض کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی رض کے وقت مین بہی اسیطرح ؛ اور علماء حرمین یعنے مکہ اور مدینے کے عالمونکا بہی ہمیشہ سے اسیطور پر عمل چلا آتا ہے ؛ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح فارسی مین مشکوۃ شریف کی جو لکہا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے ؛ اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر خداؐ نے جو نماز پڑہی بیس رکعت تہی اور بعد حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسیطور پر حال گذرا کہ ہر کوئی گہر مین اپنے پڑہتا یا مسجد مین ؛ اور جب کچہ زمانہ حضرت عمر رض کی خلافت کا گذرا تب انہون نے لوگونکو جمع کر دیا یعنے اپنی بیس رکعت کو جماعت سے پڑہنے کو حکم فرمایا ؛ اور نہایۃ المراد مین جامع الرموز

سے منقول ہے کہ التراویح سنۃ موکدۃ ومن لم یرہا سنۃ موکدۃ فہو رافضی
یقاتل کمن لا یری الجماعۃ قال اہل السنۃ والجماعۃ انہا سنۃ رسول اللہ صلعم
صلاہا لیلتین وقد صلاہا رسول اللہ صلعم عشرین رکعۃ بعشر تسلیمات ثم ترک
مخافۃ ان تجب کان لرسول اللہ صلعم والصحابۃ حرص فی قیام اللیل ان جل
منہم یصلی مائۃ رکعۃ واکثر وکذا فی زمن ابی بکر رض فلما ظہر الکسل فی زمن عمر
رض خاف ان یندرس فامر الصحابۃ ان یجتمعوا علی ان یصلوا بجماعۃ وزینوا المساجد
بالقنادیل ثم مر علی رض حاضرا فلما رای الجماعۃ والقنادیل قال قام
اللہ امور عمر لما اقام سنۃ نبینا فثبت وصح ان النبی صلعم صلاہا عشرین رکعۃ
وفی الہدایۃ سنۃ موکدۃ باجماع الصحابۃ تادیۃ اما مقتدیۃ عن قول الشہادۃ وہی سنۃ
للرجال والنساء یعنے نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے جو حدیث کی معتبر کتاب
ہے منقول ہے کہ نماز تراویح سنت موکدہ ہے اور جو کوئی اسکو سنت موکدہ
اعتقاد نکرے تو وہ رافضی ہے مقاتلہ کیا جاویگا اوسکے ساتھ جیسا جماعت کو
سنت موکد نجاننے والے کے ساتھ اور اہل سنت جماعت نے کہا ہے
کہ یہ تراویح سنت رسول اللہ کی ہے پڑہا نا حضرت نے اسکو دو رات اور بے
شبہہ حضرت نے تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سے پہر چھوڑ دیا اوسکو
خوف سے واجب جانیکے یعنے اگر واجب جانیگی تو امت پر مشکل پڑ جائیگی
اور تہا رسول اللہ اور اونکے اصحاب کو بڑا شوق نماز پڑہنے مین رمضان

کی تو انکو کوئی اونمین سے سو رکعت پڑھتا اور کوئی زیادہ اور اسیطرح زمانہ
مین ابوبکر رض کے پڑھتے تھے پھر جب سستی ظاہر ہوئی عمر رض کے
زمانے مین ڈرے اس سنت کے چھوٹنے سے تب اصحابون نے عمر رض
کے ساتھ اتفاق کیا اسبات پر کہ تراویح کی نماز کو جماعت سے پڑھین اور مسجد کو
قندیلونسے آرائش کرین اور اسوقت حضرت علی رض حاضر نہ تھے پھر جب
انہون نے جماعت اور قندیلین دیکھین فرمایا اللہ تعالی تو تم رکھے عمر رض کا قبر
جیسا انہون نے قائم کیا ہمارے نبی کی سنت کو پس ثابت اور صحیح ہوا کہ
حضرت نے تراویح کی نماز بیس رکعت پڑھی اور حجت جو کتاب ہے اسمے
ومین لکہا ہے کہ تراویح سنت موکدہ ہے صحابہ کے اجماعت اور ترک
کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہوگی اور وہ سنت ہے مردون
اور عورتون کے حق مین اور جب خلفاء راشدین نے اس نماز تراویح
مین اہتمام اور التزام کیا تو ہر شخص کے حق مین وہ سنت ہوئی
کہ جیسی سنت پیغمبر خدا کی امت پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفاء راشدین
کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے جیسا کہ مشکوۃ کے باب اعتصام مین ہے
علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا
بالنواجذ لازم پکڑو اپنے اوپر سنت ہماری اور سنت ہمارے سب خلیفوں کی کہ
تھے وے ہدایت پاے ہوے ہین او پکڑو اون سب سنتون پر اور تھامے رہو

اون سب کو اتنو نے اپنے ؛ بارہوان سوال حنفی جو وتر کی نماز مین تین رکعت
پڑھتے ہین اسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب حدیث ہے تیسیر الوصول کی فصل
صلوٰۃ الوتر مین ؛ وعن عبد العزیز بن جریج قال سألنا عائشۃ رضی اللہ عنہا
بای شی کان یوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یقرء فی الاولیٰ
بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایہا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ہو اللہ
احد والمعوذتین اخرجہ اصحاب السنن عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال
کیا ہمنے حضرت عائشہ رض سے کہ کن سورتون سے وتر پڑھتے تھے پیغمبر خدا
تب عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑھتے تھے وتر کی پہلی رکعت مین سورۂ
سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین قل یا ایہا الکافرون اور تیسری مین قل ہو اللہ
اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ؛ نکالا اس حدیث کو ترمذی
اور نسائی اور ابو داؤد نے ؛ اور اوسی تیسیر الوصول مین ہے وعن عائشہ
رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر اخرجہ النسائی
حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ؛ سلام نہین پھیرتے تھے
وتر کی دو رکعت مین یعنے وتر کی نماز مین دو رکعت کے بعد سلام نہین
پھیرتے تھے بلکہ تینون رکعتون کو ایک ساتھہ پڑھتے تھے ؛ اور ہدایہ اور تبیین
شقائق اور سفر السعادت مین ہے وعن عائشہ رض ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان یوتر بثلاث ؛ وحکی الحسن رح اجماع السلف علی الثلاث روایت ہے

عائشہ رض سے کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑہتے تہے تین رکعت اور حسن بصری رض سے حکایت ہے کہ اگلی لوگونکا اجماع ہے وترکی تین رکعت ہونے پر ؛ اور

تبیین الحقائق میں ہے ؛ اَنَّہٗ صَلّی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُوْتِرُ بِثَلٰثِ رَکْعَاتٍ یَقْرَءُ فِی الْاُوْلٰی

بسبح اسم ربک الاعلی وَفِی الثَّانِیَۃِ بقل یا ایہا الکافرون وَفِی الثَّالِثَۃِ بقل ہو اللہ احد وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ ؛ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑہتے تہے تین رکعت پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین قل یا ایہا الکافرون اور تیسری مین قل ہو اللہ احد اور رکوع کے پہلے دعاے قنوت پڑہتے اور اسی طرح بحر الرائق مین بہی لکہا ہے ؛ تیرہوان سوال حنفی علماکے نزدیک وے سب حدیثین جو اوپر کے جوابون مین لکہی گئی ہین نماز کے افعال کی دوسری حدیثونکی نسبت جو دوسرے مجتہدون کے مذہب کے موافق ہین حدیث کے راویون اور اونکی تحقیقات کی روسے صحیح اور غیر منسوخ ہین یا نہین ؛ جواب یہ سب حدیثین جو اوپر لکہی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سے منقول ہین اور اونکے جمع کرنیوالون نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا ہے کہ جو حدیث صحیح پایا اوسی کو اپنی کتاب مین لکہا ؛ پہر دوسرے علما و محدثین اور فقہاے معتبرین نے بہی اون حدیثونکو جو تحقیق کیا تو صحیح اور معتبر پایا ؛ پہر اسی واسطے اون حدیثونکو فقہ کی کتابون مین بہی داخل کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اون حدیثونکو دلیل گذرانا ؛ چنانچہ جتنی حدیثین کہ سابق ذکر ہوئی ہین ہر ایک کو کتاب حدیث اور فقہ کی سند اور تعین مقام کے ساتہہ

لکھا گیا ہے جسکو شبہہ ہو تو اون کتابوں سے ملا لے ؛ مثلاً امام زیلعی نے تخریج احادیث
الہدایہ مین لکہا ہے کہ روایت کیا ہے حدیث اخفاے آمین کو امام احمد حنبل
اور ابو داؤد اور طیالسی اور ابو یعلی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اپنی معجم مین
اور دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین ؛ اَنَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم
لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخفی بہا صوتہ ؛ اور کہا کہ یہ
حدیث صحیح الاسناد ہے بلکہ جو حدیث کہ آمین پکار کر کہنے مین وارد ہے اور امام
شافعی رح اوس سے دلیل لاتے ہین اوسکو یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کے
اور شیخ اور اوستاد ہین امام محمد بخاری کے جیساکہ تیسیر الوصول کے خطبے مین
لکہا ہے ضعیف کہا ہے جیساکہ امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکہا ہے ؛ قال
الشافعی یجہر بہا عندہ بخبر یرویہ بحدیث وائل انہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم انہ قال آمین ومد بہا صوتہ وما رواہ ضعفہ یحیی ابن معین فلا یلزم حجۃ ؛ و شیخ
ابن ہمام نے کہ تمام محدثون کے نزدیک معتمد علیہ ہین فتح القدیر مین اس حدیث
کو معلول کہا ہے ؛ اور اسیطرح سے حدیث جس مین کہ ہے کہ حضرت نبی نے
صرف پہلی تکبیر مین رفع یدین کیا ہے اور تکبیرونکے وقت نہین بلکہ ارسال فرمایا ترمذی
وغیرہ نے اسے حسن کہا ہے جیساکہ شیخ عبد الحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کے
ترجمہ اور سفر السعادۃ مین لکہا ہے (کہ ترمذی گفت حدیث ابن مسعود حسن
حسن است) اور اسی طرح برجستہ برجستہ محدث علماؤن نے اس حدیث کو

روایت اور تصحیح کی ہے ؛ جیسا کہ ابوداؤد نے اور امام محمد نے مؤطا مین اور
دارقطنی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اور امام احمد نے اور طیالسی نے
اور ابویعلی نے اور حاکم نے اور اگر کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کی رو سے
یا اپنے مذہب کی رعایت سے یا تعصب سے یا اس جہت سے کہ جس سے
اوس نے سنا تہا یا جسکے وسیلے سے اسکو پہنچا تہا وہ راوی معتبر نہ تہا اس سبب سے
اوسکو ضعیف کہا ہو تو یہ کہنا اوسکا کچھ معتبر نہین ہے ؛ اگر یہ ہو تو اونکے حق مین اور
اونکے زعم مین ضعیف ہوگا اسواسطے کہ اسناد اوسکا ضعیف تہا ؛ ہمارے
علماے محدثین اور فقہاے محققین کے نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثابت ہے
کیونکہ اونکے استاد جن سے اونہون نے سنا تہا وے سب عادل اور ثقہ تہے
اور سب علماے حنفی کا اون سب حدیثون پر عمل ہے ؛ پس بے شک اونکے
نزدیک یے حدیثین غیر منسوخ ہین اسواسطے کہ منسوخ پر عمل کرنا جائز نہین
بلکہ علماے حنفی کے نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنے کی منسوخ ہے ؛ جیسا کہ غایہ
اور نہایہ اور کفایہ مین کہ ہر شہر مین مسلمانون کے مشہور اور بڑی معتبر کتابین ہین
لکہا ہے ؛ قال عبد اللہ بن مسعود رض ترک الناس الجہر بالتامین وما ترکوا الا
لعلمہم بالنسخ ؛ یعنے لوگون نے شور کرکے آمین کہنا چھوڑ دیا اور نہین چھوڑا اوسکا
مگر جب کہ یقین حاصل ہوا اونکو اوسکا منسوخ ہونے پر ؛ اور اسیطرح سے حدیث
رفع یدین کی بہی منسوخ ہے ؛ جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی محدث نے شرح

سفر السعادت مین لکھا ہے ۔ اور ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ
اور غنایہ مین ابن زبیر رض سے روایت ہے کہ ۔ قال رایناذا فان ہذا شیٔ
فعلہ النبی صلعم ثم ترکہ ۔ یعنے نہ کر رفع یدین اسے فلا سے کیونکہ اس رفع یدین
کو حضرت نبی نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادت
مین عبد اللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے رفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرفعناہ وترکہ فترکناہ ۔ یعنے حضرت نبی نے جب رفع یدین کیا تھا ہم نے بھی
کیا تھا اُسے اور جب چھوڑ دیا ہم نے بھی چھوڑ دیا اوسے ۔ چودہوان سوال
اگر کوئی ظاہر مین حنفی کہلاوے اور حقیقت مین کسی امام کا مقلد نہو پھر وہ ان
حدیثون کے برخلاف عمل کرے اور انکو صحیح بجانے اور دوسرے حنفیونکو
برخلاف ان کے سکھاوے اور دوسری حدیثونکو اون حدیثونکی نسبت
صحیح غیر منسوخ سمجھے اور دوسرونکو سمجھاوے اور لوگونکو فقہ کی کتابونسے
بداعتقاد کرواوے اور یون کہے کہ قرآن اور حدیث مین جو پاؤ عمل کرو فقہ
کی بات نسنو اور تقلید کسی کی خصوصا مذہب حنفی کی نکرو اور حنفی علما کے فتوا
اور اتفاق کو نمانو اور اسکے سبب لوگونمین سخت اختلاف وزبری لڑائی پڑے
اور آپسمین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر کرے بلکہ اگلے علما حنفی اور کتب
حنفی کی اہانت کرے اور اونکے حق مین کلمہ حقارت کا کہے تو وہ حقیقت
مین اسگلے حنفی علما کا بلکہ تینون اماموں کا مخالف ہوا اور اون بڑے علما کو بے نسبت

اپنے سے بے علم اور بے سمجھ اور حقیر سمجھا یا نہین ؛ اور ایسی حرکت سے اوسکی یہ جو سیکڑون برس سے علماؤن سنے دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار دیکر متفق ہوگئے تہے اور جمعیت باندہی تہی اوسنے اس اتفاق اور جمعیت کو توڑکر لوگونکو خصوص عوام مسلمانونکو ہدایت سے باز رکہا اور گمراہ بنایا یا نہین؛ جواب تیرہوین سوال کے جواب سے ظاہر ہے کہ وے سب حدیثین علماء حنفی کے نزدیک صحیح اور غیر منسوخ ہین بس جو کوئی اون کو غلط سمجھے اور صحیح غیر منسوخ نجانے اور اون پر عمل نکرے وہ شخص البتہ علماء حنفی کا مخالف ہوا پہر جب وہ کسی کا مقلد نہوا تو بے شبہہ سب کا مخالف ٹہرا اور ظاہر ہے کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح اور غیر منسوخ نہین سمجھتا بلکہ اپنے گمان مین خلاف اوسکے بوجہتا ہے بلکہ وہ اور حنفیونکو اون حدیثون پر عمل کرنے سے باز رکہتا ہے اور برخلاف اوسکے سمجہاتا ہے اور ترغیب دیتا ہے اور اونسے بد اعتقاد کراتا ہے تو بیشک اون بڑے علما کو اپنی بہ نسبت بے علم اور بے سمجھ اور حقیر جانتا ہے ؛ اور بے شبہہ مسلمانون کی جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہے اور لوگون کے دلمین شک اور تردد ڈالتا ہے ؛ اور عوام کو اس راہ مستقیم سے پہیرتا ہے اور اون علما سے بد اعتقاد کرواتا ہے ؛ اور جب عوام اوسکی ایسی باتون اور حرکتون سے اور برخلاف سمجہانے سے علماے حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہنے اور اونکی حقارت

کرتے ہین اور اونکے تقلید کو برا جانتے ہین تو بیشک وہ لوگونکو ہدایت سے
باز رکہنے والا ہوا اور گمراہ بنانے والا ٹہرا دلیلین اسکی آگے آتین ہین ٭
پندرہوان سوال اس گروہ کا یہ حال ہے کہ حنفیون کی جماعت سے دور رہتے
ہین اور جن جن مسجدونمین بڑی بہاری جماعت حنفیونکی ہوتی ہے حاضر نہین
ہوتے بخصوص صاحب مجلس ہین کہ حنفی علما حاضر ہون نہین جاتے اور اونکی
اقتدا نہین کرتے بلکہ اوس جماعت کو چہوڑ کر اپنے گروہ کے ساتہ ہو کر دوسری
جماعت کرتے ہین اور لوگون کو بہی اوسی طرح سمجہاتے ہین اور ایسے حنفیون
کو برا کہتے ہین ٭ اور اونکی اور اونکی کتابونکی حقارت کرتے ہین ٭ اور دوسرون
سے بہی کرواتے ہین ٭ اور اونکے مقلدون کو برا جانتے ہین اور اکثر مسائل
مین فقہ کے خلاف کرتے ہین ٭ اور حنفیون کو اونکے خلاف مذہب کی باتین
سکہلاتے ہین ٭ اور اونکے مذہب کی اہانت اور فقہ کے مسائل کی حقارت
اور اپنے زعم کے موافق اعتراضات کرتے ہین ٭ اور اونکو علماے حنفی
اور کتاب حنفی سے بد اعتقاد کرواتے ہین ٭ اور اون سے اور دوسرے
حنفیون سے لڑواتے ہین ٭ اور اونکے آپس مین خلاف اور جدال اور فتنہ
اور فساد ڈالتے ہین اور عداوت اور کینہ اونکے اقربا اور دوستون مین ڈالواتے
ہین ٭ یہان تک کہ اونکے آپس مین ایک مجلس مین بیٹہنا اور کہانا اور پینا اور
ایک جماعت مین نماز پڑہنی بالکل موقوف ہو جاتی ہے ٭ اور علما سب ونکو

وعظ اور نصیحت کرتے ہین کہ ایسے فتنہ اور فساد کو چھوڑو اور ایسے افعال سے
باز آو تو وہ گروہ ہرگز اس سے نہین پھرتے بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتے
ہین اسی طور کی بہت سی گفتگوئین کرتے ہین اور بہت سے کام کرتے ہین
کہ تفصیل کو اونکی ایک دفتر چاہیے بلکہ متعذر ہے ؛ تو یہ سب فعال اور اقوال
اونکے شرع شریف مین قبیح اور برا اور وے لوگ مفسد ٹہرے اور قرآن اور حدیث
مین ایسے افعال اور اقوال کی مذمت ور برائی مذکور ہے یا نہین ؛ اور جسکو
قدرت اور قوت ہو جیسا حاکم یا نائب وسکا تو ایسے مفسدون کو سزا دینی
اور جسکو اس قدر طاقت نہو تو ایسے شخص کو نصیحت کرنی اور جسکو اس کی
بہی قدرت نہو تو ایسے شخص سے احتراز کرنا اور کنارے رہنا اور دل سے برا
جاننا لازم ہے یا نہین ؛ جواب ون لوگونکا جب یہ سب حال ہے تو
بے شک سب فعال اور اقوال اونکے قبیح اور شنیع اور وے لوگ دین مین
مفسد ہین اور قرآن اور حدیث مین اسطرح کے افعال اور اعمال کی بہت مذمت آئی
ہے ؛ اور بادشاہ اور نائب کو ایسے سزا دینی ون لوگونکو اور جسکو قدرت ہو
تو انکو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانون کو ایسے گروہ سے احتراز اور کنارہ کرنا
اور اونکے ساتھ صحبت نرکھنی اور انکو دل سے برا جاننا لازم اور واجب ہے
جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین تیرہوین سپارے کے نوین رکوع مین
فرمایا ہے قال وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ الی آخر وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰئِکَ

اللعنة ولهم سوء الدار یعنے جو لوگ فساد ڈالتے ہین ملک مین ایسو لوگون پر لعنت ہے اور انکو بُری برا گہر ۔ اور بیسوین سپارے کے گیارہوین رکوع مین لکہا ہے
قال اللہ تعالی ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین یعنے اور نہ چاہ فساد ملک مین مقرر اللہ نہین دوست رکہتا ہے فساد ڈالنے والونکو ۔
اور دوسرے سپارے کے نوین رکوع مین ہے واللہ لا یحب الفساد اور اللہ تعالے دوست نہین رکہتا فساد کو ۔ اور جامع الاصول مین ہے عن عرفجة رض قال رایت
رسول اللہ صلعم علی المنبر یخطب الناس فقال انہا ستکون بعدی ہنات وہنات
فمن رایتموہ فارق الجماعة او یرید ان یفرق امة محمد کائنا من کان فاقتلوہ فان
ید اللہ علی الجماعة وان الشیطان مع المفارق الجماعة یرکض اخرجہ مسلم ۔ روایت
ہے عرفجہ رض سے کہا دیکہا مین نے رسول اللہ کو منبر پر خطبہ پڑہتے سو فرمایا حضرت
نے مقرر نزدیک ہے کہ میرے پیچہے بری چال پہیلیگی سو جسکو دیکہو تم کہ وہ
جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکہتا ہے تفرقہ ڈالنے کا محمد کی امت مین جو
کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بیشک اللہ کا ہاتہ ہے جماعت پر اور مقرر شیطان
ساتہ ہے جدا ہونے والے سے ٹہوکر مارتا ہوا ۔ لیکن اسقدر چاہیے کہ
ایسے شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہنچتا ہے دوسرے کو نہین کیونکہ اس مین فساد
اور زیادہ ہو گا ۔ اور مشکوٰة کے باب الاعتصام مین ہے وعن ابن عمر رض قال
قال رسول اللہ صلعم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن عمر رض

سے کہا فرمایا پیغمبر خدا نے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانوں کی ؛ یعنے اکثر علما جس طرف ہوں اونکی بیعت کرو کیونکہ جو شخص کہ دور رہا جماعت سے اور نکلا اجماع سے جمہور علما کے تو ڈالا جاوے گا وہ جہنم کی آگ مین ؛

وعن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ انّ اللہ لا یجمع امّتی علیٰ ضلالۃ ؛ ید اللہ علی الجماعۃ من شذّ شذّ فی النار یعنے کہا ابن عمر نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بے شک خدا تعالی نہین جمع کرتا ہے میری امت کو گمراہی پر یعنے ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہی حق اور صواب ہوگا ؛ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے یعنے اللہ تعالی جماعت کا نگہبان اور مددگار ہے ؛ جو کوئی جماعت سے نکلیگا اور اونکے طریقے کو چھوڑے گا پڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم کی آگ مین ؛ ور مشکاۃ کے باب لامر بالمعروف مین ہے ؛ عن ابی سعید الخدری رض عن رسول اللہ قال من رای منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان رواہ مسلم

پیغمبر خدا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تم مین سے دیکھے بُرے کام کو تو چاہیئے کہ تغیر دیوے اُسکو اور باز رکھے اُسکو اپنے ہاتھ سے یعنے مارنے اور توڑنے اور گرنے سے جس طرح سے ہوسکے اگر قدرت رکھے اوسکی پھر اگر ہاتھ سے قدرت نرکھے تو زبان سے تغیر دے یعنے منع کرے اور ڈانٹے اور سخت کہے اگر اوسکی قدرت رکھے ؛ پھر اگر زبان سے بھی

طاقت نہ رکھے تو دل سے اسکو بغیر دیوے یعنے دل سے اوسکو برا جانے اور
اوس سے دور رہے اور اوس سے صحبت نہ کرے ۰ اور خالی ویسے برا جاننا
ضعیف تر ایمان کا ہے یعنے ادنا درجہ ایمان کا یہ ہے کہ دل سے تو برا جانے
اور اسی باب مین ابوبکر صدیق رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا
نے ما من قوم یعمل فیہم بالمعاصی ثم یقدرون علی ان یغیروا ثم لا یغیرون
الا یوشک ان یعمہم اللہ بعقاب یعنے نہین ہے کوئی قوم کہ کیے جاوین انکے
درمیان برے کام پھر وے قوم قدرت رکھین دفع کرنے پر اوسکے پھر اوسکو
ساتہ اوسکو دفع نکرین تو نزدیک ہے کہ گھیر لیوے اون سبکو عذاب خدا کا
اور مشکوۃ کی جلد رابع کے ۱۹۲ صفحہ مین باب الامر بالمعروف مین لکھا ہے ۰
وعن ابی ثعلبۃ فی قولہ تعالی علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم فقال اما
واللہ لقد سألت عنہا رسول اللہ صلعم فقال بل ائتمروا بالمعروف وتناہوا
عن المنکر حتی اذا رأیت شحا مطاعا وہوی متبعا ودنیا مؤثرۃ واعجاب کل ذی
رای برایہ ورأیت امرا لا بد لک منہ فعلیک نفسک ودع امر العوام فان وراءک
ایام الصبر فمن صبر فیہن کان کمن قبض علی الجمر للعامل فیہن اجر خمسین رجلا یعملون
مثل عملہ قالوا یا رسول اللہ اجر خمسین منہم قال اجر خمسین منکم رواہ الترمذی وابن
ماجہ ۰ روایت ہے ابی ثعلبہ رض سے تفسیر مین اس آیت کی علیکم انفسکم سو
کہا ابی ثعلبہ رض نے سن رکھو قسم خدا کی تحقیق مین نے پوچھا ہے اس آیت

سے پیغمبر خدا کو کیا چھوڑ دین ہم اس آیت کے لحاظ سے امر معروف اور نہی
منکر کرنا ؛ فرمایا حضرت نے نہچھوڑو بلکہ لوگونکو اچھی باتین بتاؤ اور بری باتونسے
باز رکھو یہان تک کہ دیکھے تو لے سننے والے بخل کی صفت کو آدمیون مین کر
اوسکے تابعداری کی جاتی ہے اور دیکھے تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کی
جاتی ہے ؛ اور دیکھے تو دنیا کو کہ اختیار کی جاتی ہے آخرت پر اور دیکھے تو
اچھا جاننا اور بہتر سمجھنے ہر ایک سمجھ والے کو اپنی سمجھ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا
عالمونکی طرف ؛ بلکہ آپ ہی فتویٰ اپنے خاطر خواہ اور اپنی سمجھ کے موافق دینا ؛
اور دیکھے تو ایسے کام کو کہ جس سے تو ایک نہین ہو سکتا یعنے ایسا کوئی کام
برا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو لوگون مین رہنا اختیار کرے تو بے اختیار
تیری طبیعت اودہر رجوع کرے اور اوس مین جا پڑے ؛ یا مطلب یہ ہے کہ
ایک کام ضروری تجھے درپیش ہو کہ جسکی تجھکو احتیاج ہے اور اوسکو چھوڑنا مشکل
ہے سو اگر انہی لوگون کو کرے تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہے ؛ یا مراد یہ ہے
کہ تجھکو کچھ چارہ اور اختیار اوس پر نہو یعنے تو لوگون کو منع نکر سکتا ہو ؛ پس ان
باتون پر لحاظ کرکے اپنے تئین سنبھال ؛ اور بچار کہ آپ کو برے کامون سے
اور چھوڑ دے عوام لوگونکو اور الگ ہو جا اونسے اور اونکے کامونکی پکڑ نکر ؛ کیونکہ
مقرر آخری زمانے مین ایسے دن تمہارے سامنے آنے والے ہین کہ جس مین
تمکو صبر کرنا چاہیے ؛ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؛ پھر جسنے صبر کیا اون دنون مین

گویا اونے اگ کی چنگاریان ہاتھ مین لین ؛ ایسے وقت مین شریعت کے حکم
پر چلنے والے کو پچاس آدمیون کے برابر ثواب ملیگا جو اوسکے عمل کے برابر عمل
کرتے ہین اور اس آفت مین پہنسے نہین اور اس زمانے مین نہین ہین ؛ عرض
کیا صحابہ نے یا رسول اللہ اُس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیون کا جو اونمین
سے ہین ؛ فرمایا نہین بلکہ پچاس آدمیونکا ثواب جو تم مین سے ہین روایت کیا
اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے ؛ یہ عبارت فارسی شرح سے شیخ
عبد الحق دہلوی کی ترجمہ کیا گیا ہے ؛ اور چوتھی جلد شرح فارسی مشکوۃ شریف
کی باب اشراط الساعۃ مین ۲۳۵ صفحہ کے درمیان یہ حدیث ہے عن جابر
ابن سمرۃ رض قال سمعت النبی صلعم اِن بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروھم
روایت ہے جابر رض سے کہا سنا مین نے نبی کو کہ فرماتے تھے مقرر پیدا ہونگے
قیامت کے قریب جھوٹے لوگ سو بچو تم اونکی برائیونسے ؛ اور مراد ہو ان سے
یا وے لوگ ہین جو حدیثین نئی نکالتے ہین اور بناتے ہین یا وے لوگ ہین
جو دعوی پیغمبری کا کرتے ہین یا وے لوگ ہین جو نئی باتین دین مین ظاہر
کرتے ہین اور اپنی خواہش اور برے اعتقاد کو اچھا بولنے اور اگلی بزرگون سے
نسبت دیکر اپنے دل مین گمان کرتے ہین کہ راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہے
اللہ پناہ مین رکھے ہمکو ایسون سے ؛ یہ ترجمہ ہے شیخ عبد الحق دہلوی کی
فارسی شرح مشکوۃ کا ؛ اور پہلی جلد باب الاعتصام مین ہے ؛ عن ابی

هريرة رض قال قال رسول الله يكون في آخر الزمان دجالون كذابون ياتونكم

من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤكم فاياكم واياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم رواه مسلم

روایت ہے ابوہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ نے ہونگے آخری زمانے

مین فریب کرنے والے جھوٹے یعنے ایک گروہ ہونگے کہ وے اپنے تئین مکر اور

فریب سے عالمون اور بزرگون او نیک کارون اور واعظون کی صورت بناکر

لوگون مین ظاہر ہوون گے تاکہ اپنے جھوٹھ کو ملک مین پہیلاوین ؛ اور لوگونکو جھوٹے

مذہب اور بری سمجھ کیطرف بلاوین ؛ اور لاتے ہین تمہارے پاس حدیثین کہ

نہ تم نے سنی اونہین نہ تمہارے باپ دادانے اور مراد اون حدیثون سے

یہ حدیثین پیغمبر خدا صلعم کی ہین یا عام ہے دوسری آدمیون کی کہی باتونکو سو دور

رکھو تم اپنکو اون سے اور دور رکھو انکو آپ سے ؛ اس لیے کہ کہین گمراہ نکرین تمکو

اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سے یہ ہے کہ دین کے مسائل سیکھنے مین

خوب احتیاط کرو ؛ اور نئے مذہب والون سے اور جن باتون پر اگلے اچھے سب

مسلمان نہون اون سے الگ رہو ؛ خصوصا اون لوگون سے جو آدمیون کو بدعت

کرنے کے فریب سے اپنی طرف جھکاتے ہین مثلا سنت کے بہانے سے بری

طریقے کی طرف دعوت کرتے ہین ؛ مثنوی مولوی روم قدس سرہ نظم

چون بسی ابلیس آدم روی ہست	پس بہر دستے نباید داد دست
حرف درویشان بدزدد مرد دون	تا بخواند بر سلیمے زان فسون

انکہ صیاد آورد بانگ صفیر ؛ تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر ؛

یہ ترجمہ فارسی شرح مشکوۃ کا نہ ہے ؛ اور مشکوۃ کے کتاب العلم میں ہے عن
علی رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی علی الناس
زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدہم عامرۃ و
ہی خراب من الہدی علماءہم شر من تحت ادیم السماء من عندہم تخرج الفتنۃ
وفیہم تعود رواہ البیہقی یعنے قریب ہے کہ آویگا آدمیون پر ایک زمانہ کہ باقی
نہین رہیگا اسلام سے مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قرآن سے مگر لفظ اوس
خط اوسکا ؛ مسجدین اونکی ظاہر مین آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے
عالم سب ونکے بدتر ہونگے اونسے جو آسمان کے نیچے ہین ؛ فتنہ دین کا اونسے
نکلیگا اور پہر اونہین کی طرف پہریگا ؛ اور مشکوۃ فارسی کی چوتہی جلد باب اشراط
الساعۃ کے ۲۴۲ صفحہ مین ہے وعن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اذا اتخذ الفئ دولا والامانۃ مغنما والزکوۃ مغرما وتعلم لغیر الدین و
اطاع الرجل امراتہ وعق امہ وادنی صدیقہ واقصی اباہ وظہرت الاصوات
فی المساجد وساد القبیلۃ فاسقہم وکان زعیم القوم ارذلہم واکرم الرجل مخافۃ شرہ
وظہرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن اخر ہذہ الامۃ اولہا فارتقبوا
عند ذلک ریحا حمراء وزلزلۃ وخسفا ومسخا وقذفا وآیات تتابع کنظام قطع سلکہ
فتتابع رواہ الترمذی روایت ہے ابوہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ

سے کہ جب ٹہرالیوین لوٹ کے مال کو دولت یعنے دولتمند اور منصب والے
لوگ لوٹ کے مال کو کہ شرع کے حکم سے تمام غازیونکا حق اوسمین متعلق ہے
اپنے قابو مین لیکر آپسمین حصہ کرلیوین اور غریب ور مستحق کو اوس سے محروم
رکہین اور سمجہا جاوے امانت کو غنیمت یعنے جو چیز امانت رکہی جاوے کسی
کے پاس اوسمین خیانت کرین ؛ اور اوسکو بجاے لوٹ کے مال کے جو کافرون
سے ہات لگتا ہے اپنا حق سمجہین اور سمجہا جاوے زکوٰۃ کو ڈانڑ یعنے زکوٰۃ کے
دینے سے لوگون پر اسقدر سختی گذرے گویا ظلم سے اور ڈانڑ باندھ سے اون
کے پاس سے مال لیا جاتا ہے ؛ اور سیکہا نجاوے علم دین کے واسطے اور
نیت کے ملک کے پہیلانے کے اور اللہ تعالیٰ کی جناب مین نزدیکی حاصل
کرنے کے لیے بلکہ دنیا سمیٹنے کو اور عزت ورنام بڑہانے کو اور دنیا کے سردارون
سے ملاپ کرنے کو ؛ اور تابعداری کرے مرد اپنی عورت کی ایسی بات مین
جس مین دین کی مصلحت نہو اور نہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ کے موافق اور دکہ دیوے
آدمی بیٹا بوجہ شرعی کے اپنی ماکو ؛ اور ملاپ کرے اپنے آشنا سے اور کنارہ پکڑے
اپنے باپ سے اور ظاہر ہوئین آوازین اور بیہودہ باتین مسجدون مین جیسا اس
زمانے مین رائج ہولے اور سردار بنے اپنے گروہ کا وہ شخص جو اونمین بدکار
اور کا ہل ہو اور معتمد بنے اپنی قوم کا کہ سب لوگ چنے کاموںمین اوسکی طرف
حاجت لیجاوین جو اونمین کمینہ ہو ؛ اور بزرگی اور تعظیم کی جاوے کسی آدمی کی

نے اوسکو ضعیف کہا ہے تو کہے کہ پیغمبر خدا کا قول بھی کہین ضعیف ہوتا ہے
پھر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ حدیث ضعیف اوسکو کہتے ہین کہ جسکے
راوی مین کچھ خلل ہو اور اگر یقین ہو کہ یہ کلام فی الحقیقت پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہی
تو پھر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من ذالک تو پھر وہ کبھی چپ رہے کبھی
اس بات کو چھوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے کبھی اور کچھ بات درمیان مین لاکر شور غل
مچاوے کبھی اوس محدث پر طعن تشنیع کرے اور اسی طرح سے جب فقہ کی روایت
سے کہا جاوے کہ آمین شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کے ارادہ کے وقت مثلاً مکروہ ہے تب کہے
کہ پیغمبر خدا کا فعل بھی مکروہ ہوتا ہے اگر وہ مکروہ ہے تو پیغمبر خدا نے بھی مکروہ کام کیا تھا تو ہم بھی کرینگے
پھر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ یہ مکروہ ہمارے حق مین ہے اسواسطے
کہ آمین آہستہ کہنا سنت مؤکدہ ہے تو پھر شور کرکے کہنے مین وہ سنت مؤکدہ ترک
ہوتی ہے اس لیے ہمارے حق مین مکروہ ہوگیا اور ایسا ہی ارسال یعنی رکوع
کے ارادے کے وقت ہاتھ نیچے کو ڈالنا سنت مؤکدہ ہے تو پھر اوپر کو ہاتھ اوٹھانے
سے وہ سنت مؤکدہ چھوٹتی ہے اسواسطے ہمارے حق مین مکروہ ہوا پھر وہ اس
جواب کے سننے کے بعد اوسی طرح کی حرکات کرے اور اوسکے جواب مین کچھ
غور نکرے اور اسی طرح سے جب اوسکو کہا جاوے کہ آمین شور سے کہنا اور رفع
یدین کرنا منسوخ ہے تو کہے کہ اگر منسوخ ہوتا تو امام شافعی رح کیون عمل کرتے
تب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ منسوخیت اسکی امام ابوحنیفہ کی تحقیق کی

[illegible] اگر یہ منسوخ تھی تو امام شافعی رح کو معلوم نہوئی اور حدیث
[illegible] ہمین کچھ خلل نہین ۞ امام شافعی رح کچھ عالم الغیب نتھے
[illegible] احکام شرع کے انکو معلوم ہوتے ۞ اور اسی سے رغم
[illegible] رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا امام اعظم عمل نکرتے باوجو
[illegible] کہ زمانہ امام اعظم کا بہت قریب تھا حضرت کے زمانے سے اور
تحقیق [illegible] زیادہ تھی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم نہوتا تو پھر جو جواب تمہارا
[illegible] ہمارا ہے ۞ پھر اس جواب کے بعد بھی سابق کی طرح سے وہی
تہا [illegible] اسی طرح سے جب کوئی مسئلہ فقہ کے خلاف لوگوں
[illegible] کہ یہ مسئلہ فقہ کی کتاب کے خلاف ہے تو کہے
[illegible] کی کتاب کے مسئلہ پر کیا اعتماد اسکو تو آدمی نے بنایا ہے اس مسئلہ کو
حدیث میں دکھاؤ [illegible] جواب پایا جاوے کہ اس مسئلہ کی دلیل یہ حدیث
[illegible] فقہ کی کتاب میں ہے تو کہے کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہے اسکو تو فقہا
نے [illegible] حدیث کی کتاب مین بتاؤ جسکو محدثون نے جمع کیا ہے ۞ پھر جب
کہا جاوے کہ یہ حدیث [illegible] یا طبرانی یا [illegible] یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند
[illegible] وغیرہ میں ہے تب یوں کہے کہ ہم ان سب کو نہیں مانتے ہیں وہ
حدیث صحیح [illegible] دکھلاؤ ۞ پھر جب اسکو بتایا جاوے کہ وہ حدیث ترمذی
[illegible] وہ حدیث ضعیف ہے اسکو تو ابو داؤد نے ضعیف کہا ہے

پھر جب وسکے جواب مین یون کہا جاوے کہ اس حدیث کو مجتہدون نے اور
بہت سے فقہانے صحیح غیر منسوخ کہا ہے پھر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا
اون سب مجتہدون اور فقہا کے مقابل مین کچھ اعتبار نہین رکھتا پھر وہ شخص
یہ جواب سنکر بھی سابق کیطرح لا یعنی بے معنی بکتا ہے تو اب علما سے سوال
کیا جاتا ہے کہ یہ جواب کہ اوس شخص کے سوالات مین لکھے گئے ہین صحیح ہین یا
نہین ہٖ اور جو کوئی اسطرح کے سوالات بیجا کرے اور اوسکے یہ جواب جو سابق
سب مذکور ہوے نہ سنے اور اپنی جدال و نزاع سے باز نآوے اور اپنی ضد
اور ہٹ پر اڑا ہے اور اس حدیث کو جسکو امام اعظم نے اور ہزارون فقہا نے
صحیح اور غیر منسوخ کہا ہے نہ مانے اور اونکی تحقیقات پر اعتماد نکرے اور فقہ کی کتابو نکو
نہ مانے اور فقہا ے محدثین کے جمع کرنے پر اعتماد نکرے بلکہ کلمہ حقارت کا کہے
اور اس حدیث قوی کے مقابل مین دوسرے محدث کی کتاب سے کہ جسکا حال
اوپر کے صفحہ مین مذکور ہوا خلاف پر دلیل لاوے اور اونکے مقلدونکو اونکی
پیروی سے باز رکھے اور بیچارے عوام کو شک مین ڈالے بلکہ مذہب حنفی سے
بد اعتقاد کر دیوے اور امام اعظم کی تقلید سے چھڑواوے اور اس [illegible] سے
بے معنی شبہہ اور بیجا اعتراض کہ اوپر کے صفحہ مین مذکور ہو چکا جاہلون کے
سامنے بیان کرے اور انکو سکھلاوے اور جواب اوسکا نہ مانے تو وہ گروہ
دین مین جدال [illegible] ڈالنے والا اور ضلال اور خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ

بنانے والا ہے یا نہین ؛ جواب وے سب جوابات کہ اس شخص کے سوالات
مین دیے گے ہین سب درست اور راست ہے کم وکاست ہین ان سب
جوابون کی صحت وحقیت مین کچھ شک اور شبہہ نہین ہے اور ایسا شخص جس کا
احوال سوال مین مذکور ہوا طا ہر حال اور قال سے اوسکے اور اللہ تعالی اعلم
حقیقت حال سے اوسکے بیشک اہل خصومت و جدال و ضلال اور خود گمراہ
ہے اور لوگونکو گمراہ بنانے والا ہے اور حدیثون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
وہ شخص جو ایسا ہی مشرکین کے اہل جدال سے ہے ؛ اور آیۃ شریف ما ضربوہ
لک الا جدلا بل ہم قوم خصمون کے مورد کی جنس مین داخل ہے جیسا کہ شرح مشکوۃ
کی اول جلد باب الاعتصام ۱۱۸ صفحہ مین لکہا ہے ؛ وعن ابی امامۃ رض
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ ہُدًی کَانُوا عَلَیْہِ اِلَّا اُوتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَأَ
رَسُولُ اللّٰہِ ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ مَا ضَرَبُوہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ہُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ رواہ احمد والترمذی
وابن ماجۃ ؛ روایت ہے ابو امامہ رض سے کہا فرمایا رسول نے گمراہ نہوئی
کوئی قوم بعد راہ پانیکے کہ جسپر وہ تہی مگر جب کر دی گئی انکو جدل اور جدل کے
معنے دشمنی اور لڑائی اور جہگڑا اور پیچہ اپنے طریق کی جس سے مشہور اور جاری
کرین جہوٹے مذہب کو اور گمراہ دین بچی بنیاد کو پہر پڑہی حضرت نے یہ آیت
ما ضربوہ اخر تک ؛ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ جب فرمایا اللہ
تعالی نے ؛ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ ؛ مقرر تم اور سوائے

اللہ کے جس چیز کو تم پوجتے ہو سب ایندھن ہین جہنم کی شرک کرنیوالے خوش
ہوئے اور رسوم مجانی اور کہنے لگے کہ ہمارے بت کچھ عیسیٰ ع م سے بہتر نہین
ہین اور عیسیٰ ع م جو معبود نصاریٰ کے ہین اگر اس آیت کے حکم سے دوزخ
مین جاوینگے تو ہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بھی اونکے ساتھ رہین۔ اس مقام
مین فرمایا ہے کہ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ یعنے یہ بحث جو کافرون
نے تیرے ساتھ کی ہے نہین کی انہون نے مگر جھگڑے اور حسد اور شرارت
کی رو سے۔ کیونکہ لفظ ماتعبدون کا عیسیٰ ع م کو شامل نہین ہو سکتا اس لیے
کہ کلمہ ما کا عقل والون کے لیے نہین ہے چیز کے معنی مین مقرر ہے جیسے کہ معنی
جو چیز اور کلمہ من کا عقل والون کے لیے مقرر ہے جیسے معنی جو شخص اور
سب لوگ جانتے ہین کہ عرب کی لغت مین اسی طرح پر آیا ہے باوجود اسکے صرف
ضد اور شرارت سے اور اپنے طریق کی کج کر کے یون کہتے ہین۔ اور روایت
ہے کہ ابن زبعری نے یہ بحث کی تہی۔ حضرت نے فرمایا اوسکو کہ افسوس ہے
تیری لوجہ پر کیا انجان ہوا ہے تو اپنی قوم کی زبان سے۔ مسئلہ اول
اگر کوئی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم کا ہوا اور اونکے بعد ہزارون محدثان
اور فقہا اور علما نے اُس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہو اور اوسی کے موافق
عمل کرتے چلے آئے ہون اور فقہ کی کتاب مین بھی مندرج ہو پہر اوسی حدیث
کو اور کسی محدث نے جو امام کا مقلد نہ تہا ضعیف کہا ہو یا دوسری حدیث اسکی

خلاف کسی حدیث کی کتاب مین ہے تو اوس حدیث مین کچھ شبہہ یا خلل
ہوگا یا نہین؛ اور اس حدیث کے موافق عمل کرنے مین کچھ نقصان ہے یا
نہین؛ الجواب اس باتکا جواب موقوف ہے اس بات کے جاننے پر کہ پہلے
درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کے فرق جانے اور وہ فرق یہ ہے کہ مجتہد
کا مرتبہ بلکہ فقیہ کا رتبہ زیادہ ہے اس سے جو صرف محدث ہے اسواسطے کہ
مجتہد وہ شخص ہے جو سب آیات احکامی کو اور اونکے معانی اور تفاسیر اور تاویلات
اور شان نزولات اور تمام اقسام اوس کے جیسا اصول کی کتابون مین مفصل
لکھے ہے خوب یاد رکھتا ہو اور سب احادیث احکامی اور اس کی سند کو اور
سب راویون کے احوال کو اور معانی اور مرادات اور تاویلات کو اچھی طرح
تحقیقات کیا ہو جیسا کہ جواب مین سوال عمل بالحدیث کے بطور مثال کے چند
امور مذکور ہونگے؛ اور سب اقسام احادیث احکامی کے جیسا کہ شروح کتب
احادیث مین مذکور ہے ہر حدیث کو مفصلاً جانتا ہو اور اوسے یاد ہو؛
اور سب احکام اجماعی کو بھی یاد رکھتا ہو اور قوت تام اور استعداد کمال استنباط
مسائل کی بھی رکھتا ہو؛ اور فقیہ اوسکو کہتے ہین کہ احکام شرعی عملی
کو ان کی دلیل سے جانتا ہو یعنے ہر مسئلہ کو اوسکی دلیل سے قرآن یا
حدیث یا اجماع یا قیاس سے جانتا ہو اور ہر ایک دلیل کی معنی اور مراد اور
تاویل کو خوب تحقیق کیا ہو؛ اور محدث وہ شخص ہے کہ صرف احادیث

عبارت کو جیسا سنا جمع کیا ہو معنی او مراد اور محل اور تاویل اوسکی جانتا ہو
یا نہین اور احکام عملی کو دلیلون سے جاننے یا نجانے جیسا کہ بہت سے
محدثون کا یہی حال تہا * پھر جب کسی مجتہد و فقیہ نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو تو اوس
کسی محدث کا اوسکو ضعیف کہنا کچہ معتبر نہین ہے * خصوصًا جیسے مجتہد امام اعظم رح
جنکا زمانہ حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے زمانے سے بہت نزدیک تہا وہ تو روے
تابعین مین سے تہے * بہت سی حدیثین اونہون نے صحابی سے سنین تہین
اور بہت سی تابعین سے * جیسا کہ درمختار کے خطبے مین ہے سو اونہون نے
جس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہے اور بعد اونکے ہزارون فقیہون نے بہی جو
اس حدیث کو تحقیق کیا تو جیسا امام اعظم رح نے فرمایا تہا ویسا ہی پایا تہا *
اونہون نے بہی اپنی کتابون مین اوسکو درج کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اوس حدیث سے
دلیل لائے تو اب اس حدیث کے صحیح غیر منسوخ ہونے مین کسیطرحکا شک شبہہ نہین رہا
پھر اونکے بعد کوئی ایسے محدث جو امام سے بہت پیچھے تہے اور درمیان اونکے
اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے آٹھ آٹھ دس دس واسطے راویون کے بلکہ
زیادہ گذرے اور اونکا مرتبہ اجتہاد کا جیسا امام اعظم کا تہا نتہا بلکہ قریب بہی نتہا
بلکہ اونکو فقاہت مین بہی ویسا کمال نہ تہا جیسا کہ فقہاے حنفی کو علم فقہ مین تبحر تہا
اگر اونہون نے اپنے مذہب کی رعایت کی راہ سے یا تعصب کی رو سے
یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے یعنی جن راویون کے وسیلے سے اونکو وہ حدیث

پہونچی وہ لوگ اونکے نزدیک معتبر تھے اگر اوس حدیث کو ضعیف کہا تو ایسے شخص کا ضعیف
کہنا امام اعظم اور ہزاروں فقہا کے صحیح کہنے کے مقابل مین اونکے مقلدون کے
حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک ہرگز قابل اعتماد کے اور لائق اعتبار کے
نہین ہے * اور دوسری بات یہ ہے کہ جو حدیث فقہ کی معتبر کتاب مین ہے
عمل کے باب مین زیادہ معتبر ہے اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث مین ہے اسواسطے
کہ فقہا نے التزام کیا ہے کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہے فقط اوسی کو فقہ کی کتاب
مین درج کر کے ہر مسئلہ پر دلیل لائے ہین * اور جو حدیث ضعیف ہے اوسکو
اکثر تصریح کر دیا ہے کہ فلانی حدیث ضعیف ہے * اور اگر کوئی حدیث ماول ہے
تو اوسکی تاویل کو دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اگر منسوخ ہے تو اوسکی منسوخیت
کی وجہ کو لکھا ہے * برخلاف محدثون کے کہ اونھون نے صرف اسی بات کا التزام
کیا ہے کہ جو حدیث کسی معتبر سے سنا اوسکو اپنی کتاب مین جمع کیا ہے وہ اور کسی طرح
سے ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہ ہو * جیسا کہ چھ کتابین حدیث کی کہ صحاح
ستہ کرکے مشہور ہین اونمین ان تینون قسم کی حدیثین بھری ہوئی ہین * چنانچہ شیخ
عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمے مین لکھ دیا ہے جسکا
خلاصہ یہ ہے * اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر مین بجا رکہ بسم اللہ پڑھنے کے
مسائل مین لکھا ہے * پھر کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت
سے مجتہدون اور محدثون اور فقہا اور فضلا کا عمل ہو اور اون سبھون

نے بالاتفاق اسکو صحیح غیر منسوخ لکھا ہو اور فقہ کی کتاب مین بھی وہ مندرج ہو اگر اور
کوئی محدث اوسکو ضعیف کہے یا دوسری حدیث اسکے مخالف کسی حدیث کی کتاب
مین ملے تو حنفی کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک اوس حدیث سابق مین
کچھ خلل واقع نہوگا اور اوسکے موافق عمل کرنے مین ہرگز نقصان نہین ہے
سوال اگر کوئی اصلا رعایت مذہب حنفی کی نکرے مثلاً لہو یا پیپ کسی پھوڑے سے
نکلنے مین جو ابو حنیفہ رح کے مذہب مین ناقض وضو ہی وضو نکرے یا کسی مذہب
کی رعایت نکرے مثلاً ذکر کے چھونے سے بھی جو شافعی رح کے مذہب
مین وضو کا ناقض ہے وضو نکرے بلکہ اگرچہ ایک وقت مین یہ دونون
واقع ہون ہرگز وضو نکرے حاصل یہ ہے کہ جو مذہب حنفی مین نماز کا مبطل ہو اوسکو
کبھی کرے اور جو فرض ہو اوسکو کبھی نکرے اور علماے حنفی سے بغض
اور عداوت رکھے اور جو کوئی ابو حنیفہ رح کا مقلد ہو اوس سے نفرت رکھے
تو ایسے کے پیچھے نماز مین اقتدا جائز ہے یا نہین جواب ایسے کے پیچھے
ہرگز نماز درست نہین ہے درمختار فقہ کی کتاب جو بہت معتبر ہے اور حرمین
شریفین مین اوسکا درس ہوتا ہے اور وہان کے علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے
مین لکہا ہے ومخالف کالشافعی ان تیقن المراعاة لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ
یعنی اگر پیچھے کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلاً شافعی تو وہ تین حال سے خالی نہین
اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہے پیچھے [illegible]

جو چیز کہ حنفی مذہب میں اوسکے ساتھ نماز جائز نہیں ہے اوس سے وہ شخص
احتراز کرتا ہے تو اوسکے پیچھے نماز مکروہ نہیں + جیسا کہ مکہ معظمہ میں امام شافعی
المذہب رعایت کرتے ہیں اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہیں کرتا تو اوسکی
اقتدا درست نہیں اور اگر اوسکے حال میں شک ہو یعنے ایسے شخص کا حال
معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہے یا نہیں تو ایسے کے پیچھے نماز مکروہ ہے پہر جب
معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہماری مذہب کی رعایت نکرے اوسکی اقتدا
درست نہیں تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت نکرے تو بے شبہ اوسکی
اقتدا کسی طرح سے ہرگز درست نہوویگی + اور فتاوی عالمگیری میں کہ
تمام علمای ہندوستان کے نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہے لکہا ہے انّ

الاقتداء بالشافعی قالو لا بأس بہ اذا لم یکن متعصبا اور جامع الرموز میں ہے
لا بأس بہ اذا لم یتعصب ای لم یبغض للحنفی یعنے شافعی المذہب کے پیچھے اقتدا
مضائقہ نہیں اگر متعصب نہو یعنے حنفی لوگوں سے بغض نرکہتا ہو + پہر جب کہ کوئی
متعصب شافعی المذہب کہ حنفی سے بغض رکہتا ہو تو اوسکی اقتدا درست نہیں
پہر تو ایسا شخص کہ علمائے حنفی سے بغض اور نفرت رکہے ہرگز اوسکی
اقتدا درست نہیں بلکہ البتہ باطل ہے + اور بحر الرائق میں ہے واما الصلوۃ
خلف الشافعیۃ فحاصل ما فی المجتبی انہ اذا کان مراعیا للشرائط والارکان
عندنا فالاقتداء صحیح وان لا فلا یصح ولا خصوصیۃ للشافعیۃ بل الصلوۃ خلف کل مخالف

للمذہب کذلک کوئی شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو ان سب شرطون
اور رکنون کی جو ہمارے مذہب مین ہے تو اوسکی اقتدا صحیح ہے ؛ اور اگر رعایت
نکرتا ہو تو اوسکی اقتدا صحیح نہین ہے ؛ اور یہ حکم شافعیہ کے حق مین خاص نہین ہے
بلکہ اسی طرح سے جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا یہی حکم ہے
اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے راہ نجات کی ۱۱ صفحہ مین لکھا ہے کہ جس شخص
کے مذہب مین خلل ہو اوسکے پیچھے نماز جائز نہین ؛ اکیسوان سوال سوائے
صحاح ستہ کے اور کتابین حدیث کی مثل رزین اور طحاوی اور مسند امام ابو حنیفہ
اور موطاے امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علماے سنت
وجماعت اور محدثین کے نزدیک معتبر ہین یا نہین ؛ اور صحاح ستہ مین حدیثین
ضعیف اور معلول بھی ہین یا نہین ، جواب اولا جاننا چاہیے کہ حضرت پیغمبر خدا
نے قران کو لکھنے اور جمع کرنے کو فرمایا تھا پھر بہت سے اصحاب نے اپنی
سمجھ اور یاد کے موافق قرآن شریف کو جمع کیا تھا لیکن ترتیب اور تقدیم وتاخیر
مین اختلاف تھا ، پھر بعد حضرت کے سب اصحاب نے اتفاق کر کے ایک طور
پر مقرر کیا ؛ اس سبب سے کلام الہی ایک جگہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف
نہ رہا ؛ بخلاف احادیث کے کہ حضرت نبی نے نہ لوگونکو جمع کرنے کو حکم فرمایا
اور نہ اصحاب نے ملکر جمع کیا بلکہ بعد اون کے بہت پیچھے لوگون نے کہ بعضے
اونکے فاضل تھے اور بعضے صرف لکھنا جانتے تھے الگ الگ انہون نے

اپنی اپنی یاد کے موافق اور جسقدر لوگون سے سنا ایک جگہ جمع کرکے
ایک کتاب بنائی ۞ سو اس لیے احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا ۞
اور سب احادیث ایک جگہ مین جمع ہوئین اور اسی جہت سے صحاح ستہ
جو حدیث کی چھ کتابین لوگون مین مشہور ہین اونکے آپس مین بہی بہت اختلاف
ہے ۞ اور اونمین سب قول و فعل حضرت کے جمع نہین ہین ۞ بلکہ ان چھ
کتابونکے سوا بہت سی کتابین حدیث کی ہین ۞ اور جیسی وے چھ کتابین معتبر
ہین ویسی وے بہی معتبر ہین ۞ جیسی مسند امام ابو حنیفہ او موطا امام محمد اور
حجت امام محمد اور آثار امام محمد اور رزین اور طحاوی و طبرانی وغیرہ ۞ اور معتقد
جاننا بہت ضرور ہے کہ یہ چھ کتابین جنہین صحاح ستہ کہتے ہین اونمین سب
حدیثین صحیح نہین ہین بلکہ ان مین حدیثین ضعیف و معلول بہی ہین ۞ جیسا کہ شیخ
عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمے مین لکہا ہے اور
امام ابن ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑہنے کے مسئلے مین لکہدیا ہے
اور عبارت فتح القدیر کی یہ ہے لَیْسَ حَدِیْثٌ صَرِیْحٌ فِی جَہْرِ التَّسْمِیَۃِ اِلَّا وَفِی اِسْنَادِہٖ
مَقَالٌ عِنْدَ اَہْلِ الْحَدِیْثِ وَلِہٰذَا اَعْرَضَ عَنْ اَرْبَابِ الْمَسَانِیْدِ الْمَشْہُوْرَۃِ فَلَمْ یُخْرِجْ وَاحِدٌ
مِنْہَا مَعَ اِشْتِمَالِ کُتُبِہِمْ عَلٰی اَحَادِیْثَ ضَعِیْفَۃٍ ۞ بیسوان سوال حدیث مین آیا ہے
کہ رسول نے فرمایا ہے کہ میری امت مین تہتر فرقے ہونگے اونمین سے بہتر
ناری اور ایک ناجی اسسے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ محمدی کہلاویگا اور کلام اللہ مین

احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹھہراویگے * سوال سنی کیا وجہ ہے کہ ایک
فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک اپنی دانست مین کلام اللہ اور
احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنیکا دعوا رکہتا ہے * جواب پہلے جاننا چاہیے
کہ ایک فرقہ سنت جماعت کا اور بہتر فرقے اونکے سوا سب قرآن اور حدیث سے دلیل
لاتے ہین اور اپنے خیال مین اوسی پر عمل کرتے ہین باوجود اس بات کے ایک گروہ
تہتر مین سے سنت جماعت کا ناجی اور باقی بہتر جہنمی اسکا سبب یہی ہے کہ اہل
سنت وجماعت کا طریق یہ ہے کہ جو بات ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر
عمل واجب جانتے ہین * اگرچہ اوسکی حقیقت یا کنہ عقل مین نہ آوے * بلکہ اگر انکی
عقل یا خواہش نفسانی برخلاف اوسکے حکم کرے تو بہی عقل اور خواہش کی
پیروی نہین کرتے سنت کا اتباع اپنے اوپر لازم اور واجب جانتے ہین
اور پیغمبر خدا کی امت جس بات پر اتفاق کرین اوسکو بجان ودل قبول کرتے
ہین اگرچہ اجماع اونکا کسی کی عقل یا خواہش کے برخلاف ہو یا اوسکا دل اوس
سے ناخوش ہو * برخلاف اور گروہون کے جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ اونکا
یہ طریقہ ہے کہ جو قرآن وحدیث مین آیا ہے اگر اونکی عقل کے موافق اور خواہش
کے مطابق ہوا تو جلدی سے اوسکو قبول کرلیتے ہین اور اگر مخالف ہوا تو قرآن
وحدیث کی تاویل کرتے ہین ہرگز نہ اوس پر اعتقاد کرتے نہ عمل مین لاتے
بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی کی پیروی اوسکے سبب ناری

اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرے اوسی پر اعتقاد او عمل رکھتے ہین
اور اوس پر قرآن یا حدیث سے تاویل کرکے ہو یا کسی حیلہ اور فریب سے
ہو دلیل لاتے ہین ۔ اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتے ہین جو اونکی عقل
اور خواہش کے موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوسکی تاویل کرتے ہین ۔ اور
کبھی اہل اجماع پر طعن تشنیع کرتے ہین اور خلاف پر اوسکے دلیلین ضعیف ہون
یا قوی ظاہر ہون یا تاویل سے ہون گذرانتے ہین ۔ اسی واسطے
اہل سنت وجماعت اون لوگونکو اہل ہوا کہتے ہین یعنے خواہش
نفسانی کی پیروی کرنے والے ۔ چنانچہ رافضیون نے آیت نساؤکم
حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم آیۃ قرآن
کے ضمن مین خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے بہکانے سے سیاق
وسباق کا اوسکے پر لحاظ نکرکے مذہب بنکر حکم کیا کہ عورت کی دبر مین بھی دخول
کرنا جائز ہے ۔ اور معتزلہ مذہب قبر کی تنعیمات سے جو اونکی حس مین نآئی ۔
باوجودیکہ احادیث صحیح اور صریح و مین وارد ہین منکر ہو گئے ۔ اہل سنت و
جماعت اوسپر ایمان لاکر قائل ہوئے اور اوسکی کیفیت کو علم الٰہی پر چھوڑا کہ
عقل آدمی کی اوسکے دریافت سے عاجز ہے ۔ اور قوم رافضی حضرت ابوبکر
رض کو خلیفہ برحق نہین جانتے ہین باوجود اس کے کہ تمام صحابی کا اونکی
خلافت پر اجماع تھا لیکن چونکہ اونکی خواہش کے مطابق نتھا اس اجماع کو

نہین مانتے ہین ﴿ اور حضرت صدیق کو اور جو اوس اجماع کے بانی اور مددگار
تھے اونکو جبرجانتے ہین اور بد کہتے ہین ﴿ الغرض سواے اہل سنت جماعت
کے کہ فرقہ اہل حق یہی ہے اور فرقون نے شرع کے احکام مین اپنی عقل اور
خواہش کو دخل دیا اسواسطے وے جہنمی ہوے نعوذ باللہ منہا ﴿ اور سنی لوگون
نے سنت اور جماعت کی پیروی کی اس لیے وے جنتی ہوے اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ
فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ ﴿ اکیسوان سوال اس زمانے مین اگر کسی گروہ کا حال بعینہ
ان لوگون کا سا ہو وے یعنے اپنی عقل اور اپنی سمجھ اور اپنی خواہش کو مسائل
شرعیہ مین دخل دیوین اور مجتہدین سلف کی تقلید اور پیروی نکرین اور علما کے
اجماع کو بلکہ تمام اہل اسلام کے اتفاق کو نمانین اور اسکو حق نسمجھین اور سواد
اعظم یعنے بڑی جماعت کی تبعیت نکرین بلکہ اپنی راے پر چلین اور اوسکو
رواج دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کے موافق ہو اس پر تو عمل کرین اور
جو برخلاف ہو اوسکو نہ مانین یا اوسکی تاویل کرین ﴿ مثلاً جب وے قوم کہین
کہ عمل ہمارا قرآن اور حدیث پر ہے تب اونسے کہا جاوے کہ بہت سی حدیثون مین
صاف آیا ہے کہ مسلمانون کے اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوسکے ہرگز عمل
نہ کرو بلکہ یون ہی آیا ہے کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑی جماعت ہوں
اوسی کو لازم پکڑو جو اوسکے خلاف کریگا جہنم مین پڑیگا جیسا کہ یہ حدیث مشکوة
شریف کی باب الاعتصام کے ۲۲ صفحہ مین موجود ہے ﴿ عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

رسول اللہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی
النَّارِ رواہ الترمذی روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا رسول اللہ نے
بیشک اللہ جمع نہین کرتا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر
اور جو کوئی جدا ہوا اوس سے جا پڑا وہ جہنم مین ۔ وَعَنْہُ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ
شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رواہ ابن ماجہ اور آ ونہین ابن عمر رض سے روایت ہے پیروی
کرو بڑی جماعت کی سو مقرر یون ہے کہ جو جدا ہوا جماعت سے وہ گر پڑا آگ مین ۔
وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ
خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِہٖ رواہ احمد روایت ہے ابی ذر رض سے کہ کہا فرمایا
پیغمبر خدا نے کہ جسنے جدا کیا جماعت کو ایک بالشت پہر بیشک نکالا اوسنے ڈوری
اسلام کی اپنی گردن سے ۔ پہر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جس کا
مرتبہ مجتہد کا نہو بلکہ اکثر علماؤن نے یون لکہا ہے کہ اس زمانے مین اگر کسی کا
مرتبہ اجتہاد کو پہنچے تو بہی اوسپر لازم ہے کہ ایک طریقہ ان چار
مذہبون سے اختیار کر لے ان چار کے خلاف نکرے ۔ اور کوئی
نیا مذہب نہ نکالے اور کسی مذہب کی پیروی سوا ان کے نکرے ۔
چنانچہ اگلے سوال مین مسلم الثبوت اور فتوی سے علماے حرمین
شریفین کے اور فتوی سے مولانا محمد اسحق اور مولانا عبد العزیز
اور شیخ عبد الحق دہلوی کے اور اشباہ و نظائر اور نہایۃ المراد وغیرہ کی بہتیرے

ظاہر ہوگا سو تم اوسپر کیون نہین عمل کرتے ہو تا تب اس کے جواب مین کبھی چپ رہ جاوین کبھی اوس حدیث کی تاویل کرین کبھی اجماع پر طعن کرین اور کہین کہ بہت سے مسلمان تو تعزیہ داری اور شرک و بدعت بھی کرتے ہین تو کیا یہ سب بھی درست ہو جائیگا نعوذ باللہ منہم کہان افعال جہلا و اہل بدعت و اہل شرک اور کہان اجماع علماء الرحمن علماء کے اجماع کو ایسے ایسے افعال مشرکین اور جہال کے ساتھ تشبیہ دیکر بیچارے عوام کو علماء کے اجماع سے بد اعتقاد اور بد گمان کرویدین اور کبھی اوس حدیث کو ضعیف کہین اور کبھی حدیث کے معنی اور کچھ اپنے دل سے ٹھہرا کے عوام کو بہکا دین ❊ دوسری مثال یہ کہ جب انکو کہا جاوے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جو مسلمانون مین فتنہ او فساد ڈالے اور اونکی جماعت مین تفرقہ کروائے تو اوسکو قتل کرو وہ بہت برا شخص ہے ❊ جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلے سوالات کے جواب مین مذکور ہوئی ❊ سو تم مسلمانون کے گروہ مین فساد اور تفرقہ کیون ڈالتے ہو اور اللہ تعالی نے تو منافقون کے حال مین یون فرمایا ہے ❊ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ یعنے جب انکو کہا جاتا ہے لوگون مین فساد نڈالو یہ بہت برا کام ہے ❊ تو اوسکے جواب مین یون تقریر ظاہر کرتے ہین کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق چلتے ہین اور دوسرونکو چلاتے ہین اور کہین کہ ہم تو سنوارتے ہین اور منافقون کی طرح اس آیت کے مضمون کو بیان کرتی ہین قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ تو اس گروہ کے یون کلام کرنے سے صاف ظاہر ہوا

کہ اماموں کو اور اونکے مقلدوں کو خصوصاً مقلدوں کو امام اعظم رح کے سمجھتے ہیں کہ
وے لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے برخلاف عمل کرتے ہیں ٭ سو وے
جھوٹے ہین اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ یعنے مقرر وہی فساد ڈالتے
ہین مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کے سبب سے غور نہین کرتے اور نہ باز آتے
تواب سوال کیا جاتا ہے کہ یہ گروہ جنکا احوال اور اقوال سابق مذکور ہوا ہے بدعت
شیطانی اور وسواس نفسانی مین مانند گروہ معتزلی اور رافضی کے اور اقوال اور افعال
مین مانند بہت سی فرقہ ضالہ و گمراہ کے اور گفتگو اور سوالات اور جوابات مین
مانند منافقون اور مشرکون کی ہین یا نہین ٭ الجواب اللہ اعلم بالصواب
وے گروہ بر حسب سوال کے اور اللہ اعلم ہے اون کی حقیقت حال سے بیشک
و شبہہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کے احوال اور اعمال کی رو سے بدعت اور
[illegible] مین پڑے ہوے ہین ٭ اور بہت سے فرقہ ضالہ و مضلہ کی مانند اقوال اور
افعال مین خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ بنانے والے ہین ٭ اور مشرکون اور منافقون
کی مانند سوالات اور جوابات مین جھگڑنے والے ہین ٭ سابق اسکے جوابون مین
دلیلین اونکی ایات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے مذکور ہو چکی ہین تکرار اور
ذکر بار بار کی حاجت نہین ہے بلکہ جسکو ذرا سا بھی علم اور اوسکے دل مین کچھ
انصاف ہے تو اوسپر ظاہر اور باہر ہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِهِمْ وَمِنْ سَيِّاٰتِ
اَعْمَالِهِمْ وَمِنْ قَبِيْحَاتِ اَقْوَالِهِمْ وَقَبَائِحِ اَحْوَالِهِمْ وَشَنَائِعِ اَعْمَالِهِمْ ٭ بائیسوان سوال

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنا ان چار مذہبون مین سے ایک کی تقلید اور پیروی کرنے سے جو تمام اہل اسلام کے ملکو مین محمدی ملت کے درمیان مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہے یا اون کے خلاف نیا مذہب نکالنے سے اور کسی کو اون کے مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے یا نہین ؛ جواب یہ کہ چار مذہب جو مشہور ہین انمین سے ایک کی پیروی کرنے سے کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنا حاصل ہوتا ہے ؛ اور کسیکو اونکے مقلد پر انکار درست نہین ہے فتوی مین بعض علماء الحرمین المعظمین زادہما اللہ شرفا کے کتاب تجنیس و مزید سے منقول ہے ان ابا حنیفۃ ومالکا والشافعی واحمد کل واحد منہم من اہل الذکر الذین یجب سؤالہم واتباعہم لمن لم یصل الی درجۃ النظر والاستدلال فاذا عمل احد من المقلدین فی طہارتہ او صلاتہ او فی شیء مما یجب بہ التکلیف بقول واحد منہم تقلیدا لہ فقد ادی ما علیہ ولیس لاحد ممن ہو فی درجۃ التقلید ولا المجتہد الانکار علیہ حاصل اوسکا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ اور مالک و شافعی اور احمد رحمہم اللہ ہر ایک اونمین سے ایسے عالم تھے کہ جنسے دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کے مرتبہ کو نہین پہنچا ہے ؛ پھر جب کوئی مقلدین سے پیروی کرے اونمین سے ایک کی اپنی طہارت مین یا نماز مین یا اور کسی امر شرعی مین تو ادا کیا اوسنے جو واجب تھا اوسپر ؛ اور نہین پہنچتا ہی کسی کو مقلد ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسی شخص پر ؛ اور مولانا محمد اسحق دہلوی نے

مأتہ المسائل کے ۱۵۰ صفحہ مین سائل کے جواب مین لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے
چارون مذہب بدعت نہین نہ سیٔہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبونکی عین پیروی
سنت کی ہے کیونکہ اختلاف ان چارون مذہبونکا اختلاف اصحاب کی جہت
سے ہے ؛ اور صحابہ کی پیروی کرنے مین حدیث اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم
اہتدیتم وارد ہے ؛ یعنے صحابہ میرے تارے کی مانند ہین تم جنکی اقتدا کروگے ہدایت
پاوٗگے ؛ یا اختلاف چارون مذہبونکا بسبب اختلاف قیاس کے ہے اور قیاس کا
صحیح ہونا نصون سے یعنے مضبوط دلیلون سے ثابت ہے ؛ پس پیروی ان مذہبونکی
حقیقت مین پیروی نص کی ہے ؛ اور اختلاف ان مذہبونکا اس سبب سی ہے
کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوئی اوسکی حقیقت و غرض پر گیا ؛ چنانچہ
صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین یہ حدیث ہے کہ جب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے لوگونکو بنی قریظہ کی طرف بہیجا فرمایا کہ نہ پڑہے کوئی تم مین سے عصر
کی نماز مگر بنی قریظہ مین ؛ پہر بعضون نے اونمین سے راہ مین نماز پڑہ لی یہ سمجہ کر کہ
حضرت کو اس فرمانے سے منظور یہی تہا کہ کہین راہ مین توقف نکرین نہ یہ کہ وقت
آئے پر بہی نماز نہ پڑہین ؛ اور بعضون نے حدیث کے ظاہر لفظون پر لحاظ کر کے
راہ مین نماز نہ پڑہی یہان تک کہ بنی قریظہ مین پہنچ گئے ؛ پہر جب حضرت نے یہ بات
سنی دونون قسم کے لوگون پر اعتراض نفرمایا اسی سبب سے عمل دونون طور
پر جایز ہوا ؛ اور یہی طور ہے چارون مذہبون کے اختلاف کا پس کیونکر بدعت ہوگی

اور اُسی کتاب مین ہے ہرگز اون کے مقلد کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید
اونکی تقلید حدیث شریف کی ہے ظاہر و باطن کے اعتبار سے ❊ پس پیرو حدیث
کو بدعتی کہنا گمراہی ہے اور باعث عذاب کا ❊ اور یہ عبارت بھی اُسمین ہے ❊ فرض
و نفل کی نماز اونکے مقلدونکی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چھوڑی جاوگی ❊ کیونکہ
تقلید اونکی تقلید سنت کی ہے ❊ اور دلیلین اوسکی بہت سی کتابون سے آگے
مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ ❊ تیسوان سوال اس زمانے مین ان چار مذہبونکو
چھوڑکر پانچوان طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست ہے یا باطل اور حرام ❊
جواب جب اجماع علما سے ثابت ہوا کہ ان چار مذہب کے سوا پیروی کرنی کسی کی
خصوصاً ایک نیا مذہب نکال کر اوسکو رواج دینا بہت سے عوام لوگونکو بلکہ خواص
کو شک اور تردد اور تسلکہ مین ڈالنا ہے ❊ اور اس جہت سے شریعت کا انتظام
جاتا ہی رہتا ہے اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا ہے ❊ اس لیے اس زمانے مین
نیا مذہب پانچوان نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل اور حرام ہے ❊ چنانچہ اکثر
علماء دیندار اور فضلاء نیک کردار نے اسکو اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے جیسا

کہ مسلّم الثبوت مین ہے اَجْمَعَ الْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰی مَنْعِ الْعَوَامِّ مِنْ تَقْلِيْدِ اَعْيَانِ الصَّحَابَةِ
رضی اللہ عنہم بَلْ مَنْ بَعْدَهُمْ اِتِّبَاعَ الَّذِيْنَ سَبَرُوْا فَهَذَّبُوْا وَنَقَّحُوْا وَجَمَعُوْا وَعَلَيْهِ بَنَى ابْنُ الصَّلَاحِ مَنْعَ
تَقْلِيْدِ غَيْرِ الْاَرْبَعَةِ لِاَنَّ ذٰلِكَ لَمْ يُدْرَ فِيْ غَيْرِهِمْ اِتِّفَاقٌ کیا محققون نے منع کرنے پر
عوام کو تقلید کرنے سے صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہے پیروی کرنی اون مجتہدونکی

جنہوں نے علم فقہ کو جمع اور تفصیل کیا اور آراستہ اور خلاصہ بنایا اور اوسی بات
پر ابن صالح نے بنا کیا کہ سواے اون چار اماموں کے اور کسی کی تقلید منع کی جاوے
اس واسطے کہ یہ سب باتیں اور کسی مجتہدین معلوم نہیں ہوئین ؛ اور اشباہ مین
ہے وما خالف الائمۃ الاربعۃ مخالف للاجماع وقد صرح فی التحریر ان الاجماع انعقد
علی عدم العمل بمذہب مخالف للاربعۃ لانضباط مذاہبہم وکثرۃ اتباعہم اور جو حکم
مخالف ہو اون چار اماموں کے قول کا سو وہ اجماع کا مخالف ہے ؛ اور تصریح
کیا ہے امام ابن ہمام نے تحریر مین کہ تمام علما کا اجماع ہوا ہے عمل نکرنے پر اوس
مذہب کے جو مخالف ہے ان چار اماموں کے اس واسطے کہ ان اماموں کا مذہب
ضبط اور آراستہ ہوا ہے اور اونکی پیروی کرنے والے بڑی بڑی جماعتیں ہیں
یعنے اون اماموں کے مقلدین سواد اعظم اور بہت لوگ ہین ؛ اور سواد اعظم
کی تبعیت کرنے کو حضرت پیغمبر خدا نے واجب فرمایا ہے ؛ تو پہر اس سے معلوم
ہوا کہ جس نے اون چار اماموں سے کسی ایک کی پیروی نہین کی تو وہ سواد اعظم
سے دور رہا اور پیغمبر کے حکم کا مخالف بنا اور اونکے فرمانے کے بموجب مستحق جہنم کا ہوا
جیسا سابق مذکور ہوا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ
شذ فی النار یعنے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانوں کی کیونکہ جو شخص دور رہیگا
جماعت کی پیروی سے تو ڈالا جائیگا جہنم مین ؛ اور نہایۃ المراد مین لکہا ہے وفی
زماننا ہذا قد انحصرت صحۃ التقلید فی ہذہ المذاہب الاربعۃ فی الحکم المتفق علیہم

وَفِی الحُکمِ المُختَلِف فِیہِ ایضاً ۞ قَالَ المُنَاوِی فِی شرحِ الجامع الصغیر وَلَا یَجُوزُ الیَومَ تقلیدُ غیرِ الائمۃِ الاربعۃِ فِی قضاءٍ وَلَا اِفتاءٍ ترجمہ ہمارے اس زمانے مین منحصر ہوئی ہے تقلید انہین چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف ہو ان چار مین سے سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہے ۞ اور کہا ہے مناوی نے جامع صغیر کی شرح مین ۞ جائز نہین ہے اس زمانے مین تقلید کرنی سوائے ان چار اماموں کے نہ تو قضا مین اور نہ فتوی مین ۞ یعنے نہ تو قاضی کو درست ہے انکے مذہب سے سوا حکم کرنا اور نہ مفتی کو جائز ہے فتوی دینا ۞ اور تفسیر احمدی مین ہے ۞ وَقَد وَقَعَ الاِجمَاعُ عَلٰی اَنَّ الاِتّبَاعَ اِنَّمَا یَجُوزُ لِلاَربَعِ فَلَا یَجُوزُ الاِتّبَاعُ لِمَن حَدَثَ مُجتَہِداً مُخَالِفاً لَہُم ترجمہ بے شبہ واقع ہوا ہے اجماع اس بات پر کہ تقلید نہین جائز ہے مگر ان چار اماموں مین سے ایک کی ۞ پھر جائز نہین ہے پیروی کرنی اس شخص کی جو اس زمانے مین نیا مجتہد ہوا اور وہ مخالف ہو ان چار اماموں کا ۞ اور اسی تفسیر احمدی مین لکھا ہے وَالاِنصَافُ اَنَّ انحِصَارَ المَذَاہِبِ فِی الاَربَعَۃِ وَاتّبَاعَہُم فَضلٌ اِلٰہِیٌّ وَقَبُولِیَّۃٌ عِندَ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا مَجَالَ فِیہِ لِلتَّوجِیہَاتِ وَالاَدِلَّۃِ ۞ انصاف یہ ہے کہ منحصر ہونا مذہبوں کا ان چار مذہب مین اور منحصر ہونی پیروی انہین چار مین یہ فضل ہے اللہ تعالی کا اور مقبولیت ہے اوسکی ۞ پھر اس بات مین دلیل اور توجیہ کو کچھ دخل نہین ہے ۞ اور شرح سفر السعادت کے ۲۰ صفحہ مین جو لکھا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ دین مجتہدون نے پیغمبر خدا کی حدیثوں اور

اونکے اصحاب کی روایتون کو چنکر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا
کرکے تحقیق و تاویل فرما کے آپس مین اونکے موافقت اور مطابقت دیکر ایک
مذہب مقرر کیا ہے ۔ عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانے کے وہ قوت
اور لیاقت کہان ہے کہ یہ کام اونکے ہاتھ سے نکلے ۔ اونکی راہ یہی ہے کہ مجتہدون کی
پیروی کرین اور اونکے طریقے پر جاوین ترجمہ تمام ہوا ۔ اور بعضے علما نے مولانا
شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی روایت سے یون لکھا ہے کہ چارو مجتہدون نے
جو فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کے پاوے تو چاہئے
کہ وہ حدیث پر عمل کرے کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہے ۔ تو یہ کہنا اونکا
اونکے زمانے سے علاقہ رکھتا ہے کیونکہ اونکے بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم
ہوئی ۔ اس لیے بعد اونکے جتنے علما گذرے باوجودیکہ اونکو مسائل کے نکالنے
کی قوت اور کتاب خدا اور سنت رسول اللہ کا علم اور فقیہون کی اختلافات
کی شناسائی حاصل تھی پھر بھی وے اجتہاد کی راہ نہ چلے اسی واسطے کہ جیسی
سمجھ کی مضبوطی اور غور کی قوت اور دل کی ستھرائی اور قلب کی روشنی اور
بے طمعی اور نیت کی درستی اور خواہش نفسانی سے دوری اور پرہیزگاری اور
سلیقہ عربی زبان کی بوجہ کا قدیم لغتون کے موافق اون مجتہدون مین تھی
اپنی ذات مین اُنھون نے نہ پائی ۔ اور ویسی تحقیقات اور تلاش اور قوت مسائل
کے نکالنے کی نہین حاصل نہوئی ۔ اور مسئلون کے نادرست و درست کرنے

مین کوئی دوسری راہ سوائے اون لوگون کے مقرر کی ہوئی میسر نائی ؛ حکم
کیا اجتہاد کے حرام ہونے اور چارون امامون کی تقلید کے واجب ٹہر جانے پر
اور اللہ تعالیٰ اون پر رحمت کرے کہ اچھے طریقے اور مضبوط راہ پر چلے کہ جن مین
بہت سی نیک باتین پائی جاتی ہین ؛ اون مین سے ایک یہ ہے کہ لوگون کی
سرشت مین یہ بات ہے کہ ہر شخص اپنی سمجھ پر نازان ہوتا ہے ؛ اور دوسرے کے
کمال کو اگرچہ مجملا اوسپر اعتقاد رکھتا ہو پہر بہی بسبب سکے کہ اوسکے دل مین ایک بات
ٹہر رہی ہے اچھی بات کو بہی اون کی قبول نہین کرتا پہر اپنے برابر کے لوگون کے
قول کا تو کیا ٹھکانا ؛ پس اس صورت مین اگر کوئی شخص اجتہاد کی شرطین حاصل
کرکے خلاف اگلونکے احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی
استعداد کے موافق ایک نئی راہ پر چلنے لگتا ؛ اس مین یہانتک اختلاف و خم
ہوتا کہ جمعیت شریعت کے احکام کی عبادات اور معاملات کے مقدمہ مین باقی
نرہتی اور ٹوٹ جاتی ؛ اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہو جاتا ؛ چنانچہ
جب تک چار مذہب پر لوگ مضبوط نہین ہوئے تھے اور اونکی پیروی اختیار
نہین کی تھی تہتر اور کئی فرقے ہوگئے تھے اور اونکے تابعدار باقی رہ گئے ؛ مگر بعد
اوسکے جب علماؤن نے ان چار مذہبون کو خوب ضبط کیا اور اون کے موافق
احکام کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانے کو باطل اور حرام ٹہرایا
تب لوگ چار سے کہ دوسرا نیا مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نکالا تو

تو بسبب اجماع علماء دین دار کے اور مدد سے پادشاہ دین پناہ کے جاری اور رواج ہونے پایا ؛ خلاصہ انکی عبارت کا تمام ہوا ؛ اور فتوی مین علماء حرمین شریفین سے ہے وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِعَاقِلٍ أَنْ يَخْتَارَ فِي الدِّينِ طَرِيقَةً إِلَّا مَا ارْتَضَاهَا السَّلَفُ وَالْخَلَفُ وَتَوَاتَرَتْ رِوَايَةً وَتَحَصَّلَ الْإِجْمَاعُ فِي كُلِّ عَصْرٍ عَلَى حَقِيَّةِ ذَلِكَ وَلَمْ يُوجَدِ الْمُتَّصِفُ كَذَلِكَ إِلَّا مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ مِنْ حَقِيَّةِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ خَلَفًا بَعْدَ عَصْرٍ وَتَلَقَّتْهُمُ الْأُمَّةُ بِالْقَبُولِ وَأَمَّا مَا لَمْ يُنْقَلْ مُتَوَاتِرًا وَلَمْ يُجْمَعْ عَلَى حَقِيَّتِهِ وَلَمْ تَتَلَقَّهُ الْأُمَّةُ كَمَا بِالْقَبُولِ فَلَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ وَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ حاصل یہ ہے کہ لائق نہین ہے کسی عاقل کو کہ اختیار کرے دین مین کسی طریقے کو مگر وہ طریقہ کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلے علما اور پچھلے فضلانے اور روایت اوسکی تواتر سے نقل ہوئی ہو اور حقیت اوسکی اجماع سے علما کے ہر زمانے مین ثابت ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب کہ سب علمانے اون کی حقیت پر اجماع کیا ہے اور تمام امت نے اونکو قبول کیا ہے ؛ اور جو مذہب کہ تواتر سے منقول نہین ہے اور علمانے بھی اوسکی حقیت پر اجماع نہین کیا ہے اور سب مسلمانون نے بھی اوسکو قبول نہین کیا ہے تو اوسکی طرف التفات اور اوسپر اعتماد نکیا جاویگا یعنے ایسا مذہب تقلید کے قابل نہین ہے ؛

چودہوان سوال جو کوئی اجتہاد کا رتبہ نرکھتا ہو اُسکو واجب ہے کہ کسی ایک مجتہد کی ان چار مجتہدون مشہورون مین سے پیروی کرے یا اوسکو جائز ہے

کہ قرآن اور حدیث مین جیسا پاوے ویسا عمل کرے ؛ جواب تقلید یعنے پیروی
کرنی کسی امام مجتہد کی اسپر واجب ہے ؛ اور اوسکو قرآن اور حدیث پر عمل کرنا
موافق اپنی سمجھ کے درست نہین ؛ لیکن یہ معلوم کر لینا ضرور ہے کہ مراد مجتہد
سے وہ شخص ہے کہ جس کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلون کے
نزدیک اجتہاد اوسکا مقبول ہو اور اوسکا مذہب نقل تواتر سے منقول ہو ؛ سوایسے
یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہل شرق اور غرب مین ؛ اور سب اہل عجم
اور عرب کا اون کے اجتہاد پر اجماع ہے ؛ اور بہت سے علماے کرام اور اولیاے
عظام کہ اونکے بعد گذرے اونہین چار مین سے ایک کی تقلید مین گذر گئے ؛ اور
اونکے سوا اور کسی مجتہد کے مذہب پر اجماع علماء کا اور اتفاق مسلمین کا نہین ہے
اور نہ کسی کا مذہب تواتر سے مروی ہے ؛ جیسا کہ تفصیل ان باتون کی جواب مین
سوال سابق کے مذکور ہوئی ؛ نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا رکہتا ہو یا بعضے
جاہل یا بعضے فاضل خوشامد سے یا بعضے مرید یا شاگرد تعظیم سے یا اپنے زعم سے
اوسکو مجتہد کہتے ہون تو ایسے کی تقلید ہرگز جائز نہین ہے ؛ دلیل اس حکم کی
بہت سی کتابون مین لکہی ہے ؛ اختصار کے واسطے چند کتاب سے لکہا جاتا ہے

کفایہ شرح ہدایہ کے کتاب الصوم مین ہے ؛ اَلْعَامِّیُّ اِذَا سَمِعَ حَدِیْثًا لَیْسَ لَہٗ اَنْ
یَّاْخُذَہٗ بِظَاهِرِهٖ لِجَوَازِ اَنْ یَّکُوْنَ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاهِرِهٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بِخِلَافِ الْفَتْوٰی ؛
یعنے عامی جب سنے کسی حدیث کو تو جائز نہین ہے کہ اوس حدیث کے ظاہر

سے جو سمجھا جاوے اوسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنے اوسکے مراد
نہون یا وہ منسوخ ہو بخلاف فتوی کے یعنے حکم مجتہد کے کہ یہ شبہ اور گمان
وہان نہین ہے اس واسطے کہ مجتہد خوب تحقیق کرکے حکم دیتا ہے ؛ اور اسی
کفایہ کی کتاب الصوم مین ہے اِنَّ الْمُفْتِیْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَکُوْنَ مِمَّنْ یُؤْخَذُ مِنْہُ الْفِقْہُ وَیُعْتَمَدُ
عَلَیْہِ فِی الْبَلْدَۃِ فِی الْفَتْوٰی وَاِذَا کَانَ الْمُفْتِیْ عَلٰی ہٰذِہِ الصِّفَۃِ فَعَلَی الْعَامِیِّ تَقْلِیْدُہٗ
وَاِنْ کَانَ الْمُفْتِیْ اَخْطَأَ فِیْ ذٰلِکَ وَلَا یُعْتَبَرُ بِغَیْرِہٖ ہٰکَذَا رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَابْنُ
رُسْتُمَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَبِشْرٌ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رحمہم اللہ تعالیٰ یعنے لائق یہی ہے کہ مفتی
ایسا شخص ہو کہ جس سے لوگ سب مسئلہ فقہ کا پوچھتے ہون اور علم فقہ کو سیکھتے
ہون اور اس شہر مین اوسکے فتوی پر اعتماد رکھتے ہون اور مفتی جب اس
طرح کا ہو تو عامی پر پیروی اوسکی واجب ہے اگرچہ مفتی خطا ہی کرے
اور عامی اوسکی پیروی کے سوا اور کچھ اعتبار نکرے یعنے جو مفتی اس طرح کا نہو
تو اوسکی پیروی نکرے روایت کیا ہے اس بات کو حسن نے امام ابو حنیفہ سے
اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے ابی یوسف سے ؛ اور تقریر شرح تحریر
مین ہے لَیْسَ لِلْعَامِیِّ الْاَخْذُ بِظَاہِرِ الْحَدِیْثِ لِجَوَازِ کَوْنِہٖ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاہِرِہٖ اَوْ
مَنْسُوْخًا بَلْ عَلَیْہِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْفُقَہَاءِ لِعَدَمِ الْاِہْتِدَاءِ فِیْ حَقِّہٖ اِلٰی مَعْرِفَۃِ صَحِیْحِ الْاَخْبَارِ
وَسَقِیْمِہَا وَنَاسِخِہَا وَمَنْسُوْخِہَا فَاِذَا اعْتَمَدَ کَانَ تَارِکًا لِلْوَاجِبِ عَلَیْہِ یعنے عامی کو حدیث
کے ظاہر کے موافق عمل کرنا درست نہین ہے شاید اوس کے ظاہر معنے مراد

ہوون یا وہ منسوخ ہو بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اس
واسطے کہ اوس عامی کو معلوم نہیں ہے کہ کونسی حدیث صحیح اور کون سی غیر صحیح
ہے اور کون ناسخ اور کون منسوخ ہے پھر ایسا شخص جب اپنے فہم پر اعتماد
کرکے کسی حدیث پر عمل کرے تو اوسکی حق جو واجب ہے اوسکو چھوڑنے والا
ہوا یعنے اس واسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَاسْئَلُوا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے سوال کرو امور دینی کو جاننے والون سے اگر تم نہین جانتے ؛
اور تحریر ابن ہمام کی اور تیسیر شرح مین اوسکی آیا ہے غیر المجتہد المطلق یلزمہ
عند الجمہور التقلید وان کان مجتہدا فی بعض المسائل الفقہیۃ او بعض العلوم یعنے
جو کوئی مجتہد مستقل نہوا گرچہ بعضے مسئلہ فقہیہ مین یا بعضے علم مین وہ اجتہاد کی طاقت
رکھتا ہو تو اوسکو ضرور ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے ؛ اور اشباہ مین ہے الفتوی
فی حق الجاہل بمنزلۃ الاجتہاد فی حق المجتہد یعنے مرد جاہل کہ اجتہاد کا رتبہ نہین رکھتا ہو اوسکو
مجتہد کی فتوی پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ مجتہد پر اپنے اجتہاد کی موافق عمل کرنا واجب ہے ؛
اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے تفسیر مین سورہ بقرہ کی آیۃ فلا تجعلوا للہ اندادا کی تفسیر مین لکھا ہے ؛
اکسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند ازانجملہ مجتہدین شریعت
و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است بر عوام
زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشان را میسر است فاسئلوا اہل
الذکر ان کنتم لا تعلمون جن لوگونکی اطاعت خدا کے حکم سے فرض ہے وے

چهگروہ ہین اوسمین سے ایک گروہ شریعت کے مجتہد اور طریقت کے مشائخ
ہین کہ حکم انکا بھی بطریق واجب مخیر کے لازم ہے عوام امت پر اسواسطے
کہ شریعت کے اسرار اور طریقت کے اطوار اونکو معلوم ہین جیساکہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہے ؛ سوال کرو شریعت کے احکام کو عالمون سے اگر نہین جانتے
ہوتم ؛ اور مولانا شیخ عبدالحق نے شرح سفرالسعادت کے ۲۱ صفحہ مین لکھا ہی
چون وحدت وجہ در مذہب قرار یافت اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون
حدیث صحیح مخالف مذہب خود در نظر آید مذہب اگذارد وعمل بحدیث کند یا نرسد
در اینجا اختلافی در روش پیشینان وپسینان رفتہ گویند کہ مقتدای حقیقی پیغمبر خدا
ست ودیگران ہمہ تابع وے وچون بیقین معلوم شود کہ او فرمودہ است دری
ذیگرے رفتن معقول نبود واین طریقہ متقدمان است اما درین روزگار پس این
کار بصورت نہ بندد چہ مجتہدان دین احادیث وآثار را تتبع نمودہ وناسخ را از منسوخ
وصحیح را از سقیم جدا ساختہ وتحقیق وتاویل فرمودہ وتطبیق وتوفیق میان آنہا
دادہ مذہبے قرار دادہ اند عوام مسلمانان را بلکہ علماے ایشان را درین روزگار
این قوت وطاقت کجاہست کہ این کار از دست ایشان آید ایشانرا جز متابعت
مجتہدان کردن ودرپی ایشان رفتن سبیلی نبود وچارہ نے ؛ خلاصہ اسکا یہ
ہے کہ جب اجماع سے علماء کے یہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو اختیار کرنا
ضرور ہے تو پھر تابع کو کسی مجتہد کے پہنچتا ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح اپنے مذہب

ے خلاف اوسکے نظر مین گذرے تو اپنے مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث
پر عمل کرے یا نہین ؛ تو اسمین درمیان متقدمین اور متاخرین کے اختلاف
ہے متقدمین یون کہتے ہین کہ پیشوا سے حقیقی تو پیغمبر خدا ہین اور دوسرے
تابع اونکے ؛ پھر جب یقین معلوم ہو جاوے کہ یہ کلام فرمودہ حضرت پیغمبر کا ہے
تو دوسرے کی پیروی کرنی معقول نہین ہے ؛ لیکن اس زمانے مین یہ کام
بن نہین پڑتا ہے یعنے حدیث پر عمل کرنا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ دین کے مجتہدونکی
نے پیغمبر خدا کی حدیثونکو اور اونکے اصحاب کے حکمون کو جانکر ناسخ کو منسوخ
سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق اور تاویل فرمایا ہے پھر اونکی آپس مین
موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے عوام مسلمانون کو بلکہ
اس زمانے کے عالمونکو وہ قوت اور طاقت کہان ہے کہ یہ کام اونکے ہاتھ
سے نکلے ؛ اونکی راہ یہی ہے کہ مجتہدون مین سے ایک کی پیروی کرین اور
اونکے طریقے پر چلین سوا اسکے اور کچھ تدبیر اور سبیل نہین ہے ؛ یعنے اس
زمانے کے لوگونکو اس قدر لیاقت نہین ہے کہ اپنی تحقیق سے ناسخ کو منسوخ
سے تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث مجمل کی تاویل
کرین اور اگر دو حدیث مین اختلاف ہو تو تطبیق یا ترجیح دین ؛ اسواسطے کسیکو
جائز نہین ہے کہ حدیث مین جو پاوے ویسا عمل مین لاوے بلکہ یہی فرض
ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اپنی سمجھ کے موافق قرآن اور حدیث پر

عمل نکرے ۔ اور فتوی مین علما حرمین شریفین کے لکھا ہے الاجماع قد

حصل علی حقیۃ المذاہب الاربعۃ وخلف ذالک فیما سواہا وان الائمۃ جمیعا قد

تلقت المذاہب الاربعۃ بالقبول ولم تحصل ذالک لغیرہا وقد اوجب اللہ تعالی

علی من لم یعلم طرق الاجتہاد ولم یعلم ما کان علیہ الصدر الاول من الصحابۃ من

اقوالہم وافعالہم ان یسال ولا یعمل الا بما یفتیہ المفتی من الائمۃ الاربعۃ لعدم

الحجۃ فیمن سواہم قال اللہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اجماع علما

کا حق ہونے پراون چار مذہب کے ثابت ہوا ہے اور ان چار کے سوا اور

کسی مذہب پر اجماع نہین ہوا اور بیشک سب امت نے ان چارونکو قبول کیا ہے

اور اسکے غیر کو قبول نہین کیا ۔ اور بیشک خداے تعالی نے اوس شخص

پر کہ اجتہاد کے طریقے کو نجانے اور جو کچھ صحابہ نے فرمایا ہے اور کیا ہے اوسکو

بھی نہ جانے یہی واجب کیا ہے کہ شرع کے حکمون کو سوال کرے اور

عمل نکرے مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوے کوئی مفتی مذہب سے ایک امام

کے ان چار امامون مین سے کیونکہ ویسے شخص کے حق مین سوا اسکے اور

کچھ دلیل نہین ہے فرمایا ہے اللہ تعالی نے پھر سوال کرو اہل علم سے اگر تم

نہین جانتے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادت کے ۱۰ صفحہ

مین لکھا ہے ۔ گفتہ است محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ این ترتیب کہ

محدثین در صحت احادیث وتقدیم صحیح بخاری ومسلم قرار دادہ اند تحکم است

وجائز نیست در روے تقلید زیراکہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواة بر
شروطے کہ اعتبار کردہ اند آنرا بخاری ومسلم وشک نیست کہ اجتماع شرائط راوی
از حکم کردن بخاری ومسلم بآن جزم نمی توان کرد ؛ چہ جائز است کہ در واقع خلاف
آن باشد زیرا چہ تحقیق اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود از بسیاری رواة
کہ سالم نیستند از جرح ؛ وہم چنین در کتاب بخاری جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است
در ایشان پس مدار در حق رواة بر اجتہاد علما وصواب ید ایشان باشد ؛ وہم
چنین در شروط صحت وضعف پس جائز است کہ صحیح شود نزد ایشان حدیثی
غیر کتابین کہ معارضہ کند ما فی الکتابین را یا راجح آید بر آن ؛ وحاصل این سخن
آنست کہ اعتماد بر تصحیح وتنقید ائمہ مجتہدین واکابر سلف است ؛ وچون ایشان
حدیثی را تلقی بقبول کردہ وعمل بدان نمودند ؛ پس انکار واعتراض بر ایشان
بتقلید علماے محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد ؛ والزام ایشان بحکم این جماعہ
تحکم ومکابرہ است ؛ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ محدث محقق ابن ہمام نے
کہا ہے کہ محدثون نے جو ترتیب دی ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم زیادہ
صحیح ہے اور کتابون سے اور یہ دونون مقدم ہین اور کتابون پر ؛
یہ کہنا اونکا اونکے گمان سے ہے اور دعویٰ بے دلیل ہے ؛ اور
مجتہد کے مقلد کو اس بات کی پیروی کرنی درست نہین ہے ؛ مقصود
اس دونون کتابونکا صحیح ہونا نہین ہے مگر اس لحاظ سے کہ بخاری اور

مسلم نے جن شرطونکو راویون مین اعتبار کی ہین وے سب شرطین اون کی تلاش کے موافق اون حدیثون کے راویون مین پائی گئی ہون؛ اور شک نہین ہے اس بات مین کہ بخاری اور مسلم کے کہنے سے کہ وے سب شرطین اون راویون مین مجتمع تہین یقین نہین ہوسکتا ہے کہ واقع مین بہی ویسا ہی ہو کیونکہ جائز ہے کہ حقیقت مین ویسا نہو؛ یونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی راوی کے ظاہر حال کو دیکھکر انہون نے مثلاً عادل سمجہا ہو اور وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو؛ اس لیے کہ مسلم نے اپنی کتاب مین بہت سے لوگون سے روایت کی ہے کہ اون راویون مین کچہہ خلل اور نقصان تہا اور ویسا ہی صحیح بخاری کا بہی حال ہے؛ تو اب اعتماد راویونکے احوال مین علما ے مجتہدین کے فرمانے پر ہے اور اسی طرح حدیث کے صحیح ہونے مین اور ضعیف ہونے مین بہی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے یعنے مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہے کہ جسکو اوسکے امام نے معتمد کہا ہو اور اوس کے حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکے امام نے صحیح فرمایا ہو؛ تو پہر جائز ہے کہ کوئی حدیث سواے اون دو کتابون کے اور کسی کتاب مین ہو جو اوسکے امام کے نزدیک صحیح اور معتبر ہو اُن کتابون کی حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوس پر اور زیادہ معتبر ہو اوس سے؛ سو خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ ہر حدیث کے صحیح ہونے مین مجتہدون کے

قول پر اعتماد ہے محدثون کے نہین ؛ یعنے جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو
پہر اوسکے امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوسکے حق مین وہی حدیث صحیح
ہے دوسرے کے قول پر اعتماد نہین ؛ تو پہر جب کسی مجتہد نے کوئی حدیث
قبول کرلی اور اوس پر عمل فرمایا تو پہر حدیث سے اون محدثون کی جو لوگون
مین مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جائز نہین ہے ؛ اور مجتہد کو الزام دینا
محدث کے قول سے محض بے جا اور دعویٰ بے دلیل ؛ یعنے جب
کسی مجتہد نے ایک حدیث کو روایت کرکے اوس کے موافق عمل کیا
تو اب اوسکے مقابل مین اور کسی حدیث سے جسکو کسی محدث نے روایت
کیا ہو اعتراض کرنا جائز نہین اور اوس حدیث کو چہوڑنا اور اوس مجتہد
کی تقلید سے پہرنا اور اوسکے مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست
نہین ہے ؛ اور شرح سفر السعادت کے ۲۲ صفحہ مین ہے نزد قدمای
ائمۂ مجتہدین وکبرای ایشان علمی وافر از حدیث ومعرفت جرح وتعدیل
وتنکیر وتعلیل وتطبیق وتاویل وناسخ ومنسوخ بود که الزام ایشان بہ تقلید
ومتابعت احکام واقوال علماے متاخرین از اہل حدیث نتوان کرد و
از حیطۂ ضبط وربط احکام مجتہدین نتوان عدول کرد برطبق کلامی که از
شیخ ابن ہمام نقل یافت ؛ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اگلے مجتہدون یعنے اون
چار امامون مین حدیث کا علم کامل تہا اور حدیث صحیح اور ضعیف وغیرہ

کی بہزادہین بڑی کامل تھی یعنی حدیثون کے احاطہ اور تلاش مین اور ہر
حدیث کے حال دریافت کرنے مین جس قدر ان چار امامونکو علم اور امتیاز تھا
اون محدثون مشہورون کے تئین اسقدر نتو علم تھا نہ تو امتیاز تھا: تو پہر اون مجتہدونکو
الزام دینا جائز نہین ہی قول سے ان محدثونکی اور حکم کرنے سے اوس جماعت کی یعنی محدثونکی
تحقیق کی لحاظ سے اور اونکی جمع کی اعتبار سے مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہو سکتا
اور محدثونکے قول کے اعتبار سے مجتہدون کی تقلید سے پہرنا درست نہین ہے جیسا کہ
ابن ہمام کی کلام سے منقول ہوا اور حاصل ان دونون عبارت شرح سفر السعادت کا یہ ہے کہ
امام ہمام ابن ہمام محدث نے کہا ہے کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور
کوئی محدث اونکی مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنفیونکو
تقلید کرنی اوسکی درست نہین ہے ۔ اور اسی طرح جس حدیث کو انہون
نے ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنی اوسکی جائز نہین ہے اسواسطے کہ حدیث
کی صحت اور ضعف راویون کے حال کے لحاظ سے ہے اور بہت سے راوی
ہین کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے اون مین ۔ بعضے محدثون نے اونکو عادل
سمجھا ہے اور بعضے دوسرے نے انہین غیر عادل ٹھہرایا ہے ۔ تو ہو سکتا ہی
کہ جس راوی کو اون محدثون نے عادل کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی
تحقیق مین غیر عادل ہو ۔ اور اسی طرح جس راوی کو انہون نے غیر عادل
گمان کیا ہے ہمارے امام کی تلاش مین وہ عادل نکلا ہو ۔ پس اب اعتماد ہمین

ہمکو مگر اس چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے ؛ پھر جب کہ ہمارے امام نے ایک
حدیث کو قبول کر کے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب
العمل ہے ؛ اور دوسری حدیث اوسکے مخالف جسکو ان مشہور محدثون نے
روایت کیا ہے اور اپنی اپنی کتابون مین درج کیا ہے تو کسی کو مقلد ہو یا غیر
مقلد اوس حدیث سے امام پر اعتراض کرنا جائز نہین ہے ؛ اور اونکے
مقلد کو اس حدیث پر عمل کرنا اور اپنے امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست
نہین ؛ اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۶ صفحہ مین لکھا ہے ؛ این چہار
تن از امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ
و سلف و تطبیق و توفیق میان آنہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ
کردہ و غایت بذل مجہود در این باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد
از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ
و سبیلے نیست ؛ و مشایخ طریقت و بزرگان ایشان ہمبرین مذہب بودہ اند
یارب مگر آنہا ئیکہ از ایشان بپایۂ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان براے
خود اجتہادی می نمودہ باشند واللہ اعلم ؛ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ یے چار مجتہد دین
کے امام اور ملت الاسلام کے پیشوا ہین کہ اونہون نے پیغمبر خدا کی حدیثونکو
اور اصحاب کے آثار کو جمع کر کے اون سب کے میان موافقت اور مطابقت
دے اور بیان اور تاویل فرما کر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت کوشش د

جانفشانی اور مشقت وحیرانی اٹھا شرع کے حکمون کو اونکی دلیلون سے جنکر
خلاصہ ہر ایک کا کیا ہے ؛ غیر مجتہد کو سواے پیروی کرنی ان چار امامون
مین سے ایک کی اور کچہ تدبیر نہین پڑتی ہے شریعت کے علما اور طریقت
کے اولیا بہی اسی مذہب پر تہے ؛ مگر ان لوگون مین سے جسکا مرتبہ اجتہاد کو
پہنچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا ہو خواہ ان چار امامون کے موافق
ہو یا مخالف ؛ اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۰ صفحہ مین ہے وبالجملہ مذہب
حق و طریق وصول بمنزل مقصود و ابواب درآمد خانۂ دین این چہار است ہر کہ
راہی ازین راہ ہا و دری ازین درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن و دری دیگر
گرفتن عبث و بیہودہ باشد و کارخانۂ عمل را از ضبط و ربط بیرون انگندن و از راہ
مصلحت بیرون افتادن است و اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد ہم
از مذہب واحد مختار روایتی کہ دلیلش احسن و قوی و فائدہ اش اعم و اتم و
احتیاط دران اکثر و اوفر بود اختیار کند و براہ رخصت و مساہلہ و حیلہ اندوزی
نرود ؛ و این طریقۂ متاخرین است و شک نیست کہ این طریقہ محکم تر و مضبوط
تر است ؛ ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل مقصود کے پہنچنے کی راہ
اور اس [illegible] مین آنے کا دروازہ یہی چار مذہب ہین ؛ جس کسی نے کہ ان
راہون [illegible] ک راہ کو اور ان دروازون مین سے ایک دروازہ کو اختیار
کیا تو پہر دوسری [illegible] لینا اور دوسرے دروازے مین درآنا بے فائدہ و

بیہودہ ہے ؛ اور عمل کے کارخانے کو انتظام اور رونق سے بکار دینا ہو
اور دین کی مصلحت اور خوبی سے دور پڑتا ہے ؛ اور جو کوئی چاہے کہ تقوی اور
احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے اختیار کرکے اوسمین جو روایت
راجح اور غالب ہو اور دلیل اوسکی زیادہ قوی ہو اور فائدہ اوسکا کامل ہو اور
احتیاط اوسمین زائد ہو اوسی کو اختیار کرے ؛ اور اوس مذہب مین جو روایت
ضعیف ہو یا رخصت کی ہو اوسکو بلا ضرورت اختیار نکرے اور حیلہ بازی فریب
سازی اور فتنہ انگیزی اور فساد پردازی نکیے ؛ اور یہی طریقہ متاخرین علما
کا ہے اور شک نہین ہے کہ یہ راہ بڑی سیدھی اور استوار اور خوب مضبوط
و ہموار ہے ؛ اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۴ صفحہ مین ہے ؛ قرار داد
علما و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعین و تحقیق مذہب است و ضبط و ربط
کار دین و دنیا ہم درین صورت بود ؛ از اول مخیر است ہر کدام را کہ اختیار کند
صورت دارد و لیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے رفتن سبب توہم سوء
ظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواہد بود قرار داد متاخرین علما بر
این است و ہو المختار و فیہ الخیر ؛ اجماع اور اتفاق علما کا اور صواب دید اونکا
اس اخیر زمانے مین اس بات پر ہے کہ ہر کوئی اون چار مذہبون مین سے
ایک کو اپنے حق مین معین اور خاص کر لیوے کیونکہ کاروبار کا انتظام اور
خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہے ؛ ہر شخص ابتدا سے

حال مین اسے مختار ہے کہ جسکو ان چار مذہبون سے چاہے اختیار کرلے
لیکن ایک کو اختیار کرنے کے بعد پھر دوسرے مذہب پر چلنا بداعتقادی
اور بدگمانی سے خالی نہوگا ؛ اور عبادات اور معاملات کے باب مین تفرقہ اور
انتشار اور اختلاف واقع ہوگا ؛ علماے متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہے
اور یہی بہتر اور مختار ہے اور خیریت اور مصلحت اسی مین ہے دوسرے مین نہین
اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۸۰ صفحہ مین ہے ؛ در افواہ بعضے مردم چنان
در امدہ کہ مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است و سلوک طریقہ اقتدا و اتباع
در مذہب ایشان بیشتر است و مذہب امام ابو حنیفہ مبنی بر راے و اجتہاد است
و مخالف احادیث ؛ این سخن غلط محض و جہل صریح است آنرا کہ در اجتہاد و حفظ
کتاب اللہ و حفظ احادیث رسول اللہ و معرفت اقوال سلف شرط است و سبب
آن درست نہ و چون مبانی اجتہاد ان امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر
و مسلم تمامہ امت است این گمان را مجال نبود ؛ ماناکہ سبب توہم درین ورطہ
آن بود کہ بعض محدثین کہ در مذہب امام شافعی بودند در کتابہاے کہ تصنیف
کردند چنانچہ مصابیح و مشکوۃ و مانند آن دلائل مذہب خود را تتبع و تفحص نمودہ جمع
کردند و در احادیث مذہب حنفی بر راہ طعن و جرح رفتند و این بی گوشہ تعصبی
نخواہد بود و اکثر ایشان با حنفیہ بے گوشہ تعصبی نباشند عفا اللہ عنہم ؛ نظر در
کتب حنفیہ کہ در دیار عرب مشہور است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف

گردد؛ مواهب الرحمن کتابی است درین مذهب شارح او التزام کرده است که
دلیل از آیات قرآن و احادیث صحیحه بیارد؛ وگفته اند که نزد وی رضی الله عنه
صندوقها بود که احادیث مسموعه خود را در ان ضبط کرده؛ وگفته اند که مشائخ او که
از ایشان استماع حدیث کرده ورای جماعتی از صحابه که از ایشان شنیده از
تابعین سه صد کس بوده اند و آنها که از وی روایت مسند کرده اند پانصد کس اند
و مجموع استاد وی در علم چهار هزار کس اند و جمعی آنرا بر ترتیب حروف تهجی
جمع کرده اند؛ و چون احادیث که امام شافعی بدان تمسک نموده امام ابوحنیفه
بآن تمسک نه نموده مردم گمان کرده اند که مذهب او مخالف احادیث است و
حال آنکه درین جا احادیث دیگر است صحیح تر و قوی تر از ان که بدان اخذ
و تمسک نموده و این معنی بتفصیل بیان کرده و اثبات نموده اند ما اگر آنرا ذکر
کنیم سخن دراز گردد و بالفعل آن مباحث موجود است طالب حق را باید که بدان
رجوع کند و فی الحقیقت مذهب حنفی جامع معقول و منقول است و ما که در
اغلب اوقات احوال عادت کریمه آن امام همام آن بود که در تفهیم و تبیین مذهب
خود بجهت رعایت طبائع عامه خلق که مجبول اند بر تطابق معقول و منقول و
تائید نقل بالعقل اقتصار بر دلیل معقول کردی و به قصد تسلیه و تشفیه طباع ایشان
در کشف آن می کوشیدے والا اصل تمسک داشته او بکتاب و سنت و
اقوال سلف بود و خود چه صورت دارد که بے رجوع بکتاب و سنت و اجماع تمسک

بقیاس کند و حال آنکه شرط عمل بدان عدم آن اصول است و دلائل عقلی ایشان در
حقیقت برای تائید و ترجیح بعضی احادیث است بر بعضی بموافقت وی مر قیاس
را و لا بد از احادیث آنچه موافق بقیاس بود از حر است نه آنکه قیاس در مقابل
نص کرده باشد و نیز حکم بصحت و ضعف احادیث در زمان متاخر بر خلاف زمان
سابق است چه می تواند که حدیثی در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجماع شرائط
صحت و قبول در رواة که واسطه بودند میان ایشان و حضرت پیغمبر خدا پس از آن
از جهت رواة دیگر که بعد از آن آمدند ضعفی پیدا شد پس از حکم متاخرین محدثین
بضعف حدیثی لازم نباید ضعف وی در زمان امام ابو حنیفه رح و این نکته ظاهر
است و امام اعظم بجهت غایت امتیاز و وفور فضل و کمال مغبوط و محسود عالم بود
متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض متقدمین را نیز بآنجناب حسد گونه بود و در حقیقت
که افضل تر محسود تر شافعیان را این حال است امام شافعی رح را به بینید که چه قدر
وی و مدح اصحاب وی می کند و می گوید که الناس کلهم عیال علی فقه ابی حنیفة
و آنچنانکه تقلید و اتباع امام ابو حنیفه باحادیث و اقوال صحابه است دیگر برا مثبت
اصحاب ابو حنیفه رح همه متفق اند که حدیث هر چند اسناد او ضعیف بود مقدم تر
و اولی تر از قیاس و اجتهاد است و وی رض تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس
نکند و عمل بحدیث باقسامه از دست ندهد و امام شافعی قیاس را بر چندین از
اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام قیاس نیز جز بقیاس مؤثر عمل نکند و قیاس

مناسب و قیاس شبہی و قیاس طردی ہمہ نزد وے متروک و غیر معمول ست
و در چندین مواضع قیاس را با حادیث ترک داده و امام شافعی عمل بقیاس
کرده اگر آنرا ذکر کنم بدرازی کشد و ابو حنیفہ تقلید صحابی را در آنچہ صحابی باجتہاد
خود گوید واجب داند و شافعی گوید ہم رجال و نحن رجال یعنے ما و ایشان در اجتہاد
برابریم و ہمہ مجتہدایم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نرسد؛ نقل است کہ امام ابو حنیفہ
رح فرمود کہ عجب از مردم کہ مرا می گویند کہ وے فتوی برائے خود مید ہد و حال
آنکہ من ہرگز فتوی نمید ہم مگر بآنچہ ماثور و مروی است ؛ و امام حجت عبد اللہ
ابن مبارک از وے رض نقل کرده کہ گفت آنچہ از حدیث رسول صلعم آید فبالرأس
والعین و آنچہ از صحابہ رسیده نیز اختیار کنیم و از گفتۂ ایشان نہ برآئیم ولیکن
چون چیزے از تابعین بیاید ما و ایشان برابریم بایشان مزاحمت کنیم و در تحقیق
حق بحث نمائیم خلاصہ ترجمہ اوسکا یہ ہے ؛ بعضے لوگون کے گمان مین ہے
کہ مذہب امام شافعی کا احادیث کے موافق ہے اور حدیث کی پیروی انکے
مذہب مین زیادہ ہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد
پر ہے ؛ یہ کلام محض غلط ہے اور صریح نادانی ہے ؛ کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث
رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد مین شرط ہے اور بغیر
ان چیزونکے اجتہاد درست نہین ہے ؛ اور جبکہ امام اعظم کا اجتہاد سب
مجتہدونکے اجتہاد پر مقدم اور سابق ہے اور سب علما اور مجتہدین کے نزدیک

ثابت ہے اور تمام امت کا مقبول ہے تو پھر یہ گمان فاسد کا محل نہین ہے ؛
اور سبب اس گمان اور زعم کا یہ ہے کہ بعضے محدثین شافعی المذہب نے کتابین
حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسا مصابیح اور مشکوٰۃ اور اونکے مانند تو اپنے مذہب
کی دلیلین ڈھونڈھ کر اور حدیثین جو اونکے مذہب کی موافق ملین چنکر جمع کیا ہے اور جو حدیث
امام ابو حنیفہ کے مذہب کی موافق ہے اوسپر طعن اور جرح کیا ہے اور حقیقت میں یہ
سب تعصب سے باہر نہ تہا؛ اور اکثر اون لوگون کے تعصب اور بغض سے خالی نہین تہے؛ تو اس صورت مین
چاہیے کہ حنفی مذہب کی کتابون مین جو عرب کے ملکون مین مشہور ہین نظر کی جاوے
تا کہ حقیقت ظاہر ہو جاوے کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قرآن اور حدیث
کے ہے؛ جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب مین ایک کتاب ہے کہ شارح
اوسکا التزام کرکے ہر مسئلہ کی دلیل کو قرآن اور احادیث صحیح سے لایا ہے؛ اور
منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک کئی صندوق کتابین حدیث کی تہین
کہ جن حدیثون کو انہون نے اپنے استادون سے سنا تہا اون کتابون مین درج
کیا تہا؛ اور مروی ہے کہ اوستاد سب ونکے جنسے انہون نے احادیث سنا
تہا سوائے صحابہ کے تین سو تابعین تہے؛ اور جن لوگون نے کہ امام سے
اونکے مسند کو روایت کیا ہے پانچ سو تہے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی
رح جن حدیثون سے دلیل لاتے ہین اور امام ابو حنیفہ رح اون سے دلیل نہین
لاتے تو لوگون نے گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کے مخالف ہے

حاصل یہ ہے کہ ان حدیثون کے سوا اور بہت سی حدیثین ہین کہ اونکی نسبت
زیادہ صحیح اور بہت قوی ہین جن حدیثون سے امام اعظم رح دلیل لاتے ہین
اور اس بابکو لوگون نے بالتفصیل بیان کیا ہے ؛ اگر ہم اُن سب کو ذکر کرین
تو کلام دراز ہوتا ہے ؛ بالفعل بہی وے سب احادیث موجود ہین طالب کو چاہیے
کہ ان سب حدیثون کی طرف رجوع لاوے تاکہ ان سب حدیث مخالف کو
دیکھکر شک اور شبہہ مین نہ پڑے ؛ اور حقیقت مین مذہب حنفی جامع ہے دلیل
عقلی اور دلیل نقلی کو ؛ اور عادت حضرت امام اعظم رح کی اکثر اوقات مین
یون تہی کہ اپنے مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر فرماتے اسلیے
کہ اکثر آدمیونکی طبیعت خوگر ہے اس بات پر کہ نقلی بات کو عقلی دلیل سے
تطبیق دیتے ہین اور اگر کوئی امر نقلی اونکی عقل کے موافق نہو تو اوس پر خوب
اعتماد نہین لاتے ؛ اس جہت سے امام اعظم رح لوگونکی تسلی اور تشفی
کے واسطے مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سے ظاہر کرتے تہے ؛ اور حقیقت
الواقع
مین دلیل امام اعظم کی قرآن اور حدیث اور قول صحابہ سے تہی ؛ اور نیز
ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قرآن اور حدیث اور اجماع
مین پایا جاوے تب تک قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہین ہے ؛
اور جب کسی اس قسم مین نہ ملے تو بالضرورت قیاس سے حکم کرے تو پہر
ایسے امام کی طرف کیونکر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قرآن اور حدیث اور

اجماع کے قیاس سے حکم دیا ہو؛ اور دوسری بات یہ ہے کہ عقلی دلیل امام
کی حقیقت مین واسطے ترجیح دینے بعض حدیث کو بعض حدیث پر تہی یعنے
جب کہ دو حدیث مین اختلاف ہوتا تہا اور ترجیح کسی کی کسی طور سے نہوتی
تہی تب امام اعظم جس حدیث کو دلیل عقلی کے ساتہ موافق پاتے اوسکو
غلبہ دیتے تہے اور یون نہا کہ حدیث کے مقابل مین قیاس پر عمل کرتے
نعوذ باللہ من ذالک ؛ اور تیسری بات یہ ہے کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف
ہونا اگلے زمانے مین اور پچہلے زمانے مین مختلف ہے بہت سی حدیثین ہین
کہ متقدمین کے نزدیک صحیح ہین اور متاخرین کے نزدیک ضعیف اور یہ
ہو سکتا ہے کہ جتنے راوی کہ درمیان امام اعظم کے اور حضرت کے تہے
سب مین شرطین صحت کی مجتمع تہین اسواسطے وہ حدیث صحیح ہوئی ؛ پہر اوسکے
زمانیکے بعد راوی سب دوسرے ہوے اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچہلے
زمانیکے محدثون کے نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹہری اس واسطے
کہ اون محدثون سے پیغمبر خدا تک واسطے بہت ہوسے یعنے راوی سب
اس حدیث کے اون لوگون اور حضرت کے درمیان آگے سے زیادہ
ہوے اور اون سب راویون مین شرطین صحت کی پائی نہین گئین اس
لیے محدثون نے اوس حدیث کو ضعیف کہا اپنے زعم کے موافق پہر اگر کسی
محدث نے جو امام اعظم کے پیچہے تہے کسی کو ضعیف کہا ہو تو اس سے؛

لازم نہین آتا ہے کہ امام اعظم کے زمانہ مین بہی وہ حدیث ضعیف تہی اور جب کہ
امام اعظم کو حدیث کا کمال امتیاز تہا اور بڑا فضل و علم تہا اکثر لوگ اون پر حسد کیا جاتی تہی
متاخرین شافعیہ کو کیا کہیں بلکہ متقدمین کو بہی اون جناب کی ساتھہ حسد تہا ؛ اور حقیقت میں یہ ہے
کہ جو کوئی بڑا فاضل ہوتا ہے تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ؛ تعجب ہے کہ شافعیون کا تو یہ حال
ہے اور پیشوا اونکے امام شافعی رح کو دیکہا چاہیے کہ کس قدر تعریف امام
اعظم اور اونکے اصحاب کی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اَلنَّاسُ عِیَالٌ عَلٰی فِقْہِ
اَبِی حَنِیفَۃَ یعنے لوگ اعتماد کرنے والے ہین ابو حنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور
پیرو ہین اونکے ؛ اور امام اعظم کو جسقدر تابعداری اور پیروی احادیث
اور اقوال صحابہ کی تہی دوسرے مجتہدون کو نہ تہی ؛ اور اصحاب امام ابو حنیفہ
کے سب متفق ہین اس بات پر کہ حدیث ہر چند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر
مقدم ہے ؛ اور امام اعظم کا یہ طور تہا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو
ہاتہہ سے نہین چہوڑتے آخر کو ضرورت کے وقت مین جب کوئی حدیث
معتبر نہ ملتی تب لاچار قیاس پر عمل کرتے ؛ اور امام شافعی رح بہت سی
حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتے ہین ؛ اور امام اعظم صحابی کی
تقلید کو جس بات مین کہ صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتے
ہین ؛ اور شافعی کہتے ہین کہ ہم اور صحابی برابر ہین وے بہی مجتہد تہے اور
ہم بہی مجتہد ہین مجتہد کو تقلید کرنی دوسرے مجتہد کی جائز نہین ہے اور امام

تحت عبداللہ ابن مبارک سے امام اعظم رح سے روایت کی ہے کہ فرمایا ہے
امام اعظم رح نے کہ جو کچھ حدیث مین آیا ہے اوسکو بسروچشم ہم قبول کرتے ہین
اور جو کچھ کہ اصحاب سے مروی ہوا ہے اوسکو بہی ہم اختیار کرتے ہین اور اوس
سے باہر نہین آتے ہین ؛ لیکن جو کچھ کہ تابعین سے منقول ہو تو ہم اور وے
برابر ہین پہر ہم بہی تحقیق کرینگے اور حق کو تلاش کرینگے ؛ چہبیسوان سوال جواب
سے سوال سابق سے کے ظاہر ہوا کہ جسکا مرتبہ اجتہاد کا نہو تو ان چارون امامون
مین سے ایک کی تقلید اوس پر واجب ہے اور اگر اوسکو کوئی حدیث اوسکے امام
کے مذہب سے مخالف پہنچے تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا جائز نہین ہے
باوجود اس کے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہے کہ ؛ اترکوا قولی بخبر
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ؛ یعنے جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف
پاؤ تو اوسپر عمل کرو اور ہمارے قول کو چہوڑ دو ؛ اور اسی طرح سے اور امامون
نے بہی فرمایا ہے ؛ تو پہر وہ شخص اگر اس حدیث پر عمل نکرے تو پیغمبر خدا کے
قول پر بہی عمل نکیا اور امام کے حکم پر بہی نچلا ؛ اور دوسری بات یہ ہے کہ
پیغمبر خدا کے زمانے مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث سنتے تہے عمل کرتے
تہے ؛ یعنے صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر بہی واجب تہا کہ جو حضرت فرماتے
اپنی اپنی سمجہ سے موافق عمل مین لاتے ؛ اور ایسا فرق نہین تہا کہ جو کوئی
مجتہد ہوتا تو وہ حضرت سے فرمانے کے موافق اور اپنی دریافت سے مطابق

عمل کر لیتا اور جو کوئی مجتہد ہوتا تو حضرت کے قول کو چھوڑ کر اور کسی صحابی جو مجتہد
تہے مثلاً ابوبکر یا عمر اونکی تقلید کرتا ÷ تو پہر اس مین کیا سر ہے کہ اس زمانے مین
اگر کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب مین پاوے یا کوئی معتمد عالم
سے سنے تو اوسکو اوس پر عمل کرنا جائز نہووے بلکہ کسی مجتہد کی تقلید اوسپر
واجب ہو ÷ جواب بالله التوفیق ومنه التحقیق پہلے جاننا چاہیے کہ کوئی حکم
حدیث کی روسے جو کسی کے حق مین ثابت ہوتا ہے تو اوسمین تین چیز ضرور
ہے ÷ یعنے ہر شخص جب تک تین چیز کو نہ جانے تب تک کوئی حکم کسی حدیث
سے اوس کے حق مین ثابت نہین ہوتا ÷ پہلا جانے کہ یہ کلام حضرتؐ کا ہے ÷
دوسرا جانے کہ مراد اس حدیث سے کیا ہے یعنے اوس کلام سے جو غرض
ہو اوسکو سمجھے ÷ تیسرا جانے کہ یہ حکم ہم پر ہے یعنے اس حکم مین ہم بہی داخل
ہین دوسرون کے واسطے خاص نہین ہے ÷ کیونکہ اگر کوئی ان تین باتون
سے ایک بات کو نجانے گا تو اوسکے حق مین وہ ثابت نہوگا ÷ مثلاً اگر حضرت کی
کلام ہونے مین شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث کافر یا فاسق سے سنے تو وہ حکم
ثابت نہین ہوتا ہے ÷ اور ایسا ہی اگر کسی حدیث کی مراد کو نہ سمجھے جیسا کہ
حدیث مجمل تو جب تک مراد اوسکی نہ سمجھے گا تو کیا عمل کریگا ÷ اور اسیطرح جب
جب جانے کہ یہ حکم مجہ پر نہین ہے بلکہ دوسرونکے حق مین ہے جیسا حکم منسوخ
اگر اگلے مسلمانون کے حق مین تہا تو وہ حکم بہی ثابت نہین ہوتا ہے ÷ جب یہ

بات معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسی کو خطاب کرکے
کوئی حکم فرماتے تھے تو اوس شخص کے حق مین یہ تینون باتین پائی جاتی تہین
: پہلا امر تو ظاہر ہے کہ جب کسی مسلمان نے حضرت کی زبان سے کوئی حکم
سنا تو بے شبہہ جانا کہ یہ حکم رسول خدا صلعم کا ہے : اور دوسرا امر بھی پایا جاتا تہا اسواسطے
کہ حضرت علیہ السلام ہر ایک کو اوسکے سمجھ کے موافق حکم فرماتے تہے کہ کسی طرح
سے اوسکو شبہہ باقی نرہتا تہا جیسا مشہور ہے کہ حضرت نے خود فرمایا ہے :
كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُولِهِمْ : بات کرو لوگونکے ساتھ اونکی سمجھ کے موافق یعنے
لوگونسے بات اس اندازے سے کرو کہ اون کی دریافت مین آجاوے پہر اگر
کوئی شخص لائق اور ذہین ہوتا تو اوسکو اجمال اور کنایہ سے فرماتے اور اگر ایسا
نہوتا تو حسب حال اوسکے خوب واضح کرکے ارشاد کرتے کہ اوسکو کچہ شبہہ نرہتا :
جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کی کتاب العلم مین ہے : عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ یعنے انس رض نے کہا ہے کہ پیغمبر
خدا جب کوئی بات فرماتے تو تین بار ارشاد کرتے تاکہ بے شبہہ خوب سمجھا جاوے
: اور اگر کوئی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنے حال کے قرینے سے یا حضرت
کے حال سے یا اور بعضے لوگون کے حال سے یا اپنے سوال کے قرینے سے
یا حضرت کے کلام کے سیاق سے یا اور لوگون کی گفتگو کی رو سے حضرت
کی مراد سمجھ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مثال اوسکی آگے مذکور ہوگی : اور بعضا

کلام ظاہر کے خلاف ہوتا تھا کہ ہر کوئی اوس کی کنہ کو نہین پہنچتا تھا بلکہ وے
صحابی بہی کہ حضرتؐ کی صحبت مین اکثر حاضر رہتے تہے اور حضرت کی عادت سے
خوب واقف تہے اور آپ کی صحبت کی تاثیر کے سبب اون کے دل مین صفائی
اور روشنی ہوگئی تہی کہ سخن کی تہ پہنچتے تہے اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب
دریافت کرتے تہے جیسا کہ حضرت عائشہ رض کا حال تہا ؛ اور نمونے کیواسطے
اوسکی مثال آگے مذکور ہوگی ؛ اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح سے
بہی نہ بوجہتا تو وہ ثانیاً پوچہتا جیسا کہ بہت سی حدیث مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے
اول ایک بات فرمائی پہر کسی صحابی نے پوچہا کہ یا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہے
حاصل کلام یہ ہے کہ بعضا کلام حضرتؐ کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تہا پر مخاطب
اوسکی مراد کو کسی ایک طور سے سمجہ لیتا ؛ اور ان باتون کی تفصیل اور ہر ایک
کی مثل لکہنے مین کلام دراز ہوگا اس واسطے یہان مجمل لکہا گیا ؛ انشاء اللہ تعالیٰ
شرطون کے بیان مین بطور نمونے کے حال اور مثال اوسکا معلوم ہوگا ؛ اور تیسرا
امر یعنے اس بات کو جاننا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا یہ بہی اوس شخص کے حق مین خاص
ہوتا تہا اس لیے کہ جب حضرت نے اوسکو خطاب کر کے کوئی حکم فرمایا تو ظاہر
ہے کہ اوسکے حق مین ہے اگر دوسرے پر خاص ہوتا تو اوسکو کیون فرماتے
بعد حضرت کے ان تینون باتون کو جاننا بہت دشوار ہوا ؛ اسواسطے کہ یہ
امر یعنے یقین کرنا کہ یہ حدیث شریف ہے اور یقین اوسکو کہتے ہین کہ بغیر شبہ اور

بدون تردد کے کسی چیز کو جاننا ۞ اور حدیث مین یقین حاصل ہونے کی دو صورت ہے ایک تو یہ کہ اپنے کان سے حضرت کی زبان مبارک سے سنے اور بعد انتقال حضرتؐ کے یہ صورت اختیار سے جاتی رہی ۞ اور دوسری صورت یہ کہ خبر تواتر سے سنے ۞ اور اوسکی صورت یہ ہے کہ نقل کرنے والے اوس حدیث کی ہر زمانے مین اسقدر آدمی ہون کہ عقل ہرگز تجویز نکرے کہ اتنے لوگ سب کے سب جھوٹھ کہتے ہین ۞ اور خبر تواتر مین یہ بھی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ہر زمانے مین اور ہر طبقے مین اسقدر راوی ہون کہ ایک دوسرے سے برابر سنتے چلے آتے ہون اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتے ہین اور ایسی حدیث کو متواتر ۞ اور حدیث متواتر مین ہر ایک راویون کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کی عدالت اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہین ہے ۞ پھر ایسی روایت سے اوس حدیث مین یقین حاصل ہوتا ہے ۞ کیونکہ عادت جاری ہے کہ جب کسی بات کو اس قدر آدمی نقل کرتے ہین تو سنتے ہی ہر ایک کو یقین آجاتا ہے ۞ مثال اوسکی بغداد کسی شہر کا نام اور سکندر کسی بادشاہ کا نام اور اسی طرح سے قرآن شریف کے کلام خدا ہونے پر ہم لوگون کو جو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکے نہین ہے کہ نقل متواتر سے ثابت ہے کہ حضرت عم نے اوس کو خدا تعالی کا کلام فرمایا ہے ۞ پھر بعد حضرت کے جب پہلی صورت متعذر ہوئی تو یقین حاصل ہونے کے لیے ایک صورت تواتر کی باقی رہی ۞ پھر اگر اتنے راوی اوس حدیث کے نہون

توہر گز یقین حاصل نہو گا ؛ تواب ہر حدیث مین اسطرح کا یقین حاصل ہونا
متعذر ہے کیونکہ حدیث متواتر بہت تھوڑی ہے ؛ اسواسطے اللہ تعالی نے گمان
غالب کو یقین کے قائم مقام فرمایا ہے ؛ یعنے جب کسی کو گمان غالب ہو کہ یہ
کلام پیغمبر خدا کا ہے تو وہ حدیث اوس شخص کے حق مین ثابت ہوگی ؛ اور
گمان غالب جب حاصل ہوتا ہے کہ اوسکے راویکا حال خوب دریافت کرے
جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے ؛ وعن ابن سیرین قال اِنَّ ہٰذا العِلمَ
دِینٌ فَانظُروا عَمَّن تَاخُذُونَ دِینَکُم رواہ مسلم ؛ روایت ہے ابن سیرین سے
کہا کہ یہ علم دین ہے یعنے قرآن اور حدیث یہی دین اور اسلام ہے سو خوب نگاہ
کرو کہ کس شخص سے سیکھتے ہو دین اپنا ؛ یہ کلام اشارہ ہے اہتمام اور احتیاط
کرنے کیطرف دریافت کرنے مین احوال راوی کے ؛ یعنے حدیث کے راوی کو
خوب تحقیق کیا چاہیے کہ پرہیزگار دیانت دار راست گفتار نیک کردار ہو ؛ اور نہ
لیا چاہیے حدیث کو ہر کسی سے جو کوئی روایت کرے ؛ خصوصاً
صاحب غرض جو نیا مذہب نکالنے والے جدا طریقہ رواج
دینے والے ہون کیونکہ وے نیا مذہب رواج دینے کے
واسطے بہت سی باتین دین مین افترا کرینگے اور جھوٹہ حدیثین لوگونکو
سنادینگے ؛ یہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوۃ کا ہے ؛ پھر جب کسی کو راوی
کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اوس کے حق مین وہ

کلام کے حدیث ہونے پر گمان غالب حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنے
افعال مین عادل اور اقوال مین صادق ہوتا ہے تو ظاہر حال سے اوسکے
یہ سمجھا جاتا ہے کہ حدیث کی روایت مین بھی وہ سچا ہوگا کیونکہ جھوٹھ کہنا حرام
ہے ؛ خصوصاً پیغمبر علیہ السلام پر جھوٹھ باندھنا افترا کرنا بڑا گناہ ہے اس لیے
ایسے شخص کی روایت پر گمان غالب ہوتا ہے ؛ لیکن یقین حاصل نہین
ہوتا ہے اسواسطے کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہہ اور
احتمال باقی نرہے ؛ اور حال یہ ہے کہ عقل کے نزدیک ایسے شخص کا بھی
کاذب ہونا جائز ہے اسواسطے کہ ہم تو صرف اوسکے ظاہر حال پر مطلع ہوسکتے
ہین اور اوسکی نیت اور ارادے اور اعتقاد پر تو خدا تعالی ہی واقف ہے ؛
کیونکہ بعضے لوگ ایسے بھی ہوتے ہین کہ اگرچہ ظاہر مین نیک کار خوش اطوار
ہین لیکن باطن مین منافق اور دین مین مفسد جیسا کہ اگلے زمانے مین وضاع
لوگ گذرے ہین ؛ اور بعضے آدمی ایسے بھی ہوتے ہین کہ اگرچہ ظاہر اور باطن
مین نیک ہین لیکن کسی غرض کے سبب سے یا اپنے زعم مین کسی ضرورت
[illegible] سے کبھی جھوٹھ کہتے ہین اور اپنے اعتقاد مین اوسکو دینداری
سمجھتے ہین ؛ جیسا کہ مولانا عبد العزیز رح نے رسالہ اصول الحدیث مین لکھا ہے
کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تھا قرآن کی سورتون کی فضیلت مین
اوسنے بہت سی حدیثونکو وضع کرکے رواج دیا تھا اور مشہور کیا تھا ؛ پھر جب

اوسکو لوگون نے پکڑا اور سند اوسکی مانگی اور سخت تنگ کیا تب لاچار ہوکر اقرار کیا کہ مین نے ان حدیثونکو بنایا ہے اور نیت میری خیر تہی * کیونکہ مین نے لوگونکو دیکہا کہ قرآن کی طرف کم متوجہ ہین اور دوسرے علوم کی طرف مثل تواریخ اور فقہ کے زیادہ مشغول رہتے ہین تو لوگونکو رغبت دلانے کے واسطے یہ سب حدیثین بنائین تاکہ ثواب کی رغبت سے یا اور کسی دنیاوی مطلب کی طمع سے اکثر قرآن پڑہین اور ہمیشہ تلاوت مین مشغول رہین اور سورتین یاد کرین * اور اسی طرح سے بعضے واعظ اچہے کام مین رغبت دلانیکے واسطے یا برے کام سے ڈرانے کے لیے حدیث ضعیف بلکہ حدیثین وضعی بہی کہتے ہین باوجودیکہ جہوٹہ بات کو حضرت کی طرف نسبت کرنی ہر صورت مین اور ہر تقدیر مین حرام ہے * اور راوی مین ایک امر اور بہی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ فہم اور ضبط اور حفظ یعنے جو کچہ اوسنے سنا ہو خوب سمجہتا اور ضبط کرتا اور یاد رکہتا ہو * اگر اوسکی فہم مین نقصان یا احاطہ مین قصور یا قوت حافظہ مین کچہ خلل ہوگا تو اوسکی روایت پر بہی اعتماد نہوگا * یہ جانو کہ راوی کی عدالت او صداقت اور حفاظت پر یقین حاصل ہونیکا دو طریق ہے * اول یہ ہے کہ اوسکی صحبت مین ایک مدت دراز رہکر خوب افعال اور اقوال اوسکے دریافت کرے * دوسرا یہ ہے کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلا تواتر سے معلوم کرے * یعنے اسقدر لوگ اوس کی عدالت اور صداقت اور حافظے کو بیان کرین کہ ہرگز عقل تجویز نکرے کہ یہ سب کے سب

اوسکی جہوٹہ تعریف کرتے ہین تو اس صورت مین اوسکی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ اگر درمیان اوسکے اور حضرت علیہ السلام
کے ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورتون سے ایک صورت سے
یقین حاصل کرے اور اگر ایک واسطے سے زیادہ ہو تو پچھلے راوی کا حال ان
دونون طریق سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن اوسکے اوپر کے راویون کا حال
جو فوت کر گئے ہین رویت سے دریافت ہونا ممکن نہین ہے صرف تواتر سے
اونکا حال معلوم ہو سکتا ہے ۔ الغرض جب سب راویون کی عدالت اور
صداقت اور حفاظت پر کمال یقین حاصل ہوگا تو اوس حدیث پر گمان غالب
ہوگا ۔ اور اگر کسی راوی کے ان سب حالات پر یقین کلی حاصل نہو بلکہ اگر کسی
طرحکا بہی اوسکے حال مین شبہہ واقع ہو حتی کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال ہو
یعنے وہ سب صفات جو راوی مین نظر ہین کچہہ معلوم نہو تو اوس حدیث مین
یقین کا تو کیا گذر ہے گمان غالب بہی حاصل نہوگا ۔ اور یقین یا گمان غالب
جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوسکو روایت کرنا جائز نہین ہے جیسا کہ مشکوۃ کی
کتاب العلم مین ہے عن ابن عباس رضہ قال قال رسول اللہ اتقوا الحدیث
عنی الا ما علمتم الخ یعنے پرہیز کرو تم حدیث کی روایت کرنے کو مجہہ سے مگر جس حدیث
کو کہ یقین جانو کہ وہ مجہہ سے ہے آخر تک ۔ اور مشکوۃ کی باب الاعتصام بالکتاب
والسنۃ مین ہے وعن ابی ہریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا

ان یحدث بکل ما سمع یعنے بس ہے مرد کو جھوٹھہ کہنے مین اسقدر کہ حدیث
کرے یعنے روایت کرے جو کچھ سنے ؛ یعنے اگر کوئی کسی طرح جھوٹھہ نکہے
لیکن جو کچھ لوگون سے سنے بے تحقیق کیے ہوے اوسکو روایت کرے تو اسی
قدر بس ہے جھوٹھہ کہنے کو؛ تو معلوم کیا چاہیے کہ جب آدمی بے تحقیق کسی
بات کے نقل کرنے مین دروغ گو بنتا ہے تو کوئی حدیث بے تحقیق اور بدون
علم کے روایت کرنے مین اوسکا کیا حال ہوگا ؛ پھر اس زمانہ مین بھی اگر
راوی چاہتا ہے کہ کسی حدیث کو خود تحقیق کرے تو اوس پر واجب و ضرور ہے
کہ اپنے اوستاد سے یعنے جس سے اوس حدیث کو سنا اوس سے لیکر صحابی
تک جتنے راوی گذرے ہین ہر ایک کا حال الگ الگ کما حقہ اوسی طور سے
کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کرے ؛ پھر جب ہر ایک راوی کا حال بالتفصیل
یعنے عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کی یقین سے معلوم ہو جاوے
تب وہ حدیث اوسکے حق مین ثابت ہوگی ؛ اور اگر ایک راوی کے حال مین
بھی شبہہ گذریگا یعنے اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم یا ضبط یا حفظ
مین یقین نہوگا تو اوس حدیث مین بھی شبہہ ہوگا اور اوسکے حق مین وہ حدیث
ثابت نہوگی ؛ پھر اس زمانہ مین سب راویونکا حال دریافت کرنا بہت مشکل
ہے بلکہ متعذر ہے ؛ کیونکہ کس قدر لوگ گذرے ہین کہ اونکے احوال جبتک تو ترسے
نوکیا معلوم ہوں گے نام بھی اونکا مشہور نہین ہے ؛ اور سابق مذکور ہوا ہے کہ راویونکے

حال کو بالیقین جاننا ضرور ہے ؛ اور یقین سے جاننے کی دو ہی صورت ہے
یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت مین رہے یا خبر تواتر سے سنے ؛ اور بعضے
لوگون سے اوسکا حال سنا یا کسی کتاب تواریخ مین دیکھنا کفایت نہین کرتا ؛
پہر جب یہ معلوم ہوا تب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر مین دیکھنا
یا صرف کسی عالم معتمد سے سنا کسی کے حق مین کافی نہوگا ؛ کیونکہ اوسکے
حق مین ثابت ہونی موقوف اس بات پر ہے کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق
سے احوال سب راویون کا بالیقین معلوم کرے ؛ اور ان دونون صورتون
مین راویونکا حال کچہ ثابت نہوا ؛ اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس
شخص کے حق مین ثابت ہوا کہ جس نے اوس کتاب کو جمع کیا تہا یا خود یاد
رکہا تہا ؛ طالب کے حق مین تو یہ ضرور ہے کہ سب کا احوال خود تحقیق کرکے
اور تواتر سے سنے تب اوسکے حق مین ثابت ہوگا ؛ اور اس مقام کے بیان
اور تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجھے اور نہ کہے کہ اس تقدیر مین کسی کتاب حدیث
بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نہ رہا اور سب مین شک و شبہہ پڑ گیا سو جواب اوسکا
یہ ہے کہ فرق ہے درمیان تحقیق اور تقلید کے یعنے کسی حدیث کے پانیکا
دو طریق ہے ؛ ایک یہ کہ طالب آپ تلاش کرکے ثابت کرے ؛ دوسرا یہ
کہ کسی عالم محقق کی پیروی کرے خواہ اوسکی زبان سے سنکر یا اوسکی کتاب
مین دیکھکر ؛ اور سابق جو مذکور ہوا تحقیق کا بیان تہا اور تقلید کی صورت دوسری

ہے ❊ پھر اگر ایک شخص نے کسی عالم محقق پر اعتماد کرکے اوس کی کتاب
مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی یہ
نسبت اوسکے مصنف کی تقلید ہوئی اور اوس عالم کی صرف پیروی ٹھہری
اپنی کچھ تحقیق نہوئی ❊ پھر اس زمانے مین جو شخص آرزو رکھے کہ تقلید کسی مجتہد
کی نکرے بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوے عمل کرے تو یہ ہوس اوسکی
ہرگز حاصل نہوگی ❊ کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرنے مین اوسکو کسی عالم
کی تقلید کرنی ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی تو
جس سے بھاگیگا آخر کو اوسی مین جا گریگا ❊ اور دوسری بات یہ ہے کہ
بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نے کسی عالم کی تقلید کرکے اوسکی کتاب پر اعتماد
کرلیا اور تقلید کے لحاظ سے حدیث پر اس کتاب کی اعتقاد کیا ❊ لیکن
حدیث کی مراد کو سمجھنے کے واسطے اور اُس سے حکم نکالنے کے لیے جو جو
شرطین ضرور ہین جیسا کہ آگے مذکور ہونگین کہان سے حاصل کریگا ❊
آخر کو گھبرا گھبرا کر لاچار ہوکے اوس حدیث کی مراد سمجھنے اور حکم نکالنے
مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور ہوگی ❊ تو حقیقت مین پہر
تہا اوتہکانا اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا ❊ تو پھر ابتدا ہی سے اوسنے
کیون نہین اپنے اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی تھی ❊ اور افسوس
صد افسوس ہے اوسکے حال پر کہ جو شخص امام اعظم مجتہد مقدم کی تقلید سے

انکار کرے اور عار رکھے اور پھر آخر مین دوسرے عالم کی کہ جنکو نسبت
شاگردی کی بھی ان حضرت رح کے ساتھہ نہین ہے تقلید کیوے * خدا
ہمکو اپنی پناہ مین رکھے ایسی حماقت اور ضلالت سے * اور امام ابوحنیفہ
رح نے جو فرمایا ہے کہ اُترکُوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اوسکے معنی
یہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہم نے اپنے اجتہاد
سے کہا ہے اُسکو چھوڑ دو * پھر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع
کے موافق ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہے بلکہ حکم خدا اور
رسول کا ہے اوسکو چھوڑنے کے کچھہ معنے نہین * پس جو حکم اجتہادی امام کا ہے اوسکی
بہ نسبت امام نے یہ فرمایا ہے * لیکن یہ کلام امام کا حکم ہر خاص و عام کے حق مین
نہین ہے کیونکہ اگر عام ہوتا تو یون فرماتے یترک قولی کل من سمع خبر الرسول یعنے جو
کوئی کہین سے کوئی حدیث سنے تو چھوڑ دے ہماری قول کو * بلکہ یہ حکم امام کا خطاب
خاص ہے اپنے شاگردون کے لیے کہ جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تہا اور اونکو
لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل کرنے کی تہی جیسے امام ابی یوسف و امام محمد اور امام
زفر وغیرہ اسواسطے کہ حدیث پر عمل کرنے کیواسطے ایک شرط جو سابق مذکور ہوئی
اوسکے سوا اور بھی بہت سی شرطین ہین کہ آگے مذکور ہونگی * اور اون سب
شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر ممکن ہے بلکہ اس زمانے کے عالمون مین
بھی متعذر ہے * لیکن خدا تعالیٰ قادر ہے کہ کسی کو وہ رتبہ اپنے فضل سے

عنایت کرے ؛ جیسا کہ جواب سابق مین شرح سفر السعادت سے منقول
ہوا پھر اگر کوئی اس مقام کو دیکھکر شبہہ کرے اور کہے کہ جب مقلد کو حدیث
پر عمل کرنا درست نہین ہے تو پھر سابق کے مسلون مین حدیثون سے
کیون تم دلیل لائے ہو ؛ تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ہم نے اون مسلون کو
کہ سابق ذکر کیا ہے اوس سب کو ہمارے امام نے قرآن و حدیث
سے استنباط کیا اور فقہ کی کتابون مین ثابت ہوا ہے ؛ لیکن چونکہ بعضے
لوگ کہتے ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط ہے حدیث سے ثابت نہین ہے
اسواسطے ہم نے اون مسلون کی دلیل کو حدیثون سے جن جن کتابون
سے پایا بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسلون مین شبہہ نپڑے ؛ اور جو مسئلہ کہ
امام سے ثابت ہوا ہے صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کے حق
مین ممنوع نہین ہے ؛ اسکے بعد یہ جانو کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث کو
اوس کتاب مین پاوے کہ جمع کرنے والا اوسکا حنفی نہو جیسے اکہ مشکوٰۃ
اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سے خالی نہین ہے ؛ یا تو امام اعظم کے
قول کے موافق ہوگی یا مخالف ؛ اگر موافق ہوئی تو کچھ حرج نہین اور اگر مخالف
ہوئی تو اس حدیث پر عمل کرنا حقیقت مین اس عمل کی بنسبت اوسکی
مصنف کی تقلید کرنی ہوئی ؛ اور امام اعظم کی تقلید سے منہ پھرانا ؛ حالانکہ
اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوئی وجہ نہین ہے اسواسطے کہ امام اعظم کا

قول ہی البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سے ثابت ہے صراحۃً
ہو یا ضمناً ہو ۔ اور یہ گمان نہین ہو سکتا ہے کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم
ہوتی امام نے اپنے قیاس سے کہا ہو ۔ کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جائز
ہوتا ہے کہ قرآن اور حدیث اور اجماع مین نہ پایا جاوے ۔ اور یہ شبہہ بھی
محض بے جا ہے کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہنچی تھی اس واسطے
کہ اوس زمانے مین بہت سے صحابی موجود تھے اور وہ زمانہ تابعین کا تھا
اور لوگ حدیثونکو صرف زبانی یاد رکھتے تھے اور ڈر سے بھولنے کی عالمون
مین اکثر چرچا اوسکا رہتا تھا ۔ تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی اور حضرت
کا بھی عمل اوسپر ہوتا تو ظاہر یہی ہے کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتی اور
لوگون کے عمل مین آتی پھر صرف یہ گمان اور شبہہ کر کے امام اعظم کی تقلید
سے بھاگنا اور دوسرے محدث کی طرف دوڑنا دین مین کھیل کرنا ہے
نعوذ باللہ منہ ۔ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہے کہ ترجیح امام اعظم کے قول کو ہی
اسواسطے کہ امام اعظم کا زمانہ حضرت سے بہت قریب تھا ۔ وہ اس زمانے
مین تھے کہ جس کی خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہے کیونکہ
وے تابعین سے تھے اور بیس صحابی سے انکو ملاقات ہوئی اور سات
صحابی سے انہون نے حدیث روایت کی ۔ جیسا کہ درمختار کے خطبے
مین لکھا ہے اور تین سو تابعین سے حدیث کو سنا ۔ اور کئی صندوق حدیث

کی کتابون کے اوسکے پاس تہے جیساکہ شرح سفر السعادت کے خطبہ مین
رقوم ہوا ہے ؛ پہر ظاہر یہی ہے کہ جس قدر انکو حدیث صحیح پہنچی تہی
اور جتنی انکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی تہی باقی مجتہدونکو اور حدیث کی کتاب
جمع کرنے والونکو جو اونکے بعد ہوے ایک کو بہی یہ بات حاصل نہتی ؛ پہر
جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہوگی تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف
یا منسوخ یا اول کسی تاویل کرکے جیساکہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی
شرح سفر السعادت سے مذکور ہوئی ؛ چنانچہ امام اعظم کے بعد ہزارون
علما و فضلا نے جو امام اعظم کے مسائل اور دلائل کو حدیث کی کتابون
سے ملایا تو اگر کبہی کسی حدیث کو اُن کے مذہب کے خلاف پایا تو آخر
بعد تحقیق کے یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تہی یا ضعیف یا منسوخ یا
اول یا اسکے مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہے جیساکہ آمین
بالجہر کی اور رفع یدین کی حدیث کا بیان سابق مذکور ہوچکا ہے ؛ اور اسی
طرحسے جتنی حدیث مخالف ہین سب کا یہی حال ہے ؛ تفصیل اسکی فقہ
کی بڑی بڑی کتابون مین ہے جیساکہ فتح القدیر اور بحر الرائق اور مواہب الرحمان
اور تبیین الحقائق اور کافی اور شروح ہدایہ اور تخریج الہدایہ وغیرہ ؛ جسکو اس
بات مین شبہہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچھ علم رکہتا ہے تو چاہئیے کہ وہ فقہ اور اصول
فقہ کی کتابین دیکہے ؛ اور اگر وہ شخص جاہل ہے تو اوسکے حق مین اسیقدر

کافی ہے کہ بیشمار علما اور بے حساب ولیاون کے مقلد تھے اور مرتے
دم تک انہین کی پیروی کرتے رہے ؛ اور تمام جہان کے مسلمانون
مین تخمیناً تین حصے حنفی ہونگے اور ایک حصہ اور مذہب اسلے ؛ اور مکہ معظمہ
اور مدینہ منورہ کہ اصل مقام دین شریعت کا ہے حاکم اور قاضی اور مفتی
وہان کے امام اعظم کے مذہب کے موافق احکام شرع کو جاری کرتے
ہین ؛ اور پہلا امر یعنے یقین کرنا کہ یہ کلام حدیث ہے جیسا اسمین راوی
کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضرور ہے ؛ ایک
اور امر بہی ضرور ہے ؛ اور وہ یہ ہے کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی نے آیا
حضرت کے قول کو بالفاظ اور بعبارتہ یعنے بدون تغیر اُسکے لفظون کے
نقل کیا ہے یا اپنی سمجہ کے موافق مطلب اسکا اپنی عبارت مین ادا
کیا ہے ؛ اگر اول ہے تو مقبول ہے اور اگر ثانی ہے تو پہر دو حال سے
خالی نہین ہے ؛ اگر راوی مجتہد ہے تو مقبول ہے اور نہین تو مردود
کیونکہ اکثر کلام حضرت علیہ السلام کا جوامع الکلم ہے ؛ یعنے لفظ تہوڑے
اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر ؛ پہر جو مجتہد ہے تو البتہ
حضرت کی مراد کو سمجہ سکتا ہے اور غیر مجتہد اُن سب معانی کو ضبط نکر سکیگا
او بعض حضرت کی اکثر نہ سمجہیگا تو پہر کر غلطی مین پڑ جایگا ؛ اس لیے اونکی
روایتہ پر اعتماد نہین ؛ جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین ہے وعن ابن

مسعود رضی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِی فَحَفِظَہَا
وَوَعَاہَا وَاَدَّاہَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ غَیْرِ فَقِیْہٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ھُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ الحدیث
تروتازگی دیوے خدا اوس بندیکو کہ جسنے سنا ہمارے کلام کو پہر یاد کیا اوسکو
جیسا سنا اور نگاہ رکہا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگون کو آخر تک وعن ابن مسعود رض
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَءً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ
کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ سَامِعٍ یعنے تازگی بخشی خدا اوس مرد کو جس
نے سنا مجہسے کوئی کلام پہر پہنچایا اوسکو جیسا سنا تہا سو بہت پہنچائے گئے
زیادہ یاد رکہنے والے ہوتے ہین سننے والے سے ؛ اور مشکوۃ کی شرح
مین شیخ عبد الحق دہلوی نے لکہا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہیے اور نقل بالمعنی
مین علما کا اختلاف ہے ؛ لیکن مختار یہ ہے کہ اگر راوی کلمات کے موارد
کو اور عبارت کے استعمالات کو اور الفاظ کے مقامات کو اور کلمات کے
محاورات کو اور نکات اور اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال
صداقت اور لیاقت رکہتا ہو تو جائز ہے اور نہین تو درست نہین ؛ اسکے
بعد دوسرا امر یعنے اس حدیث کی مراد سمجہنی بہت سے امر پر موقوف
ہے اس مقام مین بطریق مثال کے چند امور ذکر کیے جاتے ہین ؛ اور
وے شرطین کہ جنکا مضمون دقیق ہے اور عوام کو اونکا سمجہنا دشوار ہے

یہان ذکر نہین کیا گیا بلکہ اسکو اصول فقہ اور اصول حدیث کی کتابون پر
حوالے کیا گیا ؛ پہلا یہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہیے کہ اہل فصاحت
اور بلاغت سے ہو اور اپنی زبان دانی مین مہارت تام اور مشق کامل
رکہتا ہو ؛ اور اگر عربی سے ایسا ماہر نہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت
اور بلاغت کے قواعد کو خوب ضبط رکہے اور اصطلاحات اور محاورات
اور استعمالات کو خوب جانے تاکہ لفظی معنے کو اولا سمجہے جیساکہ مائۃ المسائل
مین ہے حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین لکہا ہے اَلْبِدْعَۃُ مُنْقَسِمَۃٌ اِلَی
اَلْاَحْکَامِ الْخَمْسَۃِ لِاَنَّھَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَی الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِیَّۃِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ
مِنْ تِلْکَ الْاَحْکَامِ فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَۃِ عَلَی الْکِفَایَۃِ اَلْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُومِ الْعَرَبِیَّۃِ
اَلْوَاجِبَۃِ الْمُتَوَقِّفِ عَلَیْہَا فَہْمُ الْکِتَابِ کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَۃِ وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ
یعنے بدعت کی پانچ قسم ہین ؛ حرام مکروہ واجب مستحب مباح
کیونکہ جب اوسکو نسبت کیا جاوے قواعد شرعیہ کی طرف تب خالی
نہوگا ایک ان پانچ احکام سے ؛ پہر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم
سے ہے سیکہنا علوم عربیہ کو جو موقوف ہے اس پر سمجہنا قرآن کا
جیسا صرف نحو لغت معانی بیان ؛ اور ایسا ہی سمجہنا حدیث کا بہی موقوف
ہے ان سب علمون پر ؛ اور مائۃ المسائل مین ہے قَالَ الْقَسْطَلَانِیُّ فِیْ
شَرْحِ الْبُخَارِیِّ فِیْ بَیَانِ اَحْوَالِ اَبِی الْاَسْوَدِ حَاتِمِ بْنِ عُمَرَ وَبْنِ سُفْیَانَ اَلدُّئَلِیِّ

وَہُوَ اَوَّلُ مَن تَکَلَّمَ فِی النَّحوِ بَعدَ عَلِیِّ بنِ اَبِی طَالِبٍ رض ؛ کہا قسطلانی نے شرح بخاری میں احوال میں ابی الاسود حاتم کے کہ وہ شخص پہلا ان لوگون کا ہی جسنے بعد حضرت علی کے علم نحو مین کلام کیا یعنی سب کے پہلے تو حضرت علی رض نے علم نحو کو تصنیف فرمایا ہی اونکے بعد اور لوگون کی بہ نسبت ابی الاسود نے علم نحو کو جمع کیا ؛ اور اسی بات المسائل مین ہے ؛ وفی الدر المنثور عن ابی بکر محمد ابن القاسم الانباری فی کتاب الوقف وابن عساکر فی تاریخہ عَن ابنِ اَبِی مُلَیکَۃَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ اَن لَّا یُقرِءَ النَّاسَ اِلَّا عَالِمٌ بِاللُّغَۃِ وَاَمَرَ اَبَا الاَسوَدِ بِوَضعِ النَّحوِ تفسیر درمنثور مین ہے ابی بکر محمد ابن قاسم رض سے کتاب الوقف مین اور ابن عساکر سے کتاب تاریخ مین ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا حکم کیا عمر رض نے کہ قرآن نہ پڑہاوے آدمیونکو مگر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا ؛ اور حکم کیا انہون نے ابی الاسود کو تصنیف کرنیکو علم نحو کے ؛ اور کہا ہے حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین پانچوین حدیث کی شرح مین ؛ وَاَمَّا مَا لَا یُنَافِی ذٰلِکَ بِاَن یَّشہَدَ لَہٗ شَیئٌ مِّن اَدِلَّۃِ الشَّرعِ اَو قَوَاعِدِہٖ فَلَیسَ یَرِدُ عَلٰی فَاعِلِہٖ بَل ہُوَ مَقبُولٌ مِّنہُ کَاستِخرَاجِ عُلُومِ اللُّغَۃِ وَالنَّحوِ وَالمَعَانِی وَالبَیَانِ فَذٰلِکَ کُلُّہٗ مَعلُومٌ حُسنُہٗ ظَاہِرٌ فَائِدَتُہٗ یُعِینُ عَلٰی مَعرِفَۃِ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَفَہمِ مَعَانِی کِتَابِہٖ وَسُنَّۃِ رَسُولِ اللّٰہِ صلعم اَی مَامُورٌ بِہٖ وَکَوَضعِ المَذَاہِبِ وَتَدوِینِہَا فَاِنَّہٗ مَقبُولٌ مِّن فَاعِلِہٖ مُثَابٌ مَمدُوحٌ عَلَیہِ خلاصہ یہ ہے جو بدعت کہ کسی دلیل شرع کے موافق ہو تو وہ ۔ ۔ ۔ وہ نہین بلکہ مقبول ہے جیسا علم

لغت نحو معانی بیان کی حسن اس سب کا معلوم اور فائدہ اسکا ظاہر ور
کلام اللہ کی دریافت اور قرآن اور حدیث کے معنی سمجھنے پر مددگار ہے
تو یہ سب بھی شرع کا حکم ہے اور اسی طرح سے سب مذہب کو جمع
اور مقرر کرنا اور اوسکو جمع کرنا شرع مین مقبول ہے اور فاعل کو اسکی
آخرت مین ثواب اور دنیا مین تعریف ہے ؛ پہر اُسکے بعد مراد اور غرض
حضرت علیہ السلام کی سمجھنے مین اور بہت سی چیزین بھی ضرور ہین ؛
منجملہ ان شروط کی یہ ہے کہ کلام کے سیاق کو دریافت کرے یعنی اوسکی
رویہ اور روش کو بخوبی سمجھے اسواسطے کہ بہت سے الفاظ حدیث اور قرآن
کے ہین کہ اگر صرف اُسی ایک جملے مین نظر کیجے تو ایک معنی سمجھی جاتے ہین
اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجے تو مراد اُس کلام کی دوسری
معلوم ہوتی ہے ؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب تیمم مین ہے ؛ خلاصہ اسکا
یہ ہے کہ کہا جابر نے نکلے ہم لوگ کسی سفر مین پہر ہم لوگون مین سے
ایک مرد کا سر پتھر سے ٹوٹا اور بعد اسکے اوسکو احتلام ہوا تب اسنے
ہمراہیون سے اپنے پوچھا کہ آیا تم سمجھتے ہو کہ تیمم ہمارے واسطے درست
ہے ؛ بولے کہ تیرے واسطے تیمم درست نہین اسواسطے کہ تیرے پاس پانی موجود
ہے ؛ اور خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدا طیباً
اگر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو ؛ الغرض لوگون نے صرف اسی آیت پر نظر کی

تھا کہ تیمم تجھکو درست نہین ؛ تب لاچار ہوکر اوسنے غسل کیا پھر پانی
اوسکے زخم مین سرایت کر گیا آخر کو وہ مر گیا ؛ جابر رض کہتے ہین کہ
جب ہم سب حضرت علیہ السلام کے نزدیک پہنچے اور حضرت نے اس
قصے کو سنا تو فرمایا قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَا سَاَلُوا اِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ
السُّؤَالُ یعنے فتوی دینے والون نے اوسکو مار ڈالا خدا تعالی انکو مارے
چونکہ اونھون نے بے علم فتوی دیا اسواسطے حضرت نے ان کو بد دعا دی
اور فرمایا کہ اگر تم علم نہین رکھتے تھے تو کس واسطے علما سے نہین پوچھا
دوا نہین ہے نادانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچھنا عالم سے
خلاصہ اس قصہ کا یہ ہے کہ اون لوگون نے صرف اس ایک آیت کو
ملاحظہ کرکے حکم دیا اور آیت کی آگے اور پیچھے کو نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی
پہلے اوسکے فرماتا ہے ؛ وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یعنے اگر تم بیمار ہو یا
سفر مین ہو ؛ اور پیچھے اوسکے فرماتا ہے ؛ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ
یعنے خدا تعالی ارادہ نہین کرتا ہے کہ کوئی حکم تم پر کرے کہ جس مین تم
پر سختی اور تنگی ہو ؛ پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا
ہے کہ مراد اس آیت یعنے فلم تجدوا ماء سے یہ ہے کہ تمکو پانی کے استعمال
پر قدرت نہو تو اس تقدیر پر تیمم درست ہے ؛ تو معلوم ہوا کہ اس شخص
زخمی کے حق مین تیمم درست تھا اور اسی واسطے حضرت علیہ السلام نے

ناخوش ہوکر اُن کو بددعا دی نعوذ باللہ من غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؛
خدا بچاوے ایسی نادانی سے کہ حضرت علیہ السلام کی بددعا مین پڑے ؛ اس حدیث
سے کئی فایدے حاصل ہوے ؛ پہلا یہ کہ بعضا کلام اللہ تعالیٰ کا اگلی یا پچھلی
بات سے علاقہ رکھتا ہے کہ جب تک اوسکو نہ ملایئے تو مراد اوسکی نہین سمجھی
جاتی ؛ دوسرا یہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کے مطلب سمجھنے کا نہو اگرچہ
لفظی معنے سمجھتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان بھی ہو لیکن اوسکے ساتھ بھی اوسکو قرآن
سے اپنی سمجھ کے موافق مسئلہ دینا درست نہین ہے ؛ اور تیسرا یہ کہ جسکو
قابلیت قرآن کی مراد سمجھنے کی نہو تو وہ کسی عالم سے پوچھے اور اپنی راے
اور اپنی عقل ناقص کو قرآن مین دخل نہ دیوے ؛ اور چوتھا یہ ہے کہ اگر کوئی
بے علم کسی کو غلط مسئلہ بتاوے اور اس مین گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانی
والے پر پڑتا ہے ؛ اور پانچوان یہ ہے کہ جو کوئی ایسا کریگا تو وہ حضرت پیغمبر خدا
کی ناخوشی اور دعاے بد مین پڑیگا ؛ اور ظاہر ہے کہ جب وہ حضرت کی
بددعا مین پڑا تب عذاب الٰہی مین ضرور گرفتار ہوا ؛ نعوذ باللہ من غضب اللہ
ومن سخطہ. رسول اللہ ، اور مشکوٰۃ کی کتاب العلم مین لکھا ہے ؛ اور یہ حدیث
عمر ابن شعیب کی طویل ہے جس قدر یہان درکار ہے لکھا جاتا ہے فما علمتم منہ
فقولوا وما جہلتم فکلوہ الی عالمہ یعنے حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے
جو بات قرآن سے جانو تو کہو اور جو نجانو تو اوسکو اوسکے عالم کیطرف سونپو

اور اوسی کتاب مین ہے عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ یعنے جوکوئی فتوی دیا جاوے بدون
علم کے تو گناہ اوسکا اوس پر ہے کہ جس نے اسکو فتوا دیا ہے اب غور کرکے سمجھا چاہیے
کہ اصحاب حضرت کی اہل زبان تھے قرآن اور حدیث کو خوب سمجھتے تھے کیونکہ اونہین
کی زبان کی موافق قرآن اور حدیث وارد ہوا تھا باوجود اسکے جو لوگ کہ علم
اور فہم کامل نہین رکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مسئلے نکالنے کو اور فتوا
دینے کو منع فرمایا اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا پھر جو شخص عجمی
ہو اور صرف نحو بلاغت کے قواعد سے بھی واقفیت نرکھتا ہو اور لغت
عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات و استعمالات پر بھی مطلع نہو اور وے
علوم کہ قرآن اور حدیث کے سمجھنے کے واسطے ضرور ہین اوس سے
تو محض ناواقف ہو صرف ترجمہ قرآن اور حدیث کا پڑھا ہو تو ایسے کو فتوی
دینا اور قرآن اور حدیث سے مسئلہ نکالنا بے شبہہ حرام ہے اور جب
کہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونے کے حضرت علیہ السلام کی
بدون علم بہک گئے تو پھر ایسے لوگ کہ انکو زبان عربی سے بھی کچھ مناسبت نہو تو
کیا عجب ہے کہ حضرت کی لغت مین پڑ جاوین اعوذ باللہ منہا بلکہ ایسا شخص
خود گمراہی مین پڑکر دوسرونکو بھی گمراہی مین ڈالیگا جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب

احمد ... عن عبد اللہ بن عمرو رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا مُتَّفَق

علیہ خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہ ہے کہ آخر زمانے مین علما نہین رہینگے اوسوقت لوگ جاہلونسے مسئلہ پوچھینگے ؛ تب وہی جہال بدون علم کے فتوا دینگے پہر وے آپ گمراہ ہونگے اور دوسرونکو بہی گمراہ کرینگے

؛ تعوذ باللہ منہما پہر جانو کہ قرآن کی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ مراد اونکی سمجہنی موقوف ہے اگلی یا پچہلی بات پر ؛ اور اکثر ایسا بہی واقع ہوتا ہے کہ راوی صرف ایک ٹکڑا حدیث کے نقل کرتا ہے اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو چہوڑ دیتا ہے ؛ یا اس سبب سے کہ باقی کو بہول گیا یا اس جہت سے کہ اوس راوی نے اوسی قدر سنا تہا ؛ لیکن جب اوسکی روایت کو دوسرے راویون کی روایت سے ملایا جاتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے ماقبل یا مابعد یہ جملہ بہی ہے ؛ تو اگر کوئی صرف حدیث کے اسی ٹکڑے پر نظر کرے تو ایک مراد سمجہی جاتی ہے ؛ لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مراد نہین ہے بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہے ؛ جیسا کہ یہ حدیث مشہور اکثر حدیث اور فقہ کی کتاب مین ہے انما الاعمال بالنیات تو اس کلام کے ظاہر سے یہی سمجہا جاتا ہے کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہے ؛

یعنے حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف نیت پر ہے ؛ اگر کسی عمل میں
نیت پائی جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہے اور ثواب بھی ملتا ہے ؛ اور
اگر نیت پائی نجاوے تو عمل باطل ہے یعنے نہ صحت اور نہ ثواب ؛ جیسا
کہ امام شافعی رح اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہیں ؛ مثلاً اگر وضو
مین نیت نکرے تو وہ وضو صحیح نہین ہے اور ثواب بھی نہین اور اس
سے نماز بھی درست نہین بلکہ دوسری بار وضو نیت کے ساتھ کرنا فرض
ہے ؛ اور امام اعظم رح اس حدیث کے معنی یون فرماتے ہین کہ جزا
ہر عمل کی موقوف نیت پر ہے ؛ یعنے حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت
پر ہے ؛ یعنے اگر نیت ہو کہ یہ کام خدا کی رضا کے واسطے کرتے ہین تو ایسا
ثواب ہے اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہین ہے ؛
مثلا وضو مین اگر فرمان برداری خدا کی نیت ہو تو ثواب ہے اور اگر ایسا
نہو برابر ہے کہ اصلا نیت نہو جیسا کوئی تالاب مین بے قصد کے گر پڑا
اور وضو کے اعضا کا غسل اور مسح ہو گیا ؛ یا نیت اور کسی امر کی کیا ہو
جیسا ٹھنڈا ہونا یا ماندگی کو دفع کرنا یا بدن کا میل دھونا یا غیر اوسکا اس میں
ثواب نہین لیکن وضو درست ہے ؛ نماز اس وضو سے جائز ہے
دوسری بار وضو کرنے کی ضرورت نہین ؛ پھر جب اس حدیث کو پہلی
کلام سے کہ بعد اس عبارت کے ہے ملایا جاتا ہے تب صاف معلوم

ہوتا ہے کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہے حق ہے کیونکہ صحیح اوس سے یہ
مضمون ہے کہ ہر مرد کے واسطے وہی چیز ہے جو نیت کریگا؛ پھر جس
نے ہجرت مین خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہی
یعنی ثواب ہے؛ اور جس نے ہجرت مین دنیا کی نیت کی تو اوسکو وہی
دنیا ہی یعنی کچھ ثواب نہیں؛ جیسا کہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث میں ہے عن عمر بن الخطاب رضی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لامرئ ما نوی
فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن
کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او امرأۃ یتزوجہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ متفق
علیہ ترجمہ اسکا موافق شرح شیخ عبد الحق دہلوی کے یہ ہے کہ اعمال
سب نیت سے معتبر ہیں؛ اور نہیں ہے ہر ایک مرد کو ثواب مگر وہ جو
نیت کیا ہو اُسنے؛ پھر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا
کی طرف ہو یعنے خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت ہو تو پھر ہجرت
اوسکی خدا اور رسول خدا ہی کی طرف ہے یعنے ثواب بہت ہے؛
اور جو شخص کہ ہجرت اوسکی دنیا کی طرف ہو تا کہ وہ اوسکو پاوے یا کسی
عورت کی طرف تا کہ اوسکو نکاح کرے تو پھر اوسکی ہجرت اوسی چیز کیطرف
ہے جس کیطرف ہجرت کی یعنے کچھ ثواب نہیں؛ ترجمہ تمام ہوا؛ پھر
قرینے سے اس پچھلی عبارت کے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس حدیث

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سے وہی ہے کہ جو امام اعظم فرماتے ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام
نے یہی فرمایا ہے کہ جس کی ہجرت للہ اور للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے ؛ اور
اگر للہ اور للرسول نہو تو ثواب نہین ؛ پھر اگر حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کے
معنے یہ ہوتے کہ کوئی عمل بے نیت کے صحیح نہین تو آپ یون فرماتے کہ مَنْ کَانَتْ
ہِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا فَبَطَلَتْ ہِجْرَتُہٗ اَوْ قَالَ لَیْسَ اَجْرًا لَہَا یعنے جس نے ہجرت کی دنیا کے واسطے
تو باطل ہوئی ہجرت اوسکی ؛ یا یون فرماتے کہ دوسرے کی ہجرت کرے اس واسطے
کہ ہجرت اوسوقت مین فرض تھی ؛ اور منجملہ اسکے یہ ہے کہ مورد یعنے محل حدیث
کا جانے کیونکہ بہت حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتے ہین ؛ پھر بعضی حدیث
محل خاص مین وارد ہے حالانکہ حدیث کی عبارت مین اُس محل خاص کا
کچھ بیان نہین ہوتا ؛ تو اس صورت مین اوس حدیث کی مراد سمجھنے کے واسطے
اوسکے مورد کو جاننا ضرور ہے ؛ جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رض
قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ یعنے نہین واجب ہے غسل مگر منی
کے نکلنے سے اب ظاہر ہے اس حدیث کے یہی سمجھا جاتا ہے کہ اگر دخول
پایا جاوے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہین ؛ جیسا کہ بعضے آدمیون نے
صرف اس حدیث کے ظاہر کی طرف نظر کرکے یہی سمجھا تھا لیکن حقیقت مین
مورد اس حدیث کا احتلام ہے ؛ یعنے اگر کوئی خواب مین اپنے جماع کو دیکھے تو
غسل اوسپر واجب نہین ہوتا جب تک کہ انزال نہ پایا جاوے بخلاف جماع

حقیقی کے اگر آلت کا سر ہی داخل ہو تو غسل واجب ہے اگرچہ انزال نہو

؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب الغسل مین ہے قَالَ اِبْنِ عَبَّاسٍ رض اِنَّمَا اَلْمَاءُ مِنَ

الْمَاءِ فِي الْاِحْتِلَامِ یعنے یہ حکم کہ بغیر انزال کے غسل واجب نہین اگرچہ مطلق

ہے لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہے ؛ اور بعضے محدثون نے جو محل

اس حدیث کا معلوم نہین کیا تو کہا ہے کہ یہ حکم یعنے جماع مین بے انزال

کے غسل واجب نہونا ابتداے اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا ؛ اور منجملہ اوسکے

جاننا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا ابتدا سے اس قصے کے حضرت

کے حضور مین حاضر تھا یا درمیان مین یا آخر مین ؛ کیونکہ بسبب اختلاف مدت

راویونکے احادیث کی روایت مین بڑا اختلاف ہوتا ہے ؛ تو جو راوی ابتدا سے

انتہا تک حاضر ہوگا اس کی روایت پر اعتماد ہوگا اور اوسکی حدیث سے

مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا ؛ اور جو راوی ابتداے انتہا تک حاضر نہو

تو اوسکی روایت مین اکثر خلل اور نقصان ہوگا ؛ اور حضرت کی مراد ایسی حدیث سی سمجھی نہین

جاویگی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبیہ مین ہی ؛ عَنْ اِبْنِ جُبَیْرٍ رض قَالَ قُلْتُ لِاِبْنِ

عَبَّاسٍ رض عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ اَصْحَابِ رَسُولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي اِهْلَالِهِ حِيْنَ اَوْجَبَ

فَقَالَ اِنِّي لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِذٰلِكَ اِنَّهَا اِنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَسُولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَجَّةً وَاحِدَةً

فَمِنْ هُنَالِكَ اِخْتَلَفُوْا خَرَجَ رَسُولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰى

فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ اَوْجَبَهُ فِي مَجْلِسِهِ فَاَهَلَّ بِالْحَجِّ حِيْنَ

فرغ من رکعتیہ فسمع ذلک منہ اقوام فحفظہ عنہ ثم رکب فلما استقلت بہ ناقتہ

اہل وادرک ذلک منہ اقوام وذلک ان الناس انما کانوا یاتون ارسالا فسمعوہ

حین استقلت بہ ناقتہ یہل فقالوا انما اہل حین استقلت بہ ناقتہ ثم مضی فلما

علا علی شرف البیداء اہل وادرک ذلک منہ اقوام فقالوا انما اہل حین علا

علی شرف البیداء وایم اللہ لقد اوجب فی مصلاہ واہل حین استقلت بہ

ناقتہ واہل حین علا علی شرف البیداء اخرجہ ابو داود خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے

کہ ابن جابر رض سے روایت ہے کہ انہون نے کہا ابن عباس رض کو

کہ متعجب ہون مین اصحاب کے اختلاف سے کہ حضرت سنے کسوقت تلبیہ

کو شروع کیا تھا؛ تب ابن عباس رض سنے فرمایا کہ مین سب لوگون سے

اس امر مین خوب واقف ہون حضرت نے ایک بار حج کیا تھا یعنے حج بار

نہ تھا کہ ہر بار ایک ایک طور سے کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال

کو دیکھکر حکایت کرتے ہون؛ بلکہ سبب اختلاف کا یہ ہے کہ نکلے رسول خدا حج

کے ارادے سے پہر جب مسجد مین ذو الحلیفہ کی پہنچے تو دو رکعت نماز پڑہنے

کے بعد پہلا تلبیہ کہا پہر سنا اوسکو لوگون نے اور اوسکو اسی طرح یاد رکھا

اور روایت کیا؛ پہر اوسکے بعد آپ سوار ہوے اور جب اونٹ نے حضرت

کو اٹھایا تب تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسرے لوگون نے سنا اور ویسہی یاد رکھا

اور ویسہی اسکو نقل کیا؛ اوسکے بعد جب حضرت بلندی پر چڑہے تلبیہ کہا او

اوسکو تیسری قوم نے سُنا سو اُسی کو یاد رکہا اور حکایت کیا ؛ اور یہ اسواسطے
تہا کہ لوگ حضرت کے پاس جماعت جماعت متفرق آتے تہے جیسا جس نے
جسوقت سنا ویسا ہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا ؛ پہر جو شخص ابتدا سے
حضرت کے ساتہ تہا جیسے ابن عباس رض وے حقیقت حال پر مطلع
ہین اور روایت اونکی ٹہیک ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اگر کوئی حدیث
جواب مین کسی سوال کے واقع ہو تو ضرور ہے کہ سائل کی لفظون مین
تامل کیا جاوے اسواسطے کہ جواب موافق سوال کے ہوتا ہے ؛ پہر بعضی
حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف وس حدیث کی طرف نظر کی جاوے
تو ایک مطلب سمجہا جاتا ہے اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوے تو دوسری
مراد معلوم ہوتی ہے ؛ جیساکہ تیسیر الوصول کے باب حج النبیؐ مین
لکہا ہے اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُولَ اللّٰہِ صلعم اِنِّیْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ فَقَالَ
اِحْلِقْ وَلَاحَرَجَ وَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ یَارَسُولَ اللّٰہِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ
اِرْمِ وَلَاحَرَجَ اَلْحَدِیْث خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آیا حضرت کی پاس ایک مرد موسم
حج مین پہر کہا اوسنے یارسول اللہ افاضہ کیا مین نے سر مُنڈانے کی پہلے
؛ فرمایا حضرتؐ نے سر منڈا اور کچہ حرج نہین ؛ پہر دوسرا مرد حضرتؐ کے
پاس آیا اور کہا یارسول اللہ ذبح کیا مین نے رمی کے پہلے ؛ فرمایا رمی کر
اور کچہ حرج نہین ؛ اب ظاہر ہے اس حدیث کے معلوم ہوتا ہے کہ

حج کے افعال کو بے ترتیب یعنے مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنے مین کچہ گناہ
اور کچہ فدیہ نہین ہوتا ہے خواہ قصدا ہو خواہ بہول کر خواہ نادانستگی سے ہو
جیسا کہ بعضے لوگ ایسا ہی سمجہتے ہین : لیکن سائل کے لفظ کی طرف اگر نظر کیا
جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف بہولنے اور نادانستگی کی صورت مین
ہے اور بالقصد کی تقدیر مین نہین جیسا کہ مواہب لدنیہ مین ہے کہ صحیح مسلم
مین لکہا ہو روایت سے ابن عمرو بن العاص کی وَقَفَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلیٰ
رَاحِلَتِہٖ فَطَفِقَ نَاسٌ یَسْأَلُوْنَہٗ فَقَالَ الْقَائِلُ مِنْہُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَشْعُرُ اَنَّ
الرَّمْیَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْیِ فَقَالَ فَارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُہٗ یُسْأَلُ
یَوْمَئِذٍ عَنْ اَمْرٍ مِمَّا یَنْسَی الْمَرْءُ اَوْ یَجْہَلُ مِنْ تَقْدِیْمِ بَعْضِ الْاُمُوْرِ قَبْلَ بَعْضٍ وَاَشْبَاہِہَا
اِلَّا قَالَ اِفْعَلُوْا ذٰلِکَ وَلَا حَرَجَ الحدیث : خلاصہ یہ ہے کہ لوگ سوال کرتے
تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سو پوچہا ایک نے یا رسول اللہ مجہے
خبر نہتی کہ رمی پہلے ذبح کی ہے سو مین نے ذبح کیا پہلے رمی سے : پہر حضرت
نے فرمایا رمی کرو اور کچہ حرج نہین : اور جب کوئی حضرت سے سوال کرتا
تہا کہ کسی مرد نے بہول کر کے یا انجان ہو کر کوئی کام کیا یعنے پہلے کو پیچہے
یا پیچہے کو پہلے تب حضرت فرماتے تہے کہ کرو اور کچہ حرج نہین : اور منجملہ
اوسکے یہ ہے کہ سمجہے کہ یہ حکم علی الاطلاق ہے یا حکایت کسی کے حال
کی : کیونکہ راوی کبہی سمجہتا ہے کہ یہ حکم ہر حال مین ہے اور وہ ایسی روایت

کرتا ہے باوجود اس بات کے کہ واقع مین حضرت نے بطور قصے کے کسی کا
حال فرمایا ہے اور بظاہر الفاظ سے حدیث کے یہ معنی معلوم ہوتا ہے ؛ پھر
جو صرف عبارت پر حدیث کی نظر کریگا تو بڑی غلطی مین پڑیگا جب تک کہ قصہ
اس حدیث کا نجانے ؛ اور قصہ حدیثونکا متن حدیث مین اکثر مذکور نہین ہوتا
بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ مین مرقوم ہوتا ہے ؛ جیسا کہ مشکوۃ کی
باب البکاء علی المیت مین دو حدیث ہین کہ اون دونون کے ذکر کرنے
مین بہت طول ہوتا ہے اسواسطے صرف مثال کے لیے خلاصہ اون دونون
حدیثونکا مختصر کرکے لکھا گیا ؛ جب عائشہ رض کے نزدیک ذکر کیا گیا کہ عبد اللہ
بن عمر رض کہتے ہین اَنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ الْحَیِّ عَلَیْہِ ؛ یعنے مردہ عذاب
کیا جاتا ہے بسبب رونے زندے کے اسپر ؛ تب عائشہ رض نے فرمایا
کہ خدا مغفرت کرے عبد اللہ کی خبردار رہو کہ عبد اللہ نے قصداً جھوٹ نہین
کہا لیکن بھول گیا جو حضرت سے سنا یا خطا اس کی سنی مین یا سمجھنے مین واقع
ہوئی ؛ سو قصہ اوسکا یون ہے کہ یکبار حضرت گذرے ایک یہودیہ کی
قبر کے سامنے کہ اوسپر کوئی روتا تھا تب حضرت نے فرمایا کہ یہ لوگ
اوسپر روتے ہین اور حال اوسکا یہ ہے کہ وہ عذاب کی جاتی ہے
اپنی قبر مین ؛ اور ایک روایت مین اسقدر زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ
نے فرمایا کہ کافی ہے تمکو قرآن ؛ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ

وِزْرَ اُخریٰ یعنے کوئی نفس نہین اوٹھاویگا دوسرے کی بوجہ کو یعنے
ایک کا گناہ دوسرے پر نہ پڑیگا ❊ سو رونا اور نوحہ کرنا یہ گناہ زندیکا
ہے مردے پر کیون پڑیگا ❊ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ تمام آیتین احکام
قرآن کی اوسکی معنی اور مراد اور تاویل کے ساتہ خوب معلوم اور یاد
ہو کیونکہ بہت سی حدیثین ظاہر مین آیت قرآنی کے خلاف ہین تو اسپر
عمل جائز نہین مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے ❊ اور یہ بہی معلوم
ہو کہ وہ آیت پہلے اسکے نازل ہوئی تہی یا قرائن اور علامات اور تاویلات
سے تطبیق اون دونونکے درمیان ہو سکے ❊ یا اس حدیث کی ترجیح
اور قوت دوسرے کسی طور سے تحقیق اور ثابت ہو تو البتہ ایسی حدیث
پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کے واسطے بہت علم درکار
ہے کہ اس مقام مین گنجائش اوسکی نہین ہو سکتی ہے ❊ جیسا کہ توضیح
کو فصل النسخ مین اور تفسیر احمدی کے خطبے مین لکہا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَکْثُرُ لَکُمُ الْاَحَادِیْثُ مِنْ بَعْدِیْ فَاِذَا رُوِیَ لَکُمْ حَدِیْثٌ فَاعْرِضُوْہُ عَلٰی کِتَابِ
اللّٰہِ فَاِنْ وَافَقَہٗ فَاقْبَلُوْہُ وَاِنْ خَالَفَہٗ فَرُدُّوْہُ یعنے بہت حدیثین روایت
کی جاوینگی تمہارے واسطے ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کی
جاوے تمہارے واسطے کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پہر
اگر اوسکو موافق قرآن مجید کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو

ﷺ یہ حدیث اصول کی کتابون مین منقول اور بعض حدیث و تفسیر کی کتابون مین مروی ہے ﷺ اور بعضے محدثون کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہین ہے لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامون سے بہی معلوم ہوتا ہے

جیسا کہ نور الانوار کی بحث سنت مین ہے رَوَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ قَیْسٍ اَنَّ زَوْجَہَا

طَلَّقَہَا ثَلٰثًا وَلَمْ یَفْرِضْ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سُکْنٰی وَلَا نَفَقَۃً وَرَدَّہٗ عُمَرُ رض وَقَالَ

لَا نَدَعُ کِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّۃَ نَبِیِّنَا بِقَوْلِ امْرَاَۃٍ لَا نَدْرِیْ اَصَدَقَتْ اَمْ کَذَبَتْ اَمْ

حَفِظَتْ اَمْ نَسِیَتْ یعنے روایت کی ہے فاطمہ بنت قیس نے کہ اوسکی شوہر نے اوسکو تین طلاق دین اور رسول خدا نے اوسکی عدت کی نفقے وغیرہ کا حکم نہین فرمایا تہا ﷺ پہر عمر رض نے اوسکی روایت کو رد کیا اور کہا چہوڑ دینگے ہم کتاب پروردگار کو اور نہ سنت رسول خدا کو روایت سے ایک عورت کی کہ نہین دریافت کرتے ہین ہم کہ سچ کہا اوسنے یا جہوٹ اور یاد رکہا ہے اوسنے یا بہول گئی ﷺ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ احکام اجماع سے بہی واقف ہوا سواسطے کہ احکام شرع کی دلیل صرف قرآن اور حدیث ہی نہین ہے بلکہ اجماع بہی حجت ہے ﷺ جیسا کہ مشکوۃ کی

کتاب العلم مین ہے وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْعِلْمُ ثَلٰثَۃٌ

اٰیَۃٌ مُّحْکَمَۃٌ اَوْ سُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ اَوْ فَرِیْضَۃٌ عَادِلَۃٌ الخ اصول شریعت کے تین ہین

پہلا آیت محکم یعنے کتاب اللہ کہ جس سے حکم ظاہر ہو ﷺ اور دوسرا سنت

قائمہ یعنے حدیث کہ سند صحیح سے ثابت ہو؛ تیسرا فریضۂ عادلہ یعنے جو دلیل
کہ برابر ہے قرآن اور حدیث کے؛ تو یہ تینو واجب العمل ہین یہ اشارہ
ہے اجماع اور قیاس کی طرف؛ اور بعض حدیث کے ظاہر معنی بالاجماع
متروک ہین یعنے اتفاق سے سب علماؤ کے ثابت ہوا کہ اُس حدیث
کے ظاہر معنے مراد نہین بلکہ تاویل اوسکی دوسری ہے؛ پہر اس صورت
مین اس حدیث کے ظاہر معنے پر عمل کرنا خلاف اجماع کا ہوتا ہے اور
اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہے؛ اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور
ضلالت ہے؛ جیسا کہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہے وَالحَدِیثُ
اَلْوَارِدُ فِیہِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلْغِیبَۃُ تُفَطِّرُ الصَّائِمَ وَہُوَ مَاوَّلٌ
بِالْاِجْمَاعِ وَالفَتْوٰی بِخِلَافِ الْاِجْمَاعِ غَیْرُ مُعْتَبَرٍ یعنے قول پیغمبر کا کہ غیبت روزے
کو توڑتی ہے بالاجماع ماول ہے؛ اور تاویل اوسکی یہ ہے کہ غیبت
سے روزے کی فضیلت باقی رہتی ہے؛ اور فتوا دینا خلاف اجماع کے
باطل ہے؛ اور اسی واسطے اگر کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی
پہر اوس نے اُس حدیث کے ظاہر معنے کو اعتبار کر کے سمجھا کہ روزہ
اوسکا ٹوٹا پہر اوسنے قصداً کہانا کہا لیا تو اس صورت مین قضا اور کفارہ
دونون اُسپر واجب ہے؛ اور حدیث مین پانی کا عذر اوسکے حق مین
مقبول نہین ہے کیونکہ بالاجماع اس حدیث کے ظاہر معنے مراد نہین

جیسا کہ کفایہ کے اوسی مقام میں ہے فَظَنَّ اَنَّ الْغِیْبَۃَ فَطَّرَتْہُ فَاَکَلَ بَعْدَ

ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ الْقَضَاءُ وَالْکَفَّارَۃُ سَوَاءٌ اِعْتَمَدَ حَدِیْثًا اَوْ فَتْوٰی لِاَنَّ ہٰذَا الظَّنَّ وَ

الْفَتْوٰی فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِہٖ یعنے کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پہر گمان

کیا کہ اُس غیبت نے اوسکے روزے کو توڑا پہر یہ سمجھ کر کہانا کہایا تو اس

صورت مین قضا اور کفارہ دونون اس پر واجب ہے خواہ کسی حدیث پر

اعتماد کر کے روزہ توڑا ہو یا کسی عالم کا فتوی پاکر کہایا ہو اسواسطے کہ یہ

گمان اور فتوی سبے محل ہے ؛ تواب معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ

سے واقف نہو اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماول ہے اس کے ظاہر پر عمل

کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا ؛ اور یہ بہی معلوم ہوا کہ بعضے

حدیث کی معنی سمجہنا موقوف ہے مسائل اجماعی کے جاننے پر ؛ اور منجملہ

اوسکے یہ ہے کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکہے تو ایک معنی کو ترجیح دیوے

دوسری دلیلون سے ؛ اسواسطے کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہے کہ

ظاہر عبارت سے اسکے دو معنی مختلف سمجہے جاتے ہین تو جب تک اُس

حدیث کو قرآن سے یا اور دوسری حدیثون سے تطبیق ندیوین تو ہرگز

مراد اُس حدیث کی نہین سمجہی جاتی ہے ؛ تو جو کوئی صرف ایک حدیث

کی طرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ حدیث

ہے مشکوۃ کے باب القراۃ فی الصلوۃ مین لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ

الکتاب اس عبارت کے دو معنی ہو سکتے ہین ایک معنی تو یہ ہین کہ نہین
جائز ہے نماز اس شخص کی جو نہین پڑہتا ہے سورہ فاتحہ کو ؛ اور اس طرح
کی عبارت اور معنی دوسری حدیث مین بہی آے ہین جیسا کہ لا صلوٰۃ
لمن لا وضوء لہ یعنے نہین جائز ہے نماز اس شخص کی جسکو وضو نہین ہے ؛
جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہین ؛ اور دوسرے
معنے یہ ہین کہ نہین ہے فضیلت اور کمال نماز مین اوس شخص کی کہ نہین
پڑہتا ہے وہ سورہ فاتحہ کو اور اس طرح کی عبارت اور معنے دوسری حدیث
مین بہی آے ہین ؛ جیسا کہ لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد ؛ یعنے نہین کامل
ہے نماز مسجد کی ہمسایہ کی مگر مسجد مین ؛ اور اسی طور پر دوسری حدیث ہے
لا صلوٰۃ بحضرۃ الطعام یعنے نماز کامل نہین ہے جسوقت کہ کہانا سامنے حاضر
اور دل بہی راغب ہو ؛ پس جب کہ اس حدیث سے دو معنی کا احتمال
رہا اور کچہ قرینہ حدیث کی عبارت مین کسی معنی کی ترجیح کا نہین ہے
تب ضرور پڑا کہ اس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثون سے ملایا جاے
؛ تو بعد ملانے کے ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سے یہی ہے ؛ نہین
کمال ہے نماز کا بدون سورہ فاتحہ کے یعنے بے سورہ فاتحہ کے نماز ادا
ہوتی ہے لیکن کامل نہین بلکہ ناقص ؛ اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ رح
کا موافق اس آیت شریف فاقرؤا ما تیسر من القرآن کے ؛ ہے ؛

پڑہو جس قدر تمکو آسان ہو قرآن سے ؛ تو اس آیت سے معلوم ہوا
کہ کوئی سورہ معین اور فرض نہین ہے ؛ اور ایسی ہی حدیث مشکوۃ مین
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نماز تعلیم کرنے کے وقت فرمایا ہے فاقرءا
تیسر من القرآن ؛ اور دوسری حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر مین ہے

ثلث آیات یقرؤھا احدکم فی صلوتہ خیر لہ من ثلث خلفات عظام سمان ؛
یعنے تین آیتین ہین کہ جو پڑہے تم مین سے کوئی اسکو نماز مین اپنی تو بہتر ہے
اوسکے حق مین تین اونٹنی حاملہ موٹی سے ؛ تو اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ تین آیت جس سورہ سے ہو نماز مین پڑہنی کافی ہے ؛ اور جاننا چاہیے
کہ یہ حکم امام اور منفرد کے حق مین ہے اور مقتدی کو قراۃ حرام ہے ؛
الغرض اس حدیث کو اگر پہلے معنی پر حمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثون سے
تطبیق ہوتی ہے اور اگر پہلے معنی پر حمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثون کے خلاف
ہوتا ہے ؛ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک اوس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثون سے ملایا نجاوے تو
ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجھی جاتی ہے ؛ اور منجملہ اوسکو معلوم کرنا وجہ ترجیح
کو یعنے اگر دو حدیث آپس مین متعارض ہون تو دریافت کرنا کہ غالب کون
سے اور عمل کرنا کس پر صحیح ہے ؛ اور ترجیح بہت سببون سے ہوتی ہے
ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال کا بیان بہت دراز ہے یہان نمونہ
کیواسطے چند چیزین مذکور ہوتی ہین کہ کبھی ترجیح بعضی حدیث کو سبب ؛

موافقت کلام اللہ کے ہوتی ہے * یعنے دو حدیث مین اختلاف ہو تو قرآن
جس حدیث سے موافق ہو وہ راجح ہے * اور کبھی واسطے توافق حدیث
متواتر یا مشہور کے * اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث بعضے وقت
مین وارد ہے اور دوسری اکثر احوال مین * اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث
کے راوی اور فقیہ اور مجتہد تھے یا وے جو حضرت کی صحبت مین بیشتر حاضر رہتے
تھے تو اونکی روایت دوسرون کی نسبت سے غالب ہے * اور کبھی
بجہت تقدم اور تاخر کے یعنے حدیث موخر راجح ہے کیونکہ موخر ناسخ مقدم کی
ہے * جیسا کہ مسئلہ آمین کہنے کا بعد سورہ فاتحہ کے کہ اوسکے اخفا مین بھی حدیث
وارد ہے اور جہر مین بھی مروی ہے * پر حدیث اخفا کی کئی وجہ سے غالب ہے
* اول یہ ہے کہ حدیث جہر کی بعضے وقت مین وارد تھی یعنے امت کو تعلیم
کے لیے تو لوگ جانین کہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہیے * جیسا کہ مروی
ہے کہ حضرت پیغمبر خدا ظہر کی نماز مین کبھی آواز بلند کر کے قراۃ فرماتے
تھے تا کہ لوگ قراۃ کی مقدار کو معلوم کر لین * یعنے کس وقت مین کس
قدر قرآن پڑھنا چاہیے جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ الظہر والعصر
مین ہے * عَن اَبِی قَتَادَۃَ رضہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقرَءُ
فِی الظُّہرِ فِی الاُولَیَین بِاُمِّ الکِتَابِ وَسُورَتَینِ وَفِی الرَّکعَتَینِ الاُخرَیَینِ بِاُمِّ
الکِتَابِ وَیُسمِعُنَا الآیَۃَ اَحیَاناً ونحوہ عن البراء قَالَ کُنَّا نُصَلِّی خَلفَ رَسُولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم

الظہر فسمع منہ الآیۃ بعد ایات من لقمان والذاریات اور بخلاف حدیث اخفا کے کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات مین تہی تو اسواسطے حدیث اخفا کی غالب ہے ❊ جیسا کہ ملا علی قاری محدث نے شرح مختصر الوقایہ مین کہا ہے

ان الجہر بہا فی بعض الاحیان کان للتعلیم فعلا کما ورد وکان یسمعنا الآیات۔

احیانا الا یکون سنۃ مستمرۃ والا لما ترک عمر وعلی وابن مسعود رضی اللہ عنہم

❊ اور کافی مین ہے والجہر المروی محمول علی انہ کان اتفاقا لا قصدا او کان لتعلیم الناس

ان الامام یؤمن کما یؤمن القوم ❊ دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث اخفا کے راوی عمر ابن الخطاب ور علی ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود رض اور انکی ماتند مین ❊ جیسا کہ لمعات التنقیح اور شرح سفر السعادت مین ہے ❊ اور یہ صحابہ بہ نسبت راوی جہر کے بڑے فاضل ہین ❊ اور قاعدہ ہے کہ جس حدیث کا راوی بڑا فقیہ اور بڑا فاضل ہو تو دوسری حدیث پر جسکا راوی ویسا نہو غالب ہے جیسا کہ اصول کی کتابون مین مذکور ہے ❊ اور یہان بہی رفع یدین کے مسئلہ مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی ❊ خصوصا روایت اور مذہب عمر رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا نے امت کو فرمایا ہے کہ ہمارے بعد پیروی کرو ابو بکر اور عمر کی ❊ جیسا کہ مشکوۃ کے باب جمع المناقب مین ہے

عن ابن مسعود رض ان النبی صلعم قال اقتدوا بالذین بعدی ابی بکر وعمر

اور حضرت پیغمبر ؐ نے علی رض کی شان مین فرمایا ہے کہ مین گھر ہون علم کا

اور علی دروازہ ہے اوسکا ؛ جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب مناقب علی مین ہے
اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا ؛ اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعود رض کہ حضرت
پیغمبر خدا نے امت کو فرمایا ہے کہ دین کے امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود تمکو
کہے اوسکو سچ جانو ؛ جیسا کہ مشکوٰۃ کے اسی باب مین ہے وَمَا حَدَّثَکُمْ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ
فَصَدِّقُوْهُ ؛ پھر جب راوی اخفاے آمین کے عمر بن الخطاب اور علی ابن
ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود ٹھہرے اور یے تینون صحابی جلیل القدر
عظیم الشان دین اور عمل بھی اونکا یہی تھا تو بیشک اخفا راجح ہے اور پیروی
اوسکی واجب ؛ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ آیت قرآن کی حدیث اخفا کی
موافق ہے ؛ اسواسطے کہ قرآن مین آیا ہے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ
الْمُعْتَدِیْنَ دعا کرو تم خدا ے تعالی سے عاجزی اور پوشیدگی سے بیشک
خدا تعالی دوست نہین رکھتا ہے حد سے گذرنے والون کو ؛ یعنے اللہ نے
دعا مین عاجزی اور اخفا کو حد کیا تو جو کوئی عاجزی یا اخفا کرے اوس پر رحم
نہین کرتا ہے ؛ اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے اُذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا
وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ یاد کرو اپنے پروردگار کو اپنے دل مین عاجزی
اور ڈر سے بلند آواز کرکے نہین ؛ اور تفسیر الوصول کی باب التفسیر مین
ہے قَالَ اَصْحَابُهٗ اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْهِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْهِ فَنَزَلَتْ وَاِذَا سَاَلَکَ
عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ پوچھا اصحاب رض نے پیغمبر خدا سے کہ پروردگار ہما

ہمارا نزدیک ہے تو چپکے دعا کرین یا دور ہے تو شور سے پکارین ✤ تب
نازل ہوئی یہ آیت جب پوچھین تجھسے میرے بندے میرے حال کو
تو کہو کہ بے شبہہ مین نزدیک ہون ✤ پہر اون مین آیتون سے معلوم ہوا کہ
ہر دعا مین اخفا واجب ہے مگر جس دعا مین کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور
اجل سے اور بے اختلاف کے ثابت ہو تو البتہ وہان جہر جائز ہے
جیسا حج کے تلبیہ وغیرہ مین ✤ اور جب کہ لفظ آمین کا بہی دعا ہے کیونکہ
معنے اوسکے ہین قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع سے
ہرگز ثابت نہوا بلکہ حدیث مین تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام الله
کے موافق ہے راجح ہوئی ✤ جیسا کہ نہایہ مین ہے وَالْاَصَحُّ اَصْحَابُنَا اَنَّ
التَّامِيْنَ دُعَاءٌ فَاِنَّ مَعْنَاهُ اَللّٰهُمَّ اَجِبْ وَالسَّبِيْلُ فِي الْاَدْعِيَةِ الْمُخَافَتَةُ عَلٰی
مَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَيْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِيُّ
✤ اور عنایہ اور کافی مین بہی ایسا ہی ہے لیکن عبارت مین کچہ اختلاف ہے
طوالت کے خوف سے نہین لکہا گیا ✤ اور چوتہی وجہ یہ ہے کہ حدیث
جہر کی جو وائل بن حجر سے مروی ہے ضعیف ہے ✤ جیسا کہ یحیٰی ابن
معین نے کہ سردار محدثون کے اور شیخ اور استاد مین امام محمد بخاری کے
جنکا جامع تیسیر الوصول کے خطبے مین لکہا ہے ضعیف کہا ہے ✤ اور
اس وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکہا ہے قَالَ الشَّافِعِيُّ يَجْهَرُ بِهَا

عند الجہر بالقرأۃ بحدیث وائل بن حجر قال سمعت النبی صلعم انہ قال آمین
ومد بہا صوتہ وما رواہ ضعفہ یحیی بن معین فلا یلزم حجۃ ÷ اور محدث شیخ ابن ہمام
صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہے ÷ چنانچہ اس بات کو
شیخ عبدالحق دہلوی نے لمعات التنقیح اور شرح سفر سعادت مین نقل کیا ہے
اور پانچوین وجہ یہ ہے کہ جہر آمین کا مقدم اور اخفا اوسکا موخر ہے ÷ پہر حدیث
اخفا راجح ہے حدیث جہر پر واسطے کہ جہر منسوخ ہے ÷ جیسا کہ کفایہ اور
عنایہ اور نہایہ مین ہے قال عبد اللہ بن مسعود رض ترک الناس الجہر
بامین وما ترکوا الا لعلمہم بالنسخ فرمایا ہے عبد اللہ ابن مسعود رض نے
کہ لوگون نے آمین شور سے کہنا چھوڑ دیا اور نہ چھوڑا ہے مگر جب آمین جانا
ان سب کو اسکی منسوخیت کا ÷ اور جیسا کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع
دونوین حدیث وارد ہے لیکن عدم رفع کی حدیث کو بہت وجہون سے
غلبہ ہے ÷ وجہ اول یہ ہے کہ حدیث عدم رفع سے [illegible]
[illegible] لقعہ اور جزمت فاعل مین ÷ جیسا کہ عبد اللہ [illegible] مسعود رض
اور حضرت [illegible] مین ملازم رہتے اور حضرت [illegible] مطلع
[illegible] فرمایا ہے کہ [illegible]
[illegible] اونکی پیروی کرو ÷ [illegible]
حضرت پیغمبر خدا نے بہشت کی خوشخبری دی ہے اور [illegible]

نے اون لوگون کو جنت کی بشارت دی ہے اور یہ سب صحابی حضرت
کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتے تھے اور حضرت کی مجلس مین خصوصاً نماز
کے وقت حضرت سے بہت نزدیک رہتے تھے اور حضرت صلعم کے احوال
پر خوب واقف تھے * بخلاف حدیث رفع کے راوی کہ اس مرتبہ مین
نہ تھے تو اسلئے تسلیم عدم رفع کی راجح ہے * جیساکہ فتح القدیر اور مرقاۃ
التنقیح مین ہے واعلم ان الآثار عن الصحابۃ والطرق عن النبی صلعم کثیر جداً
والقدر المتحقق بعد ذلک کلہ ثبوت روایۃ کل من الامرین عنہ علیہ السلام فیحتاج
الی الترجیح لقیام التعارض ویترجح ما صرنا الیہ بانہ کانت اقوال مباحۃ فی الصلوۃ
وافعال من جنس ہذا الرفع وقد علم نسخہا فلا یبعد ان یکون ہو ایضاً مشمولاً
بالنسخ خصوصاً وقد ثبت ما یعارضہ ثبوتاً لا مرد لہ وکذا بافضلیۃ الرواۃ عن
رسول اللہ فقد حدث من لا یحصی عن عبداللہ بن مسعود رض وہو عالم
بشرایع الاسلام وحدودہ ومتفقد لاحوال النبی ملازم لہ فی اقامتہ واسفارہ
فیکون للاخذ بہ عند التعارض اولی من افراد مقابلہ اور بنایہ اور عنایہ اور ذخیرہ
العقبی مین ہے وروایۃ اخبارنا البدریون من اصحاب النبی الذین کانوا یلون
النبی فی الصلوۃ وعبداللہ بن عمرو وائل بن حجر کانوا یقومون ابعد منہ صلعم
والاخذ بقول الاقرب اولی * وروی عن ابن عباس رض انہ قال ان
العشرۃ الذین بشر لہم النبی بالجنۃ لم یکونوا یرفعون ایدیہم الا عند افتتاح الصلوۃ

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بعضے صحابی نے حضرت کے رفع یدین کو روایت
کیا اور بعضے نے عدم رفع یعنے ارسال کو حکایت کیا * لیکن قول حضرت کا
عدم رفع کے موافق ہے اور رفع کے مخالف * اور قاعدہ ہے کہ جب
حضرت کا دو فعل مختلف مروی ہو تو جو فعل کہ حضرت کا قول اوسکا موافق
ہو تو اُس فعل کو غلبہ ہے جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ میں ہے اِنَّهٗ لَمَّا
تَعَارَضَتْ رِوَايَتَا فِعْلِهٖ وَجَبَ الْمَصِيْرُ اِلٰى قَوْلِهٖ وَهُوَ الْحَدِيْثُ الْمَشْهُوْرُ لَا تُرْفَعُ
الْاَيْدِيْ اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَقُنُوْتِ الْوِتْرِ وَتَكْبِيْرَةِ الْعِيْدَيْنِ
وَالْاَرْبَعَةِ فِي الْحَجِّ اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابو حنیفہ
[illegible]یث کی کتابوں میں ہے * اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق
میں بھی ہے * لیکن عبارت میں ان سب کتابوں کی کچھ کچھ اختلاف
ہے اور مضمون سب کا ایک ہے * تیسری وجہ یہ ہے کہ رفع یدین
صرف حضرت کے فعل سے ثابت ہوا ہے قول اور حکم سے ثابت نہیں
ہے * بلکہ قول حضرت کا عدم رفع میں وارد ہے * اور قاعدہ ہے کہ
جب حضرت کے فعل اور قول میں اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہے
جیسا کہ اصول کی کتابوں میں ہے اَلْقَوْلِيُّ مُقَدَّمٌ عَلَى الْفِعْلِيِّ اور دوسرے مقام
میں ہے حِكَايَةُ الْفِعْلِ لَا تَعُمُّ * اور خصوصاً جب کہ منع حضرت کا وارد ہوا
یعنے حضرت نے لوگوں کو نماز میں رفع یدین کرنے کو منع فرمایا تو بیشک حدیث

عدم رفع کی غالب ہوئی ÷ جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے یعنے
لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن الحدیث ÷ اور دوسری حدیث نہایہ
مین ہے وَحِینَ رَاٰے النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَقوَامًا یَرفَعُونَ اَیدِیَھُم
فِی الصَّلٰوۃِ عِندَ الرُّکُوعِ وَعِندَ رَفعِ الرَّاسِ مِنَ الرُّکُوعِ
فَقَالَ مَالِی اَرَاکُم رَافِعِی اَیدِیکُم کَاَنَّہَا اَذنَابُ خَیلٍ شُمُسٍ اُسکُنُوا فِی الصَّلٰوۃِ ÷
اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ مین بھی
ہے ÷ لیکن عبارت مین کچھ اختلاف ہے ÷ اور چوتھی وجہ یہ ہے
کہ رفع یدین مقدم ہے یعنے ابتداے اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا تو
ضرور عدم رفع کی حدیث راجح ہوئی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور
نہایہ اور شرح سفر السعادت مین ہے مَا رَوَاہُ مَحمُولٌ عَلَی الاِبتِدَاءِ اِذ
اَنَّہُ کَانَ ثُمَّ نُسِخَ عَنِ ابنِ الزُّبَیرِ رض اَنَّہُ رَاٰی رَجُلًا یَرفَعُ یَدَیہِ فِی الصَّلٰوۃِ
عِندَ الرُّکُوعِ فَقَالَ مَہ فَاِنَّ ہٰذَا شَیءٌ فَعَلَہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والسلام ثُمَّ تَرَکَہٗ اور
کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادت مین ہے قَالَ ابنُ مَسعُودٍ رض
رَفَعَ النَّبِیُّ صلعم فَرَفَعنَاہُ وَتَرَکَ فَتَرَکنَاہُ الغرض رفع یدین کا منسوخ ہونا
بہت سی کتابون سے ثابت ہے جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر اور نور الانوار
اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور
شرح سفر السعادت لیکن طوالت کے خوف سے ہر ایک کی عبارت

جدا جدا انہین لکہی گئی ہے اور تیسرا امر یعنے جاننا کہ جو ان حکم ہین داخل ہین اور اسبات کو جاننا بہی بہت سی چیز کے جاننے پر موقوف ہے اس مقام مین مثال کیواسطے تہوڑا ذکر کیا جاتا ہے منجملہ اونکے یہ ہے کہ جانے کہ یہ حدیث سب مکلف کے حق مین ہے یا نہین بعضے گروہ کے حق مین کیونکہ بہت سے احکام بلحاظ اشخاص کے مختلف ہوتے ہین ایک کے حق مین درست اور دوسرے کے حق مین نادرست تو جب وہ اس بات کو نہ جانیگا تب سمجہیگا کہ خود کس جنس مین ہے اور اوسکے حق مین کیا حکم ہے اور اگر یہ فرق نہ جانیگا تو بڑی گراہی مین پڑیگا جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب القبلہ والمباشرہ مین ہے وعن ابی ہریرۃ رضی قال سال رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ فاتاہ اخر فسالہ فنہاہ وکان الذی رخص لہ شیخا کبیرا والذی نہاہ شابا اخرجہ ابو داود یعنے ابو ہریرہ رضی نے کہا کہ سوال کیا ایک مرد نے حضرت رسول اللہ سے کہ روزہ دار کو مباشرہ یعنے لگانا اپنے بدن کو عورت کے بدن سے درست ہے یا نہین تو آپ نے اوسکے واسطے درست کہا پہر دوسرے نے بہی ایسا ہی سوال کیا سو اسکو حضرت نے منع فرمایا تو جس شخص کے واسطے درست رکہا تہا وہ بڑا بوڑہا تہا اور جسکو منع کیا وہ جوان تہا اور منجملہ اسکے یہ ہے کہ جانے یہ کہ حکم خاص ایک شخص معین کے حق مین تہا یا عام تہا

سب مکلف کے لیئے ✤ کیونکہ بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کی
روسے حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص کے حق مین درست کرتے
تھے اور دوسرے کے حق مین نادرست ✤ اور حضرت کے بعد سب مکلف
کے حق مین برابر ہوا ✤ جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب وجوب الصلوٰۃ
مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ فُضَالَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی
اللہ علیہ وسلم وَ کَانَ فِیْمَا عَلَّمَنِیْ حَافِظْ عَلَی الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ اِنَّ
ہٰذِہِ السَّاعَاتُ لِیْ فِیْھَا اَشْغَالٌ فَمُرْنِیْ بِاَمْرٍ جَامِعٍ اِذَا اَنَا فَعَلْتُہٗ اَجْزَأَ عَنِّیْ فَقَالَ
حَافِظْ عَلَی الْعَصْرَیْنِ وَ مَا کَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا فَقُلْتُ مَا الْعَصْرَانِ قَالَ صَلٰوۃٌ
قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ صَلٰوۃٌ قَبْلَ غُرُوْبِہَا اخرجہ ابوداؤد عبد اللہ بن فضالہ نے روایت کیا
اپنے باپ سے کہ کہا اونسے تعلیم کیا مجکو پیغمبر خدا نے اور جن باتونکو کہ حضرت نے ہمکو سکھلایا تھا
اون مین سے ایک تھا کہ حفاظت کر پانچ وقت کی نماز کو ✤ پھر کہا اونسے کہ عرض کیا مینے
کہ ان سب وقت مین میرے واسطے بہت کام رہتا ہے سو مجکو حکم کیجے ایسی ایک عبادت
کا کہ جب مین اوسکو کرلون تو کفایت کرے مجکو ✤ سو فرمایا حضرت صلعم نے کہ حفاظت کر
عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری بولی سے نتھا اسواسطے مین اوسکو نسمجھا پھر مین نے
پوچھا تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز پہلے طلوع آفتاب کے اور نماز
پہلے غروب اوسکے ✤ اور منجملہ اوسکے یہ جانے کہ یہ حدیث کون سے شہروالون
کے حق مین وارد ہے اسواسطے کہ بہت احکام باعتبار شہر و سکے

مختلف ہوتے ہین اور حدیث کی عبارت مین اُس شہر کا کچھ ذکر نہین ہوتا ہی
تو جب وہ شخص اس بات کو جانیگا تب سمجھے گا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر
+ اور اگر یہ فرق نجانیگا تو سخت خرابی مین پڑیگا + جیسا کہ مشکوۃ کی باب آداب الخلا
میں ہے + عن ابی ایوب رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا
القبلۃ ولا تستدبروها ولکن شرقوا او غربوا متفق علیہ یعنے جب تم پاخانے میں تو قبلے کیطرف منہ
یا پیٹھ نکرو لیکن پچھم یا پورب کیطرف منہ کرو تو یہ حکم مدینہ والونکے حق مین اور مانند اونکے ہے
اسواسطے کہ مدینہ مطہرہ اور ترکہ معظمہ کی ہے تو جب پورب یا پچھم کیطرف منہ کریگا تو قبلہ کیجانب
منہ نہوگا + جیسا کہ تیسیر الوصول کی باب آداب الاستنجا میں ہے + قولہ شرقوا او غربوا امر لاہل المدینۃ
ومن فی ذلک السمت ممن کان قبلتہ الی الشرق او الغرب فلا یستقبلہا یعنے قول حضرت کا
شرقوا اور غربوا حکم ہے اہل مدینہ کے لیے اور جو لوگ کہ قبلہ انکا اوسی جانب
مین ہے + اور جنکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو اُن کے حق مین
یہ حکم نہین ہے + اور جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ مین
ہے + عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین
المشرق والمغرب قبلۃ اخرجہ الترمذی یعنے درمیان پورب اور پچھم کے قبلہ ہے تو یہ حکم
بھی اہل مدینہ اور مثل اونکے واسطے ہے + اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ
اوس حدیث کی مجلس کو جانے کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے
مختلف ہوتا ہے + جیسا کہ ایک حدیث لوگونمین مشہور ہے اور فتاوی

حمادیہ مین بہی ہے اَکْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّہَا مِنْ بَرَکَاتِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ یعنے روٹی کی تعظیم
کرو کیونکہ وہ برکت سے آسمان اور زمین کی ہے + یعنے روٹی جب آوے
تو انتظار سالن کا نکرو تو یہ حکم گہر کے کہانے مین ہے ضیافت مین نہین کیونکہ
ضیافت مین صاحب خانہ کے اذن کی انتظاری کرے + جیسا کہ اوسی
فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہے وَہٰذَا فِیْ بَیْتِہٖ وَاَمَّا فِی الضِّیَافَۃِ
فَیَنْتَظِرُ الْاِذْنَ تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم نہوگا تو ضیافت کی مجلس
مین جیسے لوگونکی عادت ہے کہ پہلے روٹی لاتے ہین تو وہ شخص پہلے
روٹی ہی ٹہونسنے لگیگا اور سالن کے لیے شور مچاویگا اور میزبان کو انفعال
مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو انتظاری اور تاخیر مین پہنچیگا + جیسا
کہ اسطرح کی خرابیان اکثر مجلسون مین واقع ہوتی ہین نعوذ باللہ منہم +
اور منجملہ اوسکے جاننا کہ یہ حدیث کس وقت مین وارد ہوئی تہی کیونکہ بہت
سی حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتداے اسلام مین تہا پہر وہ حکم منسوخ ہوا
تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اس حکم مین داخل نہین
ہین + جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہے + نَہَاہُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْحَنْتَمِ وَالدُّبَّآءِ
وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ + یہ چار نام اون برتنون کے ہین کہ جس مین شراب
رکہتے تہے سو جب شراب حرام ہوئی تو اون برتنون کا استعمال بہی حرام
ہوا تا کہ لوگونکو شراب یاد نپڑے اور الفت اوسکی نرہے اور کمال نفرت

اور اجتناب آجاوے ✤ اور جب لوگ خوب شرع کے حکمون مین مضبوط
ہوے تو یہ حکم منسوخ ہوا ✤ اور منجملہ اوسکے یہ جاننا کہ حدیث مطلق احوال
مین وارد ہے یا کسی عذر کی حالت مین واقع ہے ✤ کیونکہ بہت سی حدیثین
ہین کہ عبارت اونکی مطلق ہے اور حقیقت مین مورد اونکا حالت عذر ہے
✤ اور جس شخص کو عذر نہو اوسکے حق مین وہ حکم نہین ہے ✤ تو جب
تک اس بات کو نہ سمجھیگا نہ جانیگا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر ✤ جیسا کہ مشکوٰۃ
کے باب صفۃ الصلوٰۃ مین ہے وَعَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِ رَاَی النَّبِیَّ
صلعم یُصَلِّیْ فَاِذَا کَانَ فِیْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ لَمْ یَنْھَضْ حَتّٰی یَسْتَوِیَ قَاعِدًا رَوَاہُ
الْبُخَارِیُّ روایت ہے مالک بن حویرث سے کہ دیکھا اوس نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑہتے پھر جب ہوتے حضرت طاق رکعت مین
یعنے ایک رکعت کے یا تین رکعت کے بعد تو نہ اوٹھتے یہان تک کہ اچھی
طرح سے بیٹھتے ✤ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے اسکے ترجمہ مین لکھا ہے
کہ یہ بیٹھنا حضرت کا بسبب عذر کے اور حاجت کے تھا جسطرح بھی تھا
اور ضعف اور کبر سن وغیرہ ✤ اور جس کسی کو اوسکی حاجت اور ضرورت
نہو تو اوسکے حق مین وہ سنت نہین ✤ اور ہدایہ اور فتح القدیر اور
بحر الرائق مین بھی ایسی مذکور ہے ✤ خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ
قرآن اور حدیث سے حکم نکالنے کے واسطے بہت سے امور ضرور

اجن کہ تفصیل اونکی اس مقام مین نہین ہوسکتی ہے ٭ اسواسطے صرف مثال
کے لیے چند باتین کہ ہر عوام اور خواص اُسکو بے تکلف سمجھین یہان بیان
کی گئین ٭ اور اونکے سوا اور شرطین بہی ضرور ہین کہ اونکے مضمون کو بہی سمجھنا
ایک عوام کو دشوار ہے ٭ جیسا کہ اصول فقہ اور اصول حدیث کی کتابون
مین مفصل اور مصرح ہے ٭ اور اون سب شرطون کا اس زمانے مین پایا جانا
سخت مشکل اور بہت دشوار بلکہ متعذر اور محال ہے ٭ چنانچہ سابق جو شرطین
بطور نمونہ کے مذکور ہوئی ہین اونکے مضامین مین غور کرنے سے صاف
ظاہر ہوتا ہے ٭ اسواسطے اس زمانے مین بلکہ زمانہ دراز سے عالمون
نے خوب دریافت کیا کہ قرآن اور حدیث سے باستقلال حکم کا نکالنا
نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ہر حدیث کو ثابت کرنا اور اسکے راویون کا احوال
دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف اور غریب کو تحقیق کرنا اور مجمل و
مؤول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک کی غرض و مراد کو سمجھنا ٭
یعنے صرف اپنی تلاش اور محنت و جہد سے حاصل نہو سکیگا بلکہ آخر کو لاچار
ہوکر پشیمان ہوکر ان سب شرطونکو حاصل کرنے کے لیے کسی محدث یا
مجتہد یا فقیہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا ہی سے تقلید کسی مجتہد کی اپنے اوپر
واجب کرلی ہے ٭ اور اسی واسطے سب علما نے اجماع کیا اس بات
پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلون کے

نزدیک اوسکا اجتہاد مقبول ہوا اور مذہب اوسکا نقل تواتر سے منقول ہو
اور مسائل اور قواعد اوسکے مذہب کے بے شبہہ مفصلا مروی ہون تو
ایسے کی تقلید درست ہے ٭ پھر کوئی مجتہد ان اوصاف کے ساتھ سوائے
ان چار امام کے پایا نہین گیا اور کوئی مذہب ان سب صفات کے ساتھ
سوائے ان چار مذہب کے ثابت نہین ہوا ٭ اسواسطے سب علما اور
تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہے کہ ان چار مذہب مین سے ایک
مذہب کی پیروی کرنی واجب ہے ٭ اور [illegible] اور کسی مجتہد
کی تقلید یا دوسرے کسی طریقے کی پیروی جائز نہین ہے ٭ [illegible]
گمان نکرے کہ صرف علماے حنفی نے یہ اجماع کیا ہے بلکہ [illegible]
مختلف کے علمانے بھی اسی بات پر اتفاق کیا ہے ٭ [illegible]
جواب مین سوال ہجومیون کے بہت سی کتابون سے مذکور ہے
پھر ثانیا تفصیل کی حاجت نہین ہے ٭ لیکن [illegible] کے صرف [illegible]
کتاب سے لکھا جاتا ہے ٭ نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن [illegible]

صحۃ التقلید فی ہذہ المذاہب الاربعۃ فی الحکم المتفق علیہ [illegible] الحکم المختلف فیہا
لا [illegible] ان مذاہب غیرہم من السلف باطلۃ وانما یعنی ان مذاہبہم و تلک المذاہب
بالنقل المتواتر یرویہا جماعۃ بعد جماعۃ فی کل ناحیۃ من زمانہم الی زماننا
ہذا لا یمکن عد الرواۃ و لا احصائہم فی [illegible]

کا اور شافعیون کے نزدیک بڑا معتمد اور معتبر ہے اوس نے فتح المبین
فی شرح الاربعین کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکھا ہے اما فی زماننا
فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الشافعی ومالک وابی حنیفۃ واحمد
رضوان اللہ علیہم اجمعین لان ہولاء عرفت قواعد مذاہبہم واستقرت احکامہا
وخدمہا تابعوہم وحرروہا فرعا فرعا وحکما حکما فلا یوجد حکم الا وہو منصوص
لہم اجمالا او تفصیلا بخلاف غیرہم فان مذاہبہم لم تحرر ولم تدون کذلک فلا
تعرف لہا قواعد حتی تخرج علیہا احکامہا فلم یجز تقلیدہم فیما حفظ عنہم منہا لانہ
قد یکون مشروطا بشروط اخری وکلوہا الی فہوم من قواعدہم فقلت الثقۃ
بتحقق ما یحفظ عنہم من قید او شرط فلم یجز التقلید حینئذ خلاصہ ترجمہ اوسکا یہ ہے
ہمارے امامون نے یعنے شافعیون نے کہا ہے کہ اس زمانے مین ان
چار امامون کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جائز نہین ہے اسواسطے کہ ان
امامون کے مذہب اور اونکے قاعدے خوب معلوم اور مشہور ہین اور
مسئلے اونکے خوب ثابت ہین اور تابعون نے اونکے مذہب کو خوب ضبط
کیا ہے اور بالتفصیل ہر ایک کو لکھا ہے بخلاف اور مجتہدون کے
اگر اونکا مذہب لکھا ہوا نہین ہے اور قاعدہ اونکا معلوم نہین اور تفصیل
اونکے مذہب کی منقول نہین اور مسئلے اونکے مذہب کے منضبط نہین
اسواسطے دوسرے مذہب پر خوب اعتماد نہین ہے اور مالکی ہمدانی بھی

ایسہی کہا ہے ✤ جیسا کہ علامہ ابراہیم ابن مرعی مرحسی کہ مالکی المذہب ہر
فاضل اور محدث اور مالکیون مین معتمد علیہ ہے اوسنے فتوحات الوہبیہ
فی شرح الاربعین لنوویہ کی اٹہائیسوین حدیث کی شرح مین لکہا ہے تا
عرفت عن ہولاء الصحابۃ الاربعۃ او عن بعضہم اولی بالاتباع من بقیۃ الصحابۃ
اذا وقع بینہم الخلاف الی قولہ وہذا فی المقلد الصرف فی تلک الازمنۃ القریبۃ
من زمن الصحابۃ اما فی ما بعد ذلک فلا یجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ مالک وابی
حنیفۃ والشافعی واحمد رح لان ہؤلاء عرفت قواعد مذاہبہم واستقرت احکامہا
وخدمہا تابعوہم وحرروہا فرعا فرعا وحکما حکما خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جو حکم شرع
کا کہ ان چار خلیفون سے یا بعض سے اونکے معلوم ہوا ہے تو وہ مقدم ہے
دوسرے صحابی کے قول پر اور یہ بات اوس زمانے کے مقلد کے حق
مین تہی لیکن اوس زمانے کے بعد جائز نہین ہے تقلید سوائے ان
چار اماموں کے ✤ یعنے مالک ابوحنیفہ شافعی احمد کیونکہ اونکے مذہب کے قاعدے
سب معروف ہین اور مسائل اونکے خوب ثابت اور مشہور ہین اور تابعون
نے اونکے خوب ضبط کیا ہے اور ہر ایک بات کو مفصلا لکہا ہے اب حاصل
اس سب کا یہ ٹہرا کہ شریعت کے علما اور ہر مذہب کے فضلا کا اجماع اور
اتفاق اسی بات پر ہوگیا ہے کہ اس زمانے مین تقلید ایک امام کی ان چار
اماموں مین سے واجب ہے اور اونکے سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہے

اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانے کے خواص کو بھی بغیر مجتہد کے موافق قرآن
اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی دریافت پر اعتماد کرکے مسئلہ نکالنا جائز نہیں
+ اور اگر کوئی فاضل یا کوئی درویش اس اجماع سے نکلا ہو یا اوسنے اُس
اتفاق کے برخلاف کیا ہو یا اوسکے مخالف کہا ہو تو اوس شخص کا کچھ اعتبار نہیں
ہے + کیونکہ وہ اجماع کہ حدیثوں کی رو سے پیروی کرنی اوسکی واجب
ہے وہ اس سے عبارت ہے کہ اکثر علماے دیندار اور فضلاے نیک
کردار ایک بات پر اتفاق کریں + پھر اگر کوئی شخص اگرچہ عالم ہی ہو اس
اجماع میں شریک نہو تو اوسکا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ وہ خود بدعتی
ہوا اور جماعت کا مخالف بنا + جیسا کہ مشکوۃ کے باب الاعتصام میں ہے
عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ
من شذ شذ فی النار + یعنے پیروی کرو جماعت کی سو مقرر یوں ہے
کہ جو جدا ہوا جماعت سے گر پڑا وہ جہنم میں + وعن معاذ بن جبل رض قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ
والقاصیۃ والناحیۃ وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ یعنے بے شبہ شیطان آدمی
کے حق میں جیسا بھیڑیا بکری کے حق میں ہے کہ پکڑتا ہے بکری بھٹکی
ہوئی اور دور پڑی اور کنارے گری ہوئی کو + تو واجب تم پر یہی ہے
کہ جماعت اور اکثر مسلمانوں کی پیروی کو لازم کرو + وعن ابی ذر رض

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِهٖ

ترجمہ یعنے جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت کے اندازے تو

بے شبہہ اُس نے اسلام کا ڈورا اپنی گردن سے نکالا ۔ غرض اُن حدیثوں سے

صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کریں وہ واجب ہوتا ہے

اور بعضے کا خلاف کرنا کچھ نہیں ہے ۔ بلکہ جو اکثر کا مخالف ہوا تو اُسپر خوف

ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہے نعوذ باللہ منہا و منہم ۔ اور جو کوئی جماعت

کی پیروی کرے گا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سے بچیگا

اللھم ثبت قلوبنا علی شریعتک ورضاک واقم اقدامنا علی طریقتک

وہداک وصل وسلم علی رسولک سید المرسلین وآلہ

الطیبین و اصحابہ الراشدین وتابعی صحبۃ الہادین

سیما علی سید المجتہدین امامنا وامام المسلمین

وملینا و علی جمیع مقلدیہ الی یوم الدین

واخر دعوانا ان الحمد للہ

رب العالمین

تمت

خاتمة الکتاب

الحمد للہ کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جسکے سوالون کو کئی شخصون نے کیا تھا اور جوابون کو اوسکے عالم باعمل فاضل بے بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسۂ کلکتہ نے بڑی محنت اور تلاش کرکے آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور بڑی معتبر اور معتمد کتابونکی عبارت سے مدلل اور ثابت کیا اور بعد اتمام کے تمام علما و فضلا و صلحا نے بغور و تامل اوسے دیکھہ موافق عقائد مذہب سنت و جماعت خصوصاً مطابق طریقۂ حنفی سمجھ کے منظور اور پسند کر اپنے اپنے دستخط اور مُہر سے مزین فرمایا ۔ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس نسخہ کے مؤلف کو جزاے خیر عطا فرماوے آمین ثم آمین

این نسخہ ہذا از اول تا آخر نظر کردم ظاہر شد کہ مسائل مندرجۂ آن مطابق عقیدۂ اہل سنت و جماعت و موافق طریقۂ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد و عمل برطبق آن واجب و متحتم است

غلام سبحان

احمد کبیر قاضی القضاۃ صدر کلکتہ وارث علی

امین مدرسۂ کلکتہ مفتی عدالت بادشاہی کلکتہ

جواب ہاے این رسالہ ہمہ صحیح و راست بے کم و کاست موافق

آیات قرآن و مطابق احادیث سید پیغمبران و برحسب اجماع علماء راسخین و بطبق اتفاق فضلاء کاملین است مخالف این ہمہ مسائل حقیقت مخالف آن دلائل است

محمد وجیہ	فضل الرحمن
مدرس اول مدرسہ کلکتہ	مدرس اول مدرسہ مرشد آباد

بشیر الدین	نور الحق	محمد مرتضی	عجیب احمد
مدرس دوم	مدرس سوم	مدرس چہارم	مولوی کمیٹی
محمد ابراہیم	خادم حسین	محمد مظہر	احمد حسین
معاون اول	معاون دوم	معاون سوم	حکیم مدرسہ

این رسالہ را بنظر تامل دیدم از اول تا آخر فی الحقیقت ہدایت بخش کور باطنان اہل بدعت و رہنمای گمگشتگان بادیہ ضلالت است علمای حنفیہ را ذریعہ نورانیت باطنی و فضلای طریقہ حقہ را تمسکی است شدید المبانی

محمد اکبر شاہ

مدرس اول مدرسہ محسنیہ واقع شہر ہگلی متعلقہ ضلع ہوگلی

خادم حسین	منصور احمد	سید رمضان علی
مدرس مدرسہ مذکور	مدرس مدرسہ مذکور	مدرس مدرسہ مذکور

غلام مخدوم	محمد مستقیم	فراغت علی	بشارت اللہ

مدرس ایضاً ۔ مدرس ایضاً ۔ مدرس ایضاً ۔ معاون ایضاً

اسد علی ۔ وارث علی ۔ صمصام علی ۔ ناصر الدین

مدرس مکتب ہوگلی (مدرس اول مکتب شاہزادگان) مدرس مدرسہ

ریاض الدین ۔ کرامت علی

مدرس مدرسہ منشی امیر، واعظ و خلیفۂ حضرت سید احمد قدس سرہ

امام الدین ۔ حافظ محمد صدیق ۔ احمد

خلیفۂ حضرت ممدوح) واعظ و خلیفۂ حضرت ممدوح) مفتی ضلع ۲۴ پرگنہ

غلام صفدر ۔ خادم حسین ۔ حسین الدین شطاری

مفتی ضلع میدنی پور) مفتی ضلع ندیہ) مفتی سرکوٹ ملک میسور

مولیٰ بخش ۔ نیاز احمد ۔ صوفی نور محمد

مولوی سررشتہ دار کالج) واعظ و امام مسجد شاہزادہ (خلیفۂ حضرت ممدوح

سید عبداللہ ولد سید بہادر علی ۔ محمد عبداللہ ۔ غلام اکبر

خلیفۂ حضرت ممدوح (مولوی کالج کلکتہ) مولوی بک سوسائٹی

محمد عیسیٰ

مولوی مثل خوان عدالت

عبدالحمید ۔ محی الدین ۔ محمد بخش

(مولوی پیشکار صدر) مولوی پیشکار دفتر کمشنری محافظ دفتر مذکور

اسد علی	فضل الحق	عبدالجلیل

نائب پیشکار دفتر مذکور) مولوی دفترخانہ شاہزادگان (واعظ و خلیفہ حضرت

جسیم الدین	عبدالغفور	بدیع الدین

واعظ واعظ و خطیب مسجد شاہزادگان + محافظ سابق کتب خانہ کالج

غلام قادر	عبدالجبار	دبیرالدین

مولوی اسکول پادریان) معاون مترجم عدالت شاہی) مولوی دفترخانہ

فارسی کلکتے کے مدرسے مین جو لوگ علوم دینی حاصل کرکے قریب التحصیل

مین انمین سے بعضون کے نام

محمد عبدالرحمن	ابوالمعالی	ظہیرالدین محمد	غلام قادر	
محمد یار علی	غلام حسین	عبدالرزاق	بشیر علی	
تشبیر علی	بشیر اللہ	عبدالحمید	سید ضمیرالدین	
ولی اشرف	نادر علی صدیقی	محمد واعظ الدین	علی طاہر	
عبدالرشید	ارادت علی	محمد منیر	شرافت علی	عمر علی

محسنیہ مدرسے مین جو لوگ علوم دینی حاصل کرکے قریب التحصیل

مین اونمین سے بعضون کے نام

سید حسین احمد	دلاور علی	سعادت علی	غلام نجف
محمد مہدی	عصمت اللہ	سراج الدین	فیض اللہ

فضیلت حسین بھابری	میر محمد صدیقی	نجف ست علی

میر محمد حسین کربانی

جاننا چاہیے کہ بعضے لوگ چارون مذہب کو انکار کرتے ہین اور کسی
کی ان چارون سے تقلید نہین کرتے اور عوام حنفیون کو اپنے مذہب
سے بد اعتقاد کرواتے ہین اور مسئلہ مین شک ڈالتے ہین اور اعتراضات
بیجا کرتے ہین اور مخالف حدیث کی بناکر کے عوام کو گمراہ کرتے ہین
اسواسطے اکثر مسلمان سب اس دیار کے مسئلہ پوچھنے کے لیے اور
اپنے مذہب کی تحقیق کیواسطے جناب مستطاب مدرس صاحب
حضرت محمد وجیہ صاحب جعلہ اللہ تعالی کاسمہ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ
کے حضور مین آتے تھے اور جو لوگ کہ خود حاضر نہین ہو سکتے تھے
فتوا لکھوا کر منگواتے تھے پھر جب مدرس صاحب نے دریافت کیا
کہ اس صورت مین لوگون کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسواسطے بغرض
نفع عام اور ہدایت تام کے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اوسکا نام
نظام الاسلام رکہا تاکہ لوگ اوس رسالے کو پڑہکر اپنے مذہب
مین مضبوط ہووین اور لوگونکے بہکانے سے گمراہ نہ ہوسکین ✢ اوسکے
بعد جناب حاجی سید عبد اللہ صاحب نے بلحاظ رفاہیت
خلائق کے اسکو چھپوایا ✢ پھر یہ رسالہ اکثر ملکون مین منتشر ہوا

اور بہت لوگ اس کو پڑھکر اپنے مذہب مین مضبوط ہو گئے اور جو لوگ
کہ ان قوم کے بہکانے سے شک مین پڑے تھے اوس کتاب کو
پڑہنے یا سننے سے اونکا شبہہ دفع ہو گیا اور بعضے بیچارے عوام اور
ضعیف الاعتقاد کہ ان قوم کے گمراہی مین پڑے تھے اس رسالہ پر
واقف ہو کر اپنی گمراہی سے توبہ کی تب ان قوم نے جب یہ حال دیکھا
اور دریافت کیا کہ جو کوئی اس رسالہ سے واقف ہوتا ہے اوسکے حق
مین فساد اور فریب اونکا کچھ تاثیر نہین کرتا ہے اور مسئلہ پر طعن کرنا اور
شک ڈالنا اور تقلید پر امامون کی اعتراض کرنا کچھ فائدہ نہین دیتا ہے
تب ان قوم نے اس طور کے فریبون کو چھوڑ کر ایک دوسرا فریب
نکالا اور وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کی تحقیر کرنے لگے اور جاہلون کے ساتھ
اس رسالہ پر اعتراض کرنے لگے تاکہ لوگ اس رسالہ سے بداعتقاد
ہووین اور اوسکو نہ پڑھین اور نہ سنین پھر بعضے لوگ جناب مدرس
صاحب کے حضور مین عرض کرنے لگے کہ ان قوم بے مذہب کے
سوال کا جواب کچھ لکھکر چھپوا دیا جاوے تاکہ ان قوم کا فساد کچھ نچلے
اور لوگون کو اس رسالہ مین کچھ شک نپڑے لیکن جناب مدرس
صاحب اصلا اسکی طرف التفات نہین کرتے اور فرماتے کہ سوال
بیجا کا جواب دینا بھی بیجا ہے کیونکہ ؎ جواب جاہلان باشد خموشی ؎

پھر جب بندۂ فقیر حقیر غلام قادر مینائی نے دیکھا کہ جاہلون کا کچھ جواب بھی نہ دینا
سبب اونکی جرات اور دلیری کا ہوتا ہے اس واسطے مختصر کرکے لکھا جاتا ہے
تاکہ ہر کوئی اسکو دیکھکر یا سنکر اُن قوم کی جہالت اور فساد پر واقف ہو اور
اونکے اعتراض اور اوسکے جواب کو دریافت کرکے معلوم کرے کہ اسی
قیاس پر ہر اعتراض اور شبہہ اُنکا بے حقیقت ہے اور صرف فساد اور
شرارت ہے اور ہر چیز مین خدا ہی سے توفیق ہے اور اوسی کی عنایت
سے تحقیق + ان قوم کا اعتراض یہ ہے کہ پہلی حدیث رسالہ نظام الاسلام
کی یعنے عن مالک بن الحویرث قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بہما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بہما فروع
اذنیہ اس حدیث کو سارا نہین لکھا ہے اور حدیث مین چوری کی ہے
یعنے مسئلہ رفع الیدین کا بعد رکوع کے جو اس حدیث مین مذکور ہے
اس مقام مین اوسکو نہین لکہا + اس فریب کا دفع کئی طور سے لکھا
جاتا ہے + پہلا دفعہ یہ ہے کہ اس حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہے یعنی
نام کتاب کا اور تعین مقام کا اور تعداد صفحہ کا ذکر کیا ہے اسواسطے کہ جسکو
اس حدیث کا تمام دیکھنا منظور ہو یا اس مین کچھ شک ہو تو وہ شخص اُس کتاب
مین دیکھ لیوے تو اس صورت مین چوری نہین ہوئی کیونکہ چوری مین تو
چھپانا منظور رہتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت رکھنا + چوری تو جب ہے

کہ نام کتاب کا ذکر نکرد یا نام ذکر کرے مگر مقام کو تعیین نکرے یا جوبات
تہ جواب کی مخالف ہو اوسکو چھوڑ دیوے جیسا کہ ان قوم دجالیون نے
ایک مسئلہ چھپوایا ہے اور اوس مین فارسی عبارت سے لکھا ہے ❊
تہ شیخ عبدالحق دہلوی بہ سنیت رفع یدین و ترجیح تامین بجہر رفتہ ❊
اور نام کتاب کا اور تعیین مقام کا دونون کو چوری کیا ہے اور حال
یہ ہے کہ شیخ عبدالحق نے سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کے
مسئلہ کے مقام مین ۳۴ صفحے مین اور مشکوۃ کی شرح مین باب صفۃ الصلوۃ
صفحے مین لکھا ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے اور عدم رفع کو ترجیح ہے
جسکو کچھ شبہہ ہو تو اون کتابون مین اسی مقام کے پتے سے دیکھ
لیوے ❊ اور ان قوم نے ایک کتاب رفع الیدین کی بنائی ہے اوسکا
نام اوسکا تنویر العینین رکھا ہے اوس مین اکثر حدیثون کو ناتمام لکھا ہے
تیسکے اول سے کسی کے آخر سے کچھ کچھ عبارت چھوڑ دیا ہے جیسا
تہ مالک ابن حویرث کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے نقل
کیا ہے اور اوس مین رفع یدین کرنے کے مضمون کو لکھا ہے اور
کانون تک ہاتھ اوٹھانے کے مضمون کو جو اوسی حدیث مین روایت
ہے بالکل ترک کیا ہے اور تنویر العینین مین یون کہا ہے انہ رأے
مالک بن الحویرث اذا صلی کبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذا رفع راسہ

من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلعم صنع ہٰکذا تو اس حدیث مین لفظ حتی یحاذی بہا اذنیہ اور فروع اذنیہ کو چھوڑ دیا ہے دوسرا دفعہ یہ ہے کہ یہ کتاب کچہ کتاب حدیث کی نہین ہے کہ اس مقام مین تمام حدیث کو ذکر کرین یہ فتوی ہے اور فتوی مین اوسی قدر ضرور ہے کہ جس قدر سوال ہو اوسی قدر جواب اور اوسے زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے؛ یہان سوال اوسی قدر لکہا گیا ہے کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتہ اٹہاتے ہین اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کے مسئلہ کو اس مقام مین کچہ علاقہ نہین ہے جیسا کہ اگر کوئی پوچہے کہ نماز فرض ہونے کی دلیل کیا ہے تو اوسکا جواب اسی قدر کہنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اقیموا الصلوۃ اور اگر کوئی اسکے جواب مین یون کہے کہ اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ تو اوسکو دیوانہ یا نادان کہین گے ؛ مثال اوسکی فقہ کی کتابون مین بہت سی موجود ہے نمونے کیواسطے یہان ذکر کیا جاتا ہے کہ خرید اور فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتے ہین کہ احل اللہ البیع باوجود اس بات کے کہ قرآن مین ایک آیت کے اندر یون ہے کہ احل اللہ البیع وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کے مقام مین ربوا کو ذکر کرنا محض بے جا ہے اسواسطے صرف احل اللہ البیع لکہا ہے ؛ اور مثال اوسکی انہین کے مذہب والون کی کتاب سے کہ جسکا نام تنویر العینین رکہا ہے مذکور ہوا

کہ مولف نے تنویر العینین کے اوس حدیث مین فقط رفع الیدین کے
مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تہا اوسکو وہان لکہا ہے اور ہاتہہ
کانون تک اوٹہانیکو کہ اوس سے اوسکو غرض نہ تہی بالکل اوسکو ترک
کیا تو یہ بہی کیا چوری ہے ؛ مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگر یرا نصیحت
اور تیسرا دفعہ یہ ہے کہ مؤلف ذی نظام الاسلام کے رفع الیدین کی مسئلہ
کو چہوڑا نہین ہے بلکہ اوسکو علیحدہ جدا کر کے بصورت سوال اور جواب
کے لکہا ہے صفحہ مین اور وہان مفصلا بیان کیا ہے کہ رفع الیدین منسوخ
ہے اور مکروہ اور اوسکی دلیلون کو بالتفصیل لکہا ہے تو پہر اس مقام مین کہ
یہان صرف کان تک ہاتہہ اوٹہانے کی دلیل کا ذکر ہے رفع الیدین ذکر
کرنا محض بیجا ہے ؛ اور ایسے بیجا ذکر کرنیوالے کو بلکہ جو ایسے ذکر کو تجویز
کرے اوسکو مرغ بے ہنگام کہتے ہین اور وہ شخص مصداق ہے مثل مشہور
کا کہ ؛ سر بریدن واجب است آن مرغ بے ہنگام را ؛ جیساکہ مؤلف نے
تنویر العینین کے کان تک ہاتہہ اوٹہانے کی حدیث کو ترک کیا اسواسطے
کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کے بیان مین ہے ؛ چوتہا دفعہ یہ ہے کہ رفع
الیدین منسوخ ہے جیساکہ اوسکی دلیلین مفصلا ۱۶ و ۱۷ صفحہ مین مذکور ہے
اسواسطے اوسکو اس مقام سے حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانے
کے مقام مین اس عبارت کو کہ جبکا مضمون منسوخ ہوا ہے مطلب مین

اخلل ڈالتا ہے ✤ الغرض ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ایسے لوگوں سے
احتراز کرین اور اونکو دشمن دین کا سمجھین کہ یہ سب دین مین مفسد ہین
جیساکہ کتاب مجمع الزوائد مین ہے اور یہ کتاب حدیث کی کتابونکا مجموعہ
ہے جیساکہ جامع الاصول چھہ کتاب کو حدیث کی جامع ہے ویساہی
کتاب مجمع الزوائد ان چھہ کتابون کے سوا اور کتابین حدیث کی جو بڑی
معتبر ہین اونکا مجموعہ ہے جیسا طبرانی اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ
اوس کتاب سے باب ماجاء فی الکذابین مین کہا ہے ✤ عن عبد اللہ
بن عمر رض روی الطبرانی انہ قَالَ وَاللّٰہِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ لَیَکُوْنَنَّ مِنْ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ الدَّجَّالُ وَمِنْ بَیْنَ یَدَیِ
الدَّجَّالِ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ اَوْ اَکْثَرُ قُلْنَا مَا اٰیٰتُہُمْ قَالَ اَنْ یَاْتُوْکُمْ بِسُنَّۃٍ لَمْ تَکُوْنُوْا
عَلَیْہَا لِیُغَیِّرُوْا بِہَا سُنَّتَکُمْ وَدِیْنَکُمْ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُمْ فَاجْتَنِبُوْہُمْ وَعَادُوْہُمْ طبرانی
نے روایت کی ہے عبد اللہ بن عمر رض سے کہ کہا ان سنے قسم
خدا کی ہے کہ بے شک مین نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے کہ بے شک پیدا ہوگا نزدیک قیامت کی دجال
اور پہلے اوسکے ایک قوم جھوٹی تیس بلکہ زیادہ پہر ہم صحابیون نے
حضرت سے پوچھا کہ اُن گروہ کی کیا علامتین ہین تب فرمایا حضرت نی کہ
نکلاوینگے وے قوم کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب اس سنت کے

عمل نہین کرتے تہے یعنے ایک بات نئی کو سنت کہکر تم کو بتلا وینگے یا
حقیقت مین سنت ہو لیکن تم اوسکو نہین کرتے تہے بلکہ دوسری سنت
کو عمل کرتے تہے تو وہ قوم کذاب اس نئی سنت کو تمکو سکہلاوینگے تاکہ
جس سنت کو تم عمل کرتے تہے اوسکو تغیر اور تبدیل کرین اور تمہارے
مذہب کو بہی تبدیل اور تغیر دوین پس جب تم اُن قوم کذاب کو دیکہو
تب ونسے کنارہ کرو دور رہو اور اون گروہ کو دین کا دشمن جانو اور
اونسے دشمنی رکہو؛ اور تم سب بہائی مسلمانو جانو کہ اگر یہ گروہ مذہب
تُسیکو شک مین ڈالین کہ یہ حدیث نہین یا اور کچہ فریب کی باتین کہین
تو وہ کتاب مجمع الزوائد جناب مدرس صاحب ممدوح کے نزدیک موجود
ہے جسکا جی چاہے اس مین دیکہہ لیوے

خاتمۃ الطبع

بین! مقصال [illegible] منعام کتاب ہدایت انضمام موسوم بہ نظام الاسلام مثبت بنا
وتقلید مذہب [illegible] کہ جسکا ثبوت بتطبیق نص قرآن اور احادیث سیدانس وجان کا آ
فی نصف النہار [illegible] تصنیف فاضل لوذعی عالم المعی مولوی وجیہ الدین صاحب حسب الارشاد
شیخ محمد حسین صاحب تاجر کتب مطبع آفاق مرجع منشی نولکشور صاحب مین ماہ نومبر
سنہ ۱۸۶۶ء مقام [illegible] واسطے فائدہ ارباب یقین اور طالبان دین کے منطبع ہوئی

تمت